غلبۂ اسلام کی بشارتیں

www.KitaboSunnat.com

علامہ یوسف القرضاوی

ترجمہ

عبدالحلیم فلاحی

مکتبہ قاسم العلوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

غلبۂ اسلام کی بشارتیں

علامہ یوسف قرضاوی

ترجمہ

عبدالحلیم فلاحی

www.KitaboSunnat.com

مکتبہ قاسم العلوم

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب

غلبۂ اسلام کی بشارتیں

مصنف

علامہ یوسف قرضاوی

اہتمام ـــــــــــــــ ملک اسد علی قاسمی
مطبع ـــــــــــــــ گنج شکر پریس
ناشر ـــــــــــــــ مکتبہ قاسم العلوم

ڈسٹری بیوٹرز

ملک اینڈ کمپنی

رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور، پاکستان
042-37231119 , 0321-4021415

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷-نصرت الٰہی کے حامل گروہ کی بقا	48
۸-ہر صدی میں مجدّدِین کا ظہور	49
۹-عیسیٰ مسیح علیہ السلام کا نزول	50
۱۰-امام مہدی کا ظہور	51
تاریخ میں غلبۂ اسلام کی بشارتیں	**53**
تاریخ کی دو بڑی حقیقتیں	53
نصرت الٰہی کا نزول اس وقت ہوتا ہے جب ہم اس کے انتہائی ضرورت مند ہوتے ہیں	54
مصائب کے وقت امت مسلمہ کی حقیقی قوت کا اظہار	61
مرتدین کے ساتھ جنگوں میں	62
صلیبی جنگوں میں	64
تاتاریوں کی جنگ میں	66
دور جدید میں آزادی کی جنگوں میں	68
عصر حاضر میں غلبۂ اسلام کی بشارتیں	**69**
عصر حاضر کے امراض اور اس کی آفات	70
امت مسلمہ کی بیمار صورت حال تا دیر باقی نہیں رہے گی	75
امت مسلمہ کے ماضی و حال کا جائزہ	75
تحریک تجدید و احیائے دین کا تسلسل	82
اسلامی بیداری اور مسلمانوں کی زندگی پر اس کے اثرات	84
اسلامی رجحان ایک انتہائی باوزن اور قوی تر رجحان ہے	**87**
امت مسلمہ کی قوت	90
۱-افرادی قوت	90
۲-مادی اور اقتصادی قوت	91
۳-روحانی قوت	92
اسلام اور امت مسلمہ کے اندر موجود قوت کے سلسلہ میں اغیار کا انتباہ	94

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داعیانِ اسلام اور ان کو پیش آنے والی آزمائشیں	99
سنت الٰہی میں غلبۂ اسلام کی بشارتیں	**102**
تبدیلیٔ اقوام کا الٰہی ضابطہ	102
تبدیلیٔ احوال کے لیے ضابطہ الٰہی	107
سوچنے کی کچھ ضروری باتیں	109
دو توجہ طلب امور	112
حسن البنا اور رجائیت	113
فلسفۂ عمرانیات کا نقطۂ نظر	115
تاریخ کا نقطۂ نظر	116
کامیابی کا واحد راستہ	117
بشارتیں عملِ مزید کا تقاضا کرتی ہیں	118
بعض احادیث کے سلسلے میں غلط فہمیوں کا ازالہ	**128**
حدیث: "بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا"	129
ازسرنو اسلام کے غالب آنے کی قرآنی بشارتیں	146
ان میں سے بعض بشارتیں	146
حدیث: تمہارے اوپر جو زمانہ بھی آئے گا، اس کے بعد والا اس سے برا ہوگا"	148
کیا ہر زمانہ اپنے ماقبل سے بدتر ہوگا؟	150
اس حدیث سے متعلق لوگوں نے متعدد جواب دیے ہیں	151
حدیث: "بہترین دور میرا دور ہے پھر ان لوگوں کا جو اس دور کے لوگوں سے قریب رہے ہوں"	156
امت مسلمہ کی تمام نسلوں میں خیر کا سلسلہ باقی رہے گا	160
ابدی الٰہی ضابطے	**163**

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتساب

میں اس حقیر کوشش کو

اپنی والدہ محترمہ کی طرف منسوب کرتا ہوں،

جن کے

لبوں پر ہمیشہ ٹوٹے پھوٹے یہ درج ذیل مصرعے کروٹیں لیتے رہتے ہیں:

مسلمانو! نہ گھبراؤ خدا کی شان باقی ہے
ابھی اسلام زندہ ہے، ابھی قرآن باقی ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

پیش لفظ

یہ کتاب جو آپ کے سامنے ہے درحقیقت علامہ یوسف القرضاوی کی عربی کتاب "المبشرات بانتصار الاسلام" کا اردو ترجمہ ہے۔ ترجمہ کی یہ اہم خدمت مولانا عبدالحلیم فلاحی نے انجام دی ہے اور مکتبہ قاسم العلوم، لاہور نے اس کتاب کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے اسے اپنی مطبوعات میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

مسلمانوں میں عام طور پر یہ تصور پایا جاتا ہے کہ خیر القرون کے بعد آنے والا ہر دور اپنے پچھلے دور کے مقابلے میں بدتر ہوگا۔ یہ فیصلۂ خداوندی ہے اس میں کسی تبدیلی کا امکان نہیں پایا جاتا۔ اس لیے اب کسی بہترین دور کا خواب دیکھنا یا کسی بابرکت زمانے کے آنے کی توقع کرنا محض خوش فہمی ہے۔

مسلمانوں میں جس تصور کو عام کیا گیا ہے اسے ہم اسلام کے مزاج کے بالکل خلاف پاتے ہیں۔ اسلام حقیقت میں پیغام حیات ہے اور حیات کا تعلق ہمیشہ امید سے ہوا کرتا ہے، یاس اور قنوط سے اس کا دور کا بھی رشتہ نہیں ہے۔ رسول کی بعثت کا ہرگز یہ مقصد نہیں ہوسکتا کہ وہ اپنے متبعین کو یاس کی تعلیم دے اور کسی تابناک اور روشن مستقبل سے ہمیشہ کے لیے مایوس کرکے ان کو رہبانیت کی طرف پھینک دے۔ دنیا کے اسلام دشمن عناصر بھی اس کو پسند نہیں کرتے کہ امت مسلمہ کے اندر بیداری آئے اور وہ غلبۂ اسلام کے لیے سرگرم عمل ہو۔ اس لیے ان کی طرف سے داعیان اسلام پر مختلف سمتوں سے حملے کیے جاتے ہیں۔ کبھی انھیں بنیاد پرست کا لقب دیا جاتا ہے اور کبھی دہشت گرد کہہ کر انہیں مطعون کیا جاتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ یوسف القرضاوی نے اپنی اس قابل قدر کتاب میں دلائل کی روشنی میں واضح کیا ہے کہ لوگوں کا یہ خیال کہ اب ہم محض برے دن دیکھنے کے لیے زندہ رہیں گے بالکل غلط ہے۔قرآن اور احادیث میں ایسی بشارتیں موجود ہیں جن سے اس خیال کی تردید ہوتی ہے۔ پھر یہ مبشرات بالکل فطری سنت الٰہی اور اسلام کے مزاج کے عین مطابق ہیں۔علامہ قرضاوی نے ان تمام ہی روایات اور احادیث پر گفتگو کی ہے اور ان کے صحیح مفہوم ومنشا کو واضح کیا ہے جن کے حقیقی منشا ومفہوم کو نہ سمجھنے کی وجہ سے لوگ غلط فہمی کے شکار ہوئے اور فکر میں جو توازن مطلوب تھا وہ باقی نہ رہ سکا۔امید کی جگہ یاس اور ناامیدی نے اور جرأت وحوصلے کی جگہ بے حوصلگی نے لے لی۔اس سے سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ غلبۂ اسلام کی طرف سے لوگ مایوس ہو کر رہ گئے۔ یہاں تک کہ امت کے اونچے طبقے میں بھی داعیانہ روح باقی نہ رہ سکی۔

قرآن وحدیث کے علاوہ علامہ القرضاوی نے اپنی اس کتاب میں تاریخ کا بھی جائزہ لیا ہے اور یہ دکھایا ہے کہ لوگوں کے اندر جو مایوسانہ فکر کام کر رہی ہے اس کی کوئی مضبوط بنیاد نہیں ہے۔اور تاریخ بھی اسے رد کرتی ہے۔

امید ہے کہ علامہ القرضاوی کی اس اہم تصنیف سے قارئین پورا فائدہ اٹھائیں گے۔ان حضرات کے لیے تو یہ کتاب ایک بیش قیمت تحفہ ہے جو اپنے دلوں میں اسلام کے مستقبل کو روشن اور تابناک دیکھنے کی آرزو رکھتے ہیں۔

خاکسار

محمد فاروق خاں

(معروف اسلامی اسکالر)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سخن ہائے گفتنی

یہ بات میرے لیے بڑی باعث مسرت ہے کہ میں علامہ ڈاکٹر یوسف القرضاوی کی گرانقدر تصنیف ''المبشرات بانتصار الاسلام'' کو اردو کا جامہ پہنا کر قارئین اردو کے سامنے ''غلبۂ اسلام کی بشارتیں'' کے نام سے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ اس کتاب کا سینہ گلہائے امید سے معمور ہے۔ انشاء اللہ یہ کتاب ہمارے قارئین کرام کے دلوں میں اسلام کے روشن مستقبل کے تئیں شمع امید کو روشن کرنے میں ایک نمایاں کردار ادا کرے گی۔

ڈاکٹر یوسف قرضاوی کی شخصیت اردوداں حلقے میں عموماً اور تحریک اسلامی کے حلقے میں خصوصاً اب محتاج تعارف نہیں رہی۔ ان کی امید افزا اور ایمان افروز تحریریں ان کی شناخت بن گئی ہیں۔ فقہی مسائل میں ہمیشہ وہ شرعی حدود میں رہتے ہوئے تیسیر (آسانی پیدا کرنا) کی راہ اپناتے ہیں اور دعوت وتربیت کے معاملے میں ہمیشہ تبشیر و بشارت (خوش خبری سنانا) کے پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہیں۔

اگر یہ کہا جائے کہ ڈاکٹر یوسف القرضاوی کی اسلامی بیداری اور دعوت اسلامی سے متعلق تحریریں پڑھنے والوں کے دل شعاع امید سے معمور ہو جاتے ہیں اور ان کے اندر خیمہ زن یاس وقنوطیت کے سارے بادل چھٹ جاتے ہیں تو میرے خیال میں یہ ہرگز مبالغہ نہ ہوگا۔

اور اگر ہم قرآن وسنت کا بنظر غائر مطالعہ کریں تو ہمیں بخوبی اندازہ ہوگا کہ اللہ ورسولؐ نے بھی مایوسی وناامیدی سے قطعاً منع فرمایا ہے۔ قرآن نے تو یاس وقنوطیت کو گمراہی کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامت اور کافروں کا شیوہ بتایا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ﴿۵۶﴾ (الحجر،۱۵:۵۶)

''اور اپنے رب کی رحمت سے تو گمراہ لوگ ہی مایوس ہوں گے۔''

اور ایک دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ﴿۸۷﴾ (یوسف ۱۲:۸۷)

''اللہ کی رحمت سے تو کافر لوگ ہی ناامید ہوں گے۔''

غالباً اقبال علیہ الرحمۃ نے قرآن ہی کی ترجمانی کرتے ہوئے ملت اسلامیہ کے ایک ایک فرد کو ناامیدی ومایوسی سے بچنے کی سخت تاکید کی ہے۔ چنانچہ اپنے ایک شعر میں وہ کہتے ہیں:

نہ ہو نومید، نومیدی زوال علم وعرفاں ہے
امید مرد مومن ہے خدا کے راز دانوں میں

علامہ ڈاکٹر یوسف قرضاوی نے اپنی اس کتاب میں غلبۂ اسلام سے متعلق قرآن وحدیث کی تعلیمات کو اور تاریخ کے واقعات، عصر حاضر کے مشاہدوں اور سنت الٰہی کی مختلف قوموں اور ملتوں کے ساتھ کارفرمائیوں میں پائی جانے والی بشارتوں کو بڑے ہی عمدہ اور دلنشیں انداز میں جمع کر دیا ہے۔

لیکن کیا ان بشارتوں کو پڑھ کر اسلام کے مستقبل کے تئیں محض پر امید ہو جانا کافی ہے یا یہ بشارتیں ہمیں عملی جدوجہد کے لیے مہمیز کرتی ہیں۔ اس لیے کہ قرآن وحدیث اور تاریخ میں پائی جانے والی بشارتوں میں جو بات بہت واضح طور پر ابھر کر ہمارے سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ اسلام کو ہر دور میں اسی وقت غلبہ حاصل ہوا ہے جب امت مسلمہ کے ایک گروہ نے اس کے لیے باقاعدہ جدوجہد کی ہے۔ اور یہی گروہ نصرت خداوندی کا مستحق ٹھہرا ہے۔ اسی گروہ کو حدیث میں طائفۂ منصورہ (نصرت یافتہ گروہ) سے تعبیر کیا گیا ہے۔

یہ بات یاد رکھیے کہ اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت آج بھی اہل ایمان کے لیے ویسے ہی ظاہر ہو سکتی ہے جیسا کہ ماضی میں اس کا ظہور ہوتا رہا ہے۔ لیکن یہ نصرت خداوندی اور تائید

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایزدی کسی عملی جدوجہد کے گراؤنڈ کے بغیر نہیں اتر سکتی ہے۔ اور وہ گراؤنڈ اللہ کے ان بندوں کا گروہ ہوتا ہے جو ایمان ویقین کے جذبۂ صادق سے سرشار ہوکر اس کے دین کے غلبہ واستعلا کی جدوجہد میں اپنا سارا مال ومتاع لٹا رہے ہوں اور اپنی آخری متاع اس جان عزیز کو قربان کرنے کے لیے ہمہ آن تیار ہوں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

فضائے بدر پیدا کر، فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

اب میں آخر میں اپنے ان تمام کرم فرماؤں کا شکر گزار ہوں جن سے میں نے اپنے اس کام کی تکمیل میں ادنیٰ استفادہ بھی کیا ہے اور میں "مکتبہ قاسم العلوم" کا از حد ممنون ہوں کہ اس نے اس کتاب کی اشاعت کر کے اپنی مطبوعات میں شامل کیا۔

میں قارئین کرام سے گزارش کروں گا کہ اس کتاب کو پڑھ کر اگر وہ کچھ بھی ایمانی حرارت اپنے اندر محسوس کریں تو اس کے مصنف ومترجم اور ناشر کو ضرور اپنی دعاؤں میں یاد فرمائیں۔

والسلام
عبدالحلیم فلاحی

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

حمد وثنا ہے اس ذات برحق کے لیے جس کے فضل واحسان سے ہر اچھے کام پایۂ تکمیل کو پہنچتے ہیں۔ درود وسلام ہو اس معلم انسانیت پر جس نے راہ حق اور رشد وہدایت کی طرف انسانوں کی رہنمائی کی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہی ہمارے لیے اسوہ ہے اور آپؐ ہی ہمارے سردار اور امام وقائد ہیں۔ سلامتی ہو آپؐ کے آل واصحاب پر اور ان لوگوں پر جو قیامت تک آپؐ کی اتباع کریں۔

امابعد!

یہ کتاب جو آپ کے سامنے ہے اس کا موضوع ہے ''غلبۂ اسلام کی بشارتیں''۔ میرے خیال میں متعدد اسباب کے پیش نظر ''بشارتوں'' سے متعلق گفتگو انتہائی ضروری ہے۔ خاص طور پر ان حالات میں جن سے مسلمان اس وقت دو چار ہیں۔

۱۔ بشارتوں سے متعلق گفتگو اس لیے ضروری ہے کہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم لوگوں کو خوش خبری سنائیں اور ان کے دلوں میں اسلام سے نفرت کا بیج نہ بوئیں۔ اسی طرح ہماری یہ بھی ذمہ داری ہے کہ لوگوں کے لیے آسانی پیدا کریں اور انہیں دین کے نام پر تنگی میں نہ مبتلا کریں۔ اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ بن جبلؓ اور ابوموسیٰ اشعریؓ کو یمن بھیجا تو انھیں یہ مختصر اور جامع وصیت کی: تم دونوں آسانی پیدا کرنا اور لوگوں کو تنگی میں مبتلا نہ کرنا، تم بشارتیں دینا، نفرت نہ دلانا اور آپس میں مل جل کر کام کرنا۔ حضرت انس بن مالکؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے پوری امت مسلمہ کو اسی بات کی تاکید کی ہے، جس کا حکم آپؐ نے حضرت معاذؓ اور ابوموسیٰؓ کو دیا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ آپ ؐ نے پوری امت مسلمہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے: ''لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرو، انہیں تنگی میں نہ ڈالو۔ لوگوں کو خوشخبریاں سناؤ اور انہیں اسلام سے نفرت نہ دلاؤ۔''

میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں کہ اس نے فتویٰ اور دعوت دونوں ہی میدانوں میں مجھے اسی ہدایت نبویؐ کی پابندی کی توفیق ارزانی فرمائی ہے۔ فتویٰ کے میدان میں میں نے حتی الامکان آسانی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اور تنگی پیدا کرنے سے حتی المقدور گریز کیا ہے۔ دعوت و تبلیغ کے میدان میں ہمیشہ بشارتوں پر زور دیا ہے اور ہر ایسے طریقۂ دعوت و تبلیغ سے پرہیز کیا ہے جو لوگوں کو اسلام سے متنفر کرنے والا ہو اور یہ اللہ تعالیٰ کا میرے ساتھ بڑا فضل و احسان ہے۔

۲۔ غلبۂ اسلام کی بشارتوں سے متعلق گفتگو اس لیے بھی ضروری ہے کہ مسلمان بالعموم اور اسلام کے لیے کام کرنے والے خاص طور سے موجودہ تاریخ کے انتہائی سخت مرحلے سے گزر رہے ہیں۔ یہ ایسا سنگین مرحلہ ہے جس میں ہر ایک پر مایوسی اور احساسِ ناکامی غالب ہے۔ جب نفس انسانی احساس ناکامی اور مایوسی کے عوامل کے سامنے سپر ڈال دیتا ہے تو اس کی ہمتیں جواب دے جاتی ہیں، عزائم پامال ہو جاتے ہیں اور اس کی ساری امنگیں چکنا چور ہو کر رہ جاتی ہیں۔ جب کہ یہی وہ بنیادی جوہر ہیں جو انسانوں کے جذبۂ عمل کو حرکت میں لاتے ہیں اور مقصد کے حصول کے لیے ان کو ہر طرح کی جدوجہد پر آمادہ کرتے ہیں۔ یہ احساس کی تاریکی درحقیقت اسلامی بیداری اور تحریک اسلامی پر ان مسلسل حملوں کے نتیجہ میں پیدا ہوئی ہے جو دشمنان اسلام کی جانب سے بڑے پر فریب انداز میں ہر چہار جانب سے کیے جا رہے ہیں۔ ان حملوں کے ذریعہ سے ان کا اصل مقصد یہ ہے کہ کسی طرح سے نور اسلام کو بجھا دیا جائے، اس کی تحریک پر روک لگا دی جائے اور اسلامی بیداری کا جنازہ نکال دیا جائے۔ انہوں نے اپنے ناپاک مقاصد کی تکمیل کے لیے بعض مسلمان حکام کی مدد حاصل کی، انہیں اپنا آلۂ کار بنایا اور اسلامی بیداری سے انہیں خوفزدہ کیا۔ بہت سی ممتاز اسلامی شخصیات کے خلاف ان کو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابھارا اور ان کو حکم دیا کہ اپنے اپنے ملکوں میں دعوت اسلامی پر کاری ضرب لگائیں۔ یہاں بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ان حاکموں نے اسلام دشمن قوتوں کی باتوں پر کان دھرا اور فی الواقع وہ اسلام کے غلبہ واستعلا سے خطرہ محسوس کرنے لگے۔ انہیں اس بات کا یقین ہو گیا کہ اگر اسلامی نظام نے ان کے ملکوں میں غلبہ حاصل کر لیا تو وہ اپنی بے لگام شہوت پرستی سے یکسر محروم ہو جائیں گے۔ ان کی حرام کمائی کا راستہ بالکل مسدود ہو جائے گا۔ اسلامی نظام لوگوں کو اتنا جری بنا دے گا کہ وہ اپنے حکام کے اعمال کا محاسبہ شروع کر دیں گے۔

۳۔ بشارتوں سے متعلق گفتگو اس لیے بھی مطلوب ہے کہ اسلام دشمن قوتوں نے ہر سمت سے اسلام پسندوں کے خلاف ایک نفسیاتی جنگ چھیڑ رکھی ہے اور اس نفسیاتی جنگ کا مقصد یہ ہے کہ انہیں اسلام کے ایک بہتر اور روشن مستقبل کی امید سے بالکل مایوس کر دیا جائے۔ اس ناپاک مقصد کے حصول کے لیے بڑی سرگرمی سے ہر طرف سے حملے شروع کر دیے گئے ہیں۔ ان حملوں کے پیچھے ان لوگوں کا ہاتھ ہے جن کے دل اسلام دشمنی کی آگ میں بری طرح جھلس رہے ہیں۔ کرایہ کے قلم کار اور وظیفہ خوار بھونپو ان حملوں کی قیادت کر رہے ہیں۔ ہر وہ چیز جس کا تعلق اسلام سے ہے اس پر طرح طرح کے بے بنیاد اعتراضات کر رہے ہیں اور اس کی تصویر دنیا کے سامنے مسخ کر کے پیش کر رہے ہیں۔ داعیان اسلام اور اسلامی بیداری کے علمبرداروں کو کبھی انتہا پسندی تو کبھی دہشت گردی کا طعنہ دیا جاتا ہے۔ کبھی ان پر بنیاد پرستی کا لیبل چسپاں کر کے انہیں دنیا بھر میں بدنام کرنے کی مذموم کوشش کی جاتی ہے۔ جو تحریکیں مکمل اسلام کی دعوت دیتی ہیں، یعنی عقیدہ وشریعت اور دین وسیاست ہر پہلو سے اصلاح کا کام جو تحریکیں کر رہی ہیں، انہیں مطعون کیا جاتا ہے کہ وہ سیاسی اسلام (Political Islam) کی دعوت دے رہی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ حقیقی اسلام کا سیاسی ہونا ناگزیر ہے۔

اس لیے ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم ان معاندانہ حملوں کا مقابلہ ایسے ہتھیاروں سے کریں جو ان کے اثرات کو پوری طرح زائل کر سکیں۔ ان حملوں کا مقابلہ صرف اس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صورت میں کیا جا سکتا ہے کہ لوگوں کے دلوں میں غلبۂ اسلام کے لیے امید کی شمع روشن کی جائے۔ اسلام کے تابناک مستقبل کے لیے امید کی فضا پیدا کی جائے۔ اس شعاع امید سے آئندہ ابھرنے والی نسل کے سینوں کو معمور کر دیا جائے تا کہ یاس کی تاریکیاں انھیں نہ گھیر سکیں اور ناکامی و نامرادی کے بادل ان کے دلوں پر نہ چھا سکیں۔

۴۔ غلبۂ اسلام سے متعلق بشارتوں کے موضوع پر گفتگو کرنا اس لیے بھی ضروری ہے کہ اکثر حلقوں میں آخری زمانے اور دوسرے لفظوں میں امت مسلمہ کے مستقبل کے بارے میں انتہائی غلط فکر رائج ہے۔ ان کے خیال میں امت اسلامیہ کا مستقبل گرچہ انتہائی تاریک نہیں ہے لیکن پھر بھی تاریکی سے دور نہیں ہے۔ ان کی اس غلط فکر کی بنیاد دراصل ان مفاہیم پر ہے جو دور فتن، جنگوں اور قیامت کی علامتوں سے متعلق وارد ہونے والی بعض احادیث کے سلسلہ میں رائج ہو گئے ہیں۔ حالاں کہ وہ مفاہیم سرے سے غلط ہیں۔

اس لیے ہم نے اپنے لیے لازم سمجھا کہ غلبۂ اسلام سے متعلق ان بشارتوں کو نمایاں کریں جو بالعموم لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہیں۔ یہ بشارتیں قرآن وسنت میں موجود ہیں اور اسلامی تاریخ ان بشارتوں سے معمور ہے۔ دور حاضر کے واقعات میں بھی ان کی بے شمار مثالیں ہمارے پیش نظر ہیں۔ مزید برآں ان بشارتوں کا تعلق اللہ تعالیٰ کی اس سنت ثابتہ سے ہے جو کبھی تبدیل نہیں ہوتی اور اس سنت کا تمام قوموں اور امتوں (گروہوں) کے ساتھ یکساں معاملہ ہوا کرتا ہے۔

چنانچہ ہر داعئ اسلام کے لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر پختہ اعتماد ویقین رکھے۔ اس کے آخری پیغام (اسلام) اور اس کی ابدی دعوت کے روشن مستقبل سے متعلق ہمیشہ پر امید ہو اور کبھی بھی مایوسی کا شکار نہ ہو۔ اس لیے کہ مایوسی خاصۂ کفر ہے اور قنوطیت گمراہی کا مظہر ہے۔

ہم نے امام حسن البنا شہیدؒ کو دیکھا ہے کہ مشکل سے مشکل گھڑی میں بھی ان کے سینے میں شمع امید روشن رہی اور وہ کبھی بھی ماند نہ پڑی۔ دوسروں کو بھی اسلام کے مستقبل سے پر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امید رکھنے کے لیے متعدد امید افزا مقالات تحریر کر گئے ہیں۔ ان کے مطالعے سے آدمی کے اندر رجائیت پیدا ہوتی ہے اور وہ قنوطیت اور مایوسی کی گھٹا ٹوپ تاریکی سے باہر نکل آتا ہے۔ اپنے حیات بخش رسائل میں حسن البنا شہیدؒ نے بار بار اس بات کا ذکر کیا ہے کہ آج ہمارے سامنے جو چیزیں حقیقت بن کر نمایاں ہوگئی ہیں، پہلے وہ سب خواب وخیال معلوم ہوتی تھیں اور جو کچھ آج خواب معلوم ہو رہا ہے، کل وہ حقائق کی شکل میں ہمارے سامنے نمایاں ہو جائے گا۔

اسلام کے مستقبل کے تعلق سے سید قطب شہیدؒ نے بھی ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ''المستقبل لھذا الدین'' یعنی اسلام کا روشن مستقبل ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے داعیان حق نے بھی اس موضوع پر کتابیں لکھی ہیں۔

ہماری نظر ہمہ آن خیر کے پہلو پر رہنی چاہیے اور ہمیشہ خیر ہی کی امید رکھنی چاہیے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ (النمل، ۲۷:۹۳)

''اور اے محمدؐ! ان سے کہو، تعریف اللہ ہی کے لیے ہے، وہ عنقریب تمہیں اپنی نشانیاں دکھا دے گا اور تم انہیں پہچان لو گے۔ اور تیرا رب بے خبر نہیں ہے ان اعمال سے جو تم لوگ کرتے ہو۔''

ڈاکٹر یوسف القرضاوی

دوحہ، قطر

شوال ۱۴۱۶ھ/ مارچ ۱۹۹۶ء

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلبۂ اسلام کی بشارتیں

بہت سے داعیان اسلام آخری زمانے، اور باب الفتن والملاحم واشراط الساعۃ (فتنوں، جنگوں اور قیامت کی علامات کے باب) سے متعلق احادیث کے سلسلہ میں ایسی گفتگو کرتے ہیں جس سے اجمالی طور پر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ کفر پیش قدمی کر رہا ہے اور اسلام پسپائی اختیار کر رہا ہے۔ شر کو غلبہ حاصل ہو رہا اور خیر مات کھا رہا ہے۔ فحاشی و منکر کے علمبردار غالب ہو رہے ہیں اور اہل حق اور بھلائیوں کی طرف دعوت دینے والے بے یار و مددگار ہوتے جا رہے ہیں۔

ان کی گفتگو سے یہ تأثر ابھرتا ہے کہ اب حالات کے بدلنے کی کوئی امید نہیں ہے۔ اور اصلاح احوال کی ساری کوششیں بے سود اور لا حاصل ہیں۔ ان کی فکر کا حاصل یہ ہے کہ ہم بد سے بدتر اور بدتر سے بدترین حالات کی طرف منتقل ہوتے رہیں گے۔ ہر آنے والا دن اپنے جلو میں گزرے ہوئے دن کے مقابلے میں زیادہ شر لے کر آئے گا اور یہ سلسلہ قیامت تک اسی طرح جاری رہنے والا ہے۔

یقیناً یہ ایک عظیم غلطی ہے اور یہ غلط فکر پیدا ہوئی ہے اس غلط فہمی کے نتیجے میں جو جزئیات پر مبنی بعض نصوص سے متعلق پائی جاتی ہیں۔ نیز یہ نتیجہ ہے ان بہت ساری بشارتوں اور پیشین گوئیوں سے غفلت کا جو اس بات پر بالکل واضح انداز میں قطعی دلالت کرتی ہیں کہ مستقبل اسلام کا ہے اور اللہ تعالیٰ اس دین کو مشرکین کی ناپسندیدگی کے باوجود سارے ادیان پر غالب کر کے رہے گا۔

اس لیے ہمیں ان بشارتوں سے متعلق گفتگو کرنا ضروری محسوس ہوا اور ہم ان بشارتوں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو سارے مسلمانوں کے دلوں میں جاگزیں کر دینا چاہتے ہیں تاکہ ہم ان کے اندر ایسی امید جگا سکیں جو ان کے عزائم کو مہمیز کرے۔ ہم ان کے اندر پائی جانے والی تباہ کن مایوسی کو بالکل ختم کر دینا چاہتے ہیں۔

یہ بشارتیں الحمدللہ قرآن کریم وسنت نبویؐ کے اندر بکثرت پائی جاتی ہیں اور ہماری اسلامی تاریخ کے ان گنت صفحات ان بشارتوں کی تصدیق کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض بشارتوں کو ہم واقعاتی حقائق کی شکل میں پیش کریں گے اور بعض کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ان اٹل قوانین سے ہے جو اس کی مخلوق کے اندر نافذ اور جاری وساری ہیں۔

ان شاء اللہ ہم آئندہ صفحات میں ان تمام بشارتوں میں سے ہر ایک پر علیحدہ علیحدہ حتی المقدور گفتگو کریں گے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلبۂ اسلام سے متعلق قرآنی بشارتیں

سب سے پہلی بشارت قرآن میں اس وعدۂ الٰہی کی صورت میں آئی ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے مومن بندوں سے اسلام کی نصرت کے سلسلہ میں کیا ہے۔ اس کا وعدہ ہے کہ وہ نور اسلام کو مکمل طور پر پھیلا کر رہے گا، چاہے یہ بات کافروں کو کتنی ہی ناگوار ہو اور مشرکوں کی ناپسندیدگی کے باوجود وہ اپنے اس دین کو سارے ادیان پر غالب کر کے رہے گا۔

ہم سورہ ''التوبہ'' میں پڑھتے ہیں کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے اسلام کے تئیں معاندانہ رویے اور اہل کتاب کی اپنے دین میں تحریف کا ذکر کیا ہے، جنھوں نے اللہ کے مقابلے میں اپنے علما وصوفیہ کو خدا بنا لیا تھا، وہیں ان کے ذکر کے معاً بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يُرِيدُونَ أَن يُطْفِـُٔوا۟ نُورَ ٱللَّهِ بِأَفْوَٰهِهِمْ وَيَأْبَى ٱللَّهُ إِلَّآ أَن يُتِمَّ نُورَهُۥ وَلَوْ كَرِهَ ٱلْكَٰفِرُونَ ﴿٣٢﴾ هُوَ ٱلَّذِىٓ أَرْسَلَ رَسُولَهُۥ بِٱلْهُدَىٰ وَدِينِ ٱلْحَقِّ لِيُظْهِرَهُۥ عَلَى ٱلدِّينِ كُلِّهِۦ وَلَوْ كَرِهَ ٱلْمُشْرِكُونَ ﴿٣٣﴾ (التوبۃ ۹: ۳۲-۳۳)

''یہ لوگ اللہ کی روشنی کو اپنی پھونکوں سے بجھا دینا چاہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی روشنی کو مکمل کر کے رہے گا، خواہ یہ کافروں کو ناگوار ہی ہو۔ اسی نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ وہ اس دین کو سارے ادیان پر غالب کر دے، خواہ یہ بات مشرکین کے لیے کتنی ہی ناپسندیدہ کیوں نہ ہو۔''

علامہ ابن کثیرؒ ان دونوں آیتوں کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''یہ (کفار ومشرکین اور یہود ونصاریٰ) اللہ کی روشنی کو بجھا دینا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہتے ہیں۔" یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے جو ہدایت نامہ اور دین حق اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے اسے وہ شکست دینا چاہتے ہیں۔ اس طرح ان دونوں آیتوں سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے جو کچھ بھیجا گیا ہے وہ مکمل اور غالب ہو کر رہے گا۔ اسی لیے دشمنان اسلام کے ارادوں اور عزائم کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اور اللہ اپنی روشنی کو مکمل کر کے رہے گا خواہ یہ بات کافروں کو کتنی ہی ناگوار ہو۔" کافر اس کو کہتے ہیں جو کسی چیز کو چھپاتا اور اس پر پردہ ڈالتا ہے۔ پھر ارشاد باری ہوتا ہے: "وہی وہ ذات ہے، جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے۔" چنانچہ وہ سب کچھ ہدایت ہے جو اخبار صادقہ، ایمان صحیح اور علم نافع کی شکل میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہم تک پہنچا ہے۔ دین حق سے مراد وہ صحیح اعمال صالحہ ہیں جو دنیا و آخرت میں ہمارے لیے نفع بخش ہیں۔ اسی میں آگے ہے: "تاکہ اسے وہ سارے ادیان پر غالب کر دے۔" یعنی زندگی کے تمام طریقوں اور نظاموں پر اس دین حق (اسلام) کو غالب کر دے۔ جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے زمین کو مشرق و مغرب سے سمیٹ کر میرے سامنے پیش کیا۔ عنقریب میری امت زمین کے اس پورے حصے پر حکمراں ہوگی جو میرے سامنے پیش کیا گیا۔ یہ روایت امام مسلم نے "کتاب الفتن و اشراط الساعۃ" میں کی ہے۔ حدیث نمبر ۱۹، اور یہ روایت ابوداؤد نے بھی کی ہے جس کا نمبر ۴۲۵۲ ہے اور احمد نے اپنی مسند میں مسعود بن قبیصۃ یا قبیصۃ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں: اس محلے میں قبیلۂ محارب کے لوگوں نے صبح کی نماز پڑھی، جب وہ نماز سے فارغ ہو گئے تو ان کے ایک نوجوان نے کہا: میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "ایک وقت آنے والا ہے جب کہ زمین کے مشرق و مغرب سب تمہارے قبضے میں ہوں گے اور ان کے والیان ریاست جہنم میں جائیں گے، سوائے اس کے جس نے اللہ کا تقویٰ اختیار کیا اور امانت کا پاس ولحاظ رکھا۔[1] آگے امام احمدؒ نے ہی تمیم داری سے ایک روایت نقل کی ہے کہ وہ کہتے ہیں: ہم نے اس حدیث کی صداقت کو اپنے گھر اور خاندان میں دیکھا،

(۱) مسند احمد (۵/۳٦٦) ہم نے اختصار کے پیش نظر سند کو حذف کر دیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے گھر کے جن لوگوں نے اسلام قبول کیا وہ ہر طرح کے خیر اور عزت و بزرگی سے بہرہ ور ہوئے اور جو لوگ کافر ہی رہ گئے ان کے حصے میں ذلت وخواری آئی اور وہ زندگی بھر (اسلامی مملکت کے) باج گزار رہے۔ (۱)

مسند احمد ہی میں ایک روایت عدی بن حاتم سے ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ کے پاس داخل ہوا تو آپ نے فرمایا: ''اے عدی اسلام کو قبول کر لو، سلامت رہو گے۔'' میں نے کہا: میرا اپنا خود ایک دین ہے۔ آپ نے فرمایا: ''میں تمہارے دین کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''میں جانتا ہوں کہ تم کو کیا چیز اسلام سے روکتی ہے، تم کہتے ہو کہ اسلام کے پیرو کمزور اور بے سہارا لوگ ہیں، جن کی شرفائے عرب کی نگاہ میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: ''تم حیرہ کو جانتے ہو؟'' میں نے کہا: اس کے بارے میں سنا ہے، اسے دیکھا نہیں ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، اللہ تعالیٰ اس دین کو ضرور مکمل کر کے رہے گا۔ یہاں تک کہ ایک بڑھیا تن تنہا حیرہ (ایک مقام ہے) سے آئے گی اور خانۂ کعبہ کا طواف کرے گی اور تم لوگ ضرور کسریٰ بن ہرمز کے خزانوں کے مالک بنو گے۔'' میں نے کہا: کسریٰ بن ہرمز؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں! کسریٰ بن ہرمز۔'' آگے آپ نے فرمایا: ''تم مال خرچ کرنا چاہو گے اور اسے کوئی قبول کرنے والا نہ ہوگا۔'' عدی بن حاتم نے کہا: آپ کی پیشین گوئی کے مطابق حیرہ سے بڑھیا تن تنہا آتی ہے اور خانۂ کعبہ کا طواف کرتی ہے اور جن لوگوں نے کسریٰ کے خزانوں کو فتح کیا ان میں میں بھی شامل تھا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، تیسری پیشین گوئی بھی ثابت ہو کر رہے گی، کیوں کہ آپ نے فرمایا ہے۔ (۲) امام مسلمؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ''یہ نظام شب و روز اس وقت تک درہم برہم نہیں ہوگا جب تک لات وعزّیٰ (مکے کے دو مشہور بتوں کے نام ہیں) کی دوبارہ پوجا نہ ہونے لگے گی۔'' میں نے کہا:

---

(۱) مسند احمد (۴/ ۱۰۳)

(۲) مسند احمد (۴/ ۲۵۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے اللہ کے رسولؐ! میں سمجھتی تھی کہ (هُوَ الَّذِيٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَـقِّ) کے نزول کے بعد سب کچھ مکمل ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا: ''یہ سب کچھ اللہ کی مشیت کے مطابق ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک خوشبودار ہوا چلائے گا جس کے نتیجے میں وہ سب لوگ مرجائیں گے جن کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہوگا۔ اس دنیا میں صرف وہی لوگ باقی رہ جائیں گے جن کے اندر کوئی خیر نہ ہوگا اور وہ اپنے دین آبائی کی طرف پلٹ آئیں گے۔''[1]

اور سورہ ''التوبہ'' سے ملتی جلتی آیت سورہ ''الصّف'' میں بھی ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يُرِيۡدُوۡنَ لِيُطۡفِـُٔوۡا نُوۡرَ اللّٰهِ بِاَفۡوَاهِهِمۡ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوۡرِهٖ وَلَوۡ كَرِهَ الۡكٰفِرُوۡنَ۝۸ هُوَ الَّذِيۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ (الصف، ٦١: ٨-٩)

''یہ لوگ اللہ کی روشنی کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی روشنی کو مکمل کر کے رہے گا، خواہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار ہو۔ وہ اللہ ہی تو ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اسے وہ سارے ادیان پر غالب کردے''۔

اور سورۃ ''الفتح'' میں ارشاد ربّانی ہے:

هُوَ الَّذِيۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيۡدًا۝۲۸ (الفتح، ٤٨: ٢٨)

''وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ وہ اسے سارے ادیان پر غالب کردے اور اس حقیقت پر اللہ کی گواہی کافی ہے''۔

اور انہیں قرآنی بشارتوں میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ كَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ۖ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمۡ دِيۡنَهُمُ

(۱) صحیح مسلم ''کتاب الفتن واشراط الساعۃ'' حدیث نمبر ۷۲

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾

(النور،۲۴:۵۵)

''اللہ نے وعدہ فرمایا ہے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں کہ وہ ان کو اسی طرح زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو بنا چکا ہے۔ ان کے لیے ان کے اس دین کو مستحکم کردے گا جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں پسند کیا ہے اور ان کی (موجودہ) حالت خوف کو امن سے بدل دے گا۔ بس وہ میری بندگی کریں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، اور جو اس کے بعد کفر کرے تو ایسے ہی لوگ فاسق ہیں۔''

ابن کثیرؒ کہتے ہیں: یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اپنے رسول کے لیے وعدہ ہے کہ وہ اس کی امت کو زمین میں خلیفہ بنائے گا۔ یعنی یہ امت لوگوں کی امام اور سربراہ ہوگی، اسی امت کے افراد کے ذریعہ سے یہ سرزمین صلح وآشتی کا گہوارہ بنے گی اور یہی لوگ حقیقی معنوں میں اس سرزمین پر حکمرانی کے اہل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی موجودہ حالت خوف کو امن سے بدل دے گا اور انہیں حکمرانی عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر واحسان ہے کہ وہ اپنا یہ وعدہ پورا فرما چکا ہے۔ آپؐ کی وفات سے پہلے مکہ، خیبر اور بحرین فتح ہو چکے تھے اور آپؐ کی زندگی ہی میں سارا جزیرۃ العرب اور سرزمین یمن اسلامی مملکت میں شامل ہو چکا تھا۔ آپؐ نے اپنی حیات میں ہجر (ایک مقام ہے) کے مجوسیوں اور بلادِ شام کے بعض علاقوں سے جزیہ بھی وصول کیا۔ شاہ روم ہرقل، مصر اور اسکندریہ کے بادشاہ اور ملوک عمان نے آپؐ کو ہدایا بھیجے۔ آپؐ نے نجاشیؒ کا ہدیہ بھی قبول کیا جو حبشہ کا بادشاہ تھا۔ اصحمہ (جو حبشہ کے بادشاہوں کا نجاشی سے پہلے لقب تھا) کے بعد حبشہ کی مملکت ان کے ہاتھ آئی تھی۔

پھر آپؐ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے صحابۂ کرامؓ میں سے سب سے معزز شخص کو آپؐ کی جانشینی کے لیے منتخب فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپؐ کی وفات کے بعد خلافت کی ذمہ داری سنبھالی۔ حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ کی وفات کے بعد پیدا ہونے والے انتشار کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد سب کو متحد کیا اور جزیرۃ العرب کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی اور اسے قابو میں کیا۔ خالد بن ولیدؓ کی سپہ سالاری میں اسلامی لشکر کو بلاد فارس بھیجا۔ انہوں نے بلاد فارس کے ایک حصے کو فتح کیا۔ دوسرا لشکر ابوعبیدہؓ کی قیادت میں ارض شام کی طرف بھیجا اور ان کی معاونت کے لیے کچھ دوسرے امرا کو بھی ان کے پیچھے لگایا۔ تیسرا لشکر عمرو بن العاصؓ کی سربراہی میں سرزمین مصر کی طرف روانہ کیا۔ شامی لشکر کے ہاتھوں ان کی زندگی ہی میں بصریٰ، دمشق اور ان سے متصل بلاد حوران کے بعض علاقے فتح ہوئے۔

ابوبکر صدیقؓ کی وفات کے بعد ان کے ساتھیوں میں سب سے معزز آدمی کا اللہ تعالیٰ نے انتخاب فرمایا اور حضرت عمرؓ نے خلافت کی اس گراں بار ذمہ داری کو بڑی خوش اسلوبی سے نبھایا۔ چشم فلک نے انبیاء کرامؑ کے بعد حضرت عمرؓ جیسا پختہ سیرت اور عدل کا پیکر انسان نہیں دیکھا۔ ان کے زمانے میں پورا بلاد شام فتح ہوا۔ پورا مصر اسلامی مملکت کا حصہ بن گیا۔ بلاد فارس کا بڑا حصہ اسلامی لشکر نے فتح کر لیا۔ کسریٰ کا زور ٹوٹ گیا اور وہ بری طرح ذلیل وخوار ہو کر اپنی مملکت کے بالکل آخری حصہ کی طرف لوٹنے پر مجبور ہو گیا۔ قیصر کا اقتدار چکنا چور ہو گیا۔ بلاد شام اس کے ہاتھ سے نکل گیا اور وہ اسلامی لشکر کے پیہم حملوں کی تاب نہ لا کر قسطنطنیہ کی طرف پسپائی پر مجبور ہو گیا۔ قیصر وکسریٰ کے سارے مال واسباب اللہ کی راہ میں خرچ کیے گئے۔ یہ سب کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان پیشین گوئیوں اور ان وعدوں کے عین مطابق ہوا جو آپؐ نے اپنے رب کی جانب سے پوری امت سے کیے تھے۔

پھر جب دور عثمانی آیا تو حضرت عثمان بن عفانؓ کی خلافت میں اسلامی ممالک کی سرحدیں اقصائے مشرق اور اقصائے مغرب تک جا پہنچیں اور بلاد مغرب کی فتوحات اقصائے چین تک پہنچ گئیں۔ خلافتِ عثمانی ہی میں کسریٰ کو قتل کیا گیا اور اس کا ملک کلیۃً تباہ ہو گیا۔ انہیں کے دور میں مدائن عراق، خراسان اور اہواز فتح ہوئے اور امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفانؓ کے پاس مشرق ومغرب سے خراج کی رقوم آنے لگیں۔ ان برکتوں میں ان کی تلاوت وتدبر قرآن اور پوری امت کو قرآن کی حفاظت پر جمع کرنے کی عظیم کوشش کا بڑا حصہ بھی تھا۔ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے زمین کو سمیٹ کر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے سامنے پیش کیا اور میں نے زمین کے مشرق و مغرب کا مشاہدہ کیا۔ میری امت کی حکمرانی اس پورے خطۂ ارض پر ہوگی جو میرے سامنے پیش کیا گیا۔" ہم اللہ و رسول کے وعدوں کے درمیان اپنے مقصد کو پالینے کی جد و جہد جاری رکھیں گے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی ذات اور اس کے رسولؐ پر کامل ایمان کی توفیق مانگتے ہیں اور اس شکر گذاری کی توفیق طلب کرتے ہیں جو اس کی رضا کا باعث ہو۔

یہ وعدۂ الٰہی مومنین کی جماعت کے لیے ایک دائمی و ابدی وعدہ ہے۔ اسلام کی فتح و نصرت اور استحکام کا جو کام خلفائے راشدین کے زمانے میں ہوا وہ بعد کے ادوار میں بھی ممکن ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سارے اہل ایمان کے لیے یکساں اور برابر ہے۔

وَكَانَ وَعْدُ رَبِّي حَقًّا ﴿٩٨﴾ (الکھف، ۹۸:۱۸)

"اور میرے رب کا وعدہ برحق ہے۔"

لیکن اللہ کا یہ وعدہ کچھ شرطوں کے ساتھ مشروط ہے جب تک وہ مطلوبہ شرطیں نہیں پائی جائیں گی اللہ کا وعدہ پورا نہیں ہوگا۔ وعدۂ الٰہی کے بروئے کار آنے کی جو لازمی شرطیں ہیں، وہ ہیں ایمان کامل، عمل صالح اور اللہ وحدہٗ کی خالص بندگی اور شرک سے مکمل اجتناب۔ جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ۚ (النور، ۵۵:۲۴)

"وہ لوگ میری بندگی کرتے ہیں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے ہیں۔"

رسولوں کے قصے اور مومنین و مکذّبین کا انجام

قرآنی بشارتوں میں سے رسولوں اور مومنین اور ان کی قوم کے مخالفین اور مشرکین کے وہ قصے بھی ہیں جن کو قرآن ہمارے سامنے بیان کرتا ہے۔ ان قصوں میں یہ بات بڑی وضاحت سے بتائی گئی ہے کہ رسول اور اس کے ماننے والوں کا انجام کیسا رہا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ سرکشی کرنے والے اور رسولوں کو جھٹلانے والے کس طرح تباہ و برباد ہوئے۔

انہیں قصوں میں سے ایک قصہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم اور فرعون اور اس کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درباریوں کا بھی ہے۔ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ کس طرح بنی اسرائیل موسیٰ علیہ السلام کے ذریعے سے بہتر سے بہتر حالات سے ہمکنار ہوئے اور فرعون اور اس کی فوجوں کو غرق کر دیا گیا۔ اس طرح اللہ نے کمزور طبقے کو اقتدار بخشنے کے سلسلہ میں اپنا ارادہ پورا کیا اور ظالموں اور سرکشوں کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔

سورہ ''القصص'' کی درج ذیل آیات میں اسی قصے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے:

إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ أَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيِ نِسَآءَهُمْ ۚ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ ﴿٤﴾ وَنُرِيدُ أَن نَّمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِينَ ﴿٥﴾ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُم مَّا كَانُوا يَحْذَرُونَ ﴿٦﴾ (القصص،۲۸: ۴۔۶)

''فرعون نے زمین میں سرکشی کی اور اس کے باشندوں کو گروہوں میں تقسیم کر دیا۔ ان میں سے ایک گروہ کو وہ ذلیل کرتا تھا، ان کے لڑکوں کو ذبح کرتا تھا اور لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتا تھا۔ بے شک وہ مفسد لوگوں میں سے تھا۔ اور ہم چاہتے تھے کہ احسان کریں ان لوگوں پر جو کمزور ہوئے پڑے تھے ملک میں اور انہیں سرداری عطا کریں اور ان ہی کو قائم مقام بنا دیں۔ اور ان کو زمین میں اقتدار بخشیں اور ان کے ذریعے سے فرعون و ہامان اور ان کے لشکروں کو وہی کچھ دکھا دیں جس کا انہیں خطرہ تھا۔''

تقدیرِ الٰہی نے فرعون اور اس کی فوج اور اس کے درباریوں کا مذاق اڑایا ہے کہ دیکھو! فرعون بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کرتا تھا، تاکہ ان کا وہ بچہ پروان نہ چڑھ سکے جس کے ہاتھوں اس کے اقتدار کا زوال ہونے والا تھا۔ (اس سلسلے میں اس نے ہزارہا اسرائیلی بچوں کو قتل کر ڈالا۔) مگر قدرت خداوندی کا کرشمہ دیکھیے کہ وہی بچہ جس سے اسے خطرہ لاحق تھا، اس کے قصر میں اس کی مرضی سے داخل ہوتا ہے اور اسی قصر میں فرعون کی نگاہوں کے سامنے وہ بچہ پلتا، پھلتا پھولتا اور پروان چڑھتا ہے۔ لیکن اسے اس کا شعور نہیں ہوتا کہ قدرت الٰہی کیا انتظام

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر رہی ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَالْتَقَطَهٗۤ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ؕ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـِٕيْنَ ۝۸ (القصص ۲۸:۸)

''پھر اسے فرعون کے گھر والوں نے (دریا سے) نکال لیا تا کہ وہ ان کا دشمن اور ان کے لیے باعث رنج ہو، یقیناً فرعون، ہامان اور ان کے لشکری بری طرح (اپنی تدبیر میں) چوکنے والے تھے۔''

قرآن کریم نے موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کی سرگذشت ہمارے سامنے بڑی تفصیل سے بیان کی ہے۔ آخر کار وہ وقت بھی آیا جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون اور اس کی قوم کے پاس اپنا پیغام دے کر بھیجا، اس کام میں ان کے بھائی ہارون علیہ السلام کو ان کا مددگار بنایا۔ فرعون سے ان کی ملاقات کا آغاز چیلنج سے ہوا اور فرعون کی خود اسی کے جادوگروں کے ہاتھوں شکست پر یہ ملاقات اختتام پذیر ہوئی جب جادوگر خدائی معجزوں کو دیکھ کر سجدہ ریز ہو گئے اور پکار اٹھے:

قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۲۱ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝۱۲۲

(الاعراف ۷:۱۲۱۔۱۲۲)

''ہم ایمان لائے پروردگار عالم پر جو موسیٰ و ہارون کا رب ہے۔''

جادوگروں کے اس رویے سے فرعون غصے سے پاگل ہو گیا اور اس نے نہ صرف انھیں سنگین نتائج کا سامنا کرنے کی دھمکی دی بلکہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کے پیروؤں کو بھی سخت سزا دینے کی تیاری شروع کر دی۔ ادھر مشیت ایزدی نے موسیٰ علیہ السلام کو اشارہ کیا کہ تم راتوں رات میرے بندوں کو لے کر نکل جاؤ، تمہارا پیچھا کیا جائے گا۔ پھر وہی ہوا جس کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو دی تھی۔ اس واقعہ کی تصویر کشی قرآن یوں کرتا ہے:

فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِى الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ۝۵۳ اِنَّ هٰۤؤُلَاۤءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ۝۵۴ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ۝۵۵ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ۝۵۶ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝۵۷ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝۵۸ كَذٰلِكَ ؕ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِىْۤ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِسۡرَآءِيۡلَ﴿۵۹﴾ (الشعراء، ۲۶: ۵۳-۵۹)

''فرعون نے (فوجیں جمع کرنے کے لیے) شہروں میں نقیب بھیج دیے (اور کہلا بھیجا) کہ یہ کچھ مٹھی بھر لوگ ہیں جنہوں نے ہم کو بہت ناراض کیا ہے۔ اور ہم ایک ایسی جماعت ہیں جس کا شیوہ ہر وقت چوکنا رہنا ہے۔' اس طرح ہم انہیں ان کے باغوں اور چشموں اور خزانوں اور ان کی بہترین قیام گاہوں سے نکال لائے۔ یہ تو ہوا ان کے ساتھ، اور (دوسری طرف) بنی اسرائیل کو ہم نے ان سب چیزوں کا وارث بنا دیا۔''

اللہ کی جانب سے مومنین کی مدد اور ان کی نجات اور مدافعت کا وعدہ

قرآن ایسی بشارتوں سے بھرا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عمومی طور پر اپنے سارے مومن بندوں سے اپنی نصرت اور اہل کفر کے مقابلے میں ان کی نجات و مدافعت کا وعدہ فرمایا ہے اور انہیں ہمہ آن اپنی معیت اور ولایت کا یقین دلایا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَكَانَ حَقًّا عَلَيۡنَا نَصۡرُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ﴿۴۷﴾ (الروم، ۳۰: ۴۷)

''اور اہل ایمان کی مدد ہمارے ذمہ واجب ہے۔''

اور سورہ ''یونس'' میں ارشاد ہوتا ہے:

ثُمَّ نُنَجِّىۡ رُسُلَنَا وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كَذٰلِكَ‌ۚ حَقًّا عَلَيۡنَا نُنۡجِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ﴿۱۰۳﴾ (یونس، ۱۰: ۱۰۳)

''پھر ہم اپنے رسولوں اور ان لوگوں کو بچا لیا کرتے ہیں جو ایمان لائے ہوں۔ ہمارا یہی طریقہ ہے ہم پر یہ حق ہے کہ مومنوں کو بچا لیں۔''

اسی طرح سورہ ''الحج'' میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا‌ ؕ (الحج، ۲۲: ۳۸)

''یقیناً اللہ مدافعت کرتا ہے ان لوگوں کی طرف سے جو ایمان لائے ہیں۔''

اور سورہ ''البقرہ'' میں اس بات کی بشارت ہے:

اَللّٰهُ وَلِىُّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ۙ يُخۡرِجُهُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ ؕ (البقرۃ، ۲: ۲۵۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جو لوگ ایمان لاتے ہیں ان کا حامی و مددگار اللہ ہے اور وہ ان کو تاریکیوں سے روشنی میں نکال لاتا ہے۔''

اور سورہ ''الانفال'' میں کافروں کو خبردار کیا گیا ہے:

وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٩﴾

(الانفال،۸:۱۹)

''اور تمہاری جمعیت خواہ وہ کتنی ہی زیادہ ہو، تمہارے کچھ کام نہ آسکے گی۔ اللہ مومنوں کے ساتھ ہے۔''

اللہ کے مومن بندوں کو اس کی نصرت اور اس کی معیت کا حقیقی شعور اس وقت ہوتا ہے جب وہ آزمائشوں اور سخت حالات سے دو چار ہوتے ہیں۔ جب انہیں مال و اسباب کے اندر سخت قسم کی تنگ حالی اور جسمانی ضرر کا سامنا ہوتا ہے اور وہ حالات کی سختیوں کی تاب نہ لا کر لرزہ براندام ہو جاتے ہیں۔ یہی وہ لمحہ ہوتا ہے جب اللہ کی نصرت مومنوں سے قریب تر ہوتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ۭ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَاۗءُ وَالضَّرَّاۗءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ﴿٢١٤﴾

(البقرۃ،۲:۲۱۴)

''کیا تم نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ جنت میں یونہی داخل ہو جاؤ گے، حالانکہ تم پر ابھی وہ حالات نہیں آئے ہیں جو تم سے پہلے کے لوگوں پر آچکے ہیں؟ وہ (ہر طرح کی) سختیوں اور مصیبتوں سے دو چار ہوئے اور ہلا مارے گئے، یہاں تک کہ وقت کا رسول اور اس کے ساتھی اہل ایمان پکار اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟ (ٹھیک اسی لمحے ندا آئی) سنو! اللہ کی مدد قریب ہی ہے۔''

جب نصرتِ الٰہی کے آنے میں تاخیر ہوئی تو رسول اور اس کی قوم کے مومنین نے کہا کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟ ان کے اندر یہ کیفیت انسان کی فطری عجلت پسندی کے نتیجے میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیدا ہوئی تھی۔ چنانچہ انہیں اس فیصلہ کن جملے سے تسلی دی گئی جس پر آیت کریمہ ختم ہوتی ہے:

(اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ)

لیکن یہ بات ہمارے ذہن میں ہمیشہ جاگزیں رہنی چاہیے کہ ہماری عجلت پسندی کے سبب اللہ تعالیٰ اپنے کسی فیصلے میں جلدی نہیں کرتا ہے۔ اس کا ہر فیصلہ ایک مناسب اندازے کے مطابق اور اس کی طے کی ہوئی مدت کے اندر ہوتا ہے۔ یہ مدت ایسی اٹل ہے کہ اس میں لمحے بھر تقدیم و تاخیر کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

اسی مضمون کو سورہ ''یوسف'' کی اختتامی آیات میں اللہ تعالیٰ نے یوں بیان کیا ہے:

حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ ۭ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿١١٠﴾ (یوسف،۱۲:۱۱۰)

''یہاں تک کہ جب پیغمبر (لوگوں سے) مایوس ہو گئے اور لوگوں نے بھی سمجھ لیا کہ ان سے جھوٹ کہا گیا تھا، بس اسی لمحے ہماری مدد نے پیغمبروں کی دست گیری کی۔ پھر (اس موقع پر) ہم جس کو چاہتے ہیں بچا لیتے ہیں، اور مجرموں پر سے تو ہمارا عذاب ٹالا ہی نہیں جا سکتا۔''

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول، نصرت الٰہی کی آمد کے سلسلہ میں ایک طویل انتظار کے بعد اس وقت مایوسی کا شکار ہوئے جب ان کے من چاہے وقت کے مطابق اللہ کی مدد نہیں آئی۔ اور (وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا) میں وظنوا کی ضمیر کا مرجع وہ اقوام ہیں جن کی طرف رسول کو بھیجا گیا تھا۔ یعنی ان کی قوم کے لوگوں نے یقینی طور پر خیال کر لیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں سے ان کی نصرت اور ہماری ہلاکت کے جو وعدے کیے تھے، وہ پورے نہ کیے اور یہ سب جھوٹی باتیں ہیں۔

اس یاس انگیز صورت حال میں یکا یک پیغمبروں کو اللہ کی مدد پہنچتی ہے، مایوسی کے سارے بادل چھٹ جاتے ہیں اور مشرکین کی بدگمانیاں بھی یکلخت دم توڑ دیتی ہیں۔ اسی بات کو آیت مذکور میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ (جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ)۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ نصرت اور تائید غیبی اس وقت آتی ہے جب وہی لوگوں کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخری آس ہوتی ہے۔لوگ نصرتِ الٰہی کے اس وقت سب سے زیادہ محتاج ہوتے ہیں۔ بار بار ان کی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھتی ہیں اور ان کی شدید خواہش ہوتی ہے کہ جلد سے جلد اللہ کی مدد آجائے۔جب عذابِ الٰہی کی شکل میں وہ آجاتی ہے تو پھر سنتِ خداوندی کے مطابق اس عذاب کے ذریعہ سے مجرم لوگوں کی خوب اچھی طرح سرکوبی کی جاتی ہے، تاکہ ان کے ہوش ٹھکانے ہوجائیں اور انھیں اپنی حیثیت کا ٹھیک ٹھیک اندازہ ہوجائے۔عذابِ الٰہی کا تازیانہ لگتے ہی ان کا جوش جنوں ماند پڑ جاتا ہے۔

اس نصرتِ خداوندی اور تائیدِ غیبی کو دیکھ کر مسلمانوں کے دل و دماغ میں یہ یقین جاگزیں ہوجاتا ہے کہ جب کوئی مصیبت یا بحران اپنی انتہا کو پہنچ جاتا ہے تو اس کی یہ حالت خود اس بات کا پتا دیتی ہے کہ اب دیر سویرا سے چھٹنا ہے۔اس لیے کہ مشاہدہ یہ بتاتا ہے کہ رات کی وہ گھڑیاں انتہائی تاریک ہوتی ہیں جو سپیدۂ سحر سے پہلے ہوتی ہیں۔اسی بات کو ایک عربی شاعر یوں کہتا ہے۔

اِشْتَدِّیْ أَزَمَۃُ تَنْفَرِجِیْ
قَدْ آذَنَ لَیْلُکَ بِالْبَلَجِ!

''اے مصیبت! تو جتنا چاہے سخت ہوجا، تجھے بہر حال دور ہونا ہے۔تیری رات کی تاریکی نے سپیدۂ سحر کی آمد کی نوید سنادی ہے''۔

ایک دوسرا شاعر کہتا ہے:

وَلَرُبَّ نَازِلَۃٍ یَضِیْقُ بِھَا الْفَتٰی
ذَرْعًا، وَعِنْدَ اللّٰہِ مِنْھَا الْمَخْرَجُ!
ضَاقَتْ، فَلَمَّا اسْتَحْکَمَتْ حَلَقَاتُھَا
فُرِجَتْ، وَکُنْتُ أَظُنُّھَا لَا تَفْرُجِ!

''اور کتنی ہی مصیبتیں ایسی ہیں جنھیں دیکھ کر نوجوان بے بس و مایوس ہوجاتا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کے پاس اس سے گلوخلاصی کا راستہ موجود ہوتا ہے۔اور مشاہدہ ہے کہ جب وہ مصیبت انتہائی شدید ہوگئی اور اس کی گرفت مضبوط ہوگئی تو وہ خود بخود

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دور ہوگئی، حالانکہ میرا یہ گمان تھا کہ اب یہ مصیبت کبھی دور نہ ہوگی۔"

کافروں کی چالیں اور ان کی سازشوں کو ناکام بنانے کا وعدہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں سے صرف فتح و نصرت ہی کا وعدہ نہیں کیا ہے، بلکہ اپنے وعدۂ نصرت کی تکمیل کے لیے اللہ سبحانہ نے کافروں کی چالوں، اسلام اور اہل اسلام سے متعلق ان کی سازشوں اور نورِ اسلام کو بجھا دینے کی ان کی کوششوں کو ناکام بنا دینے کا وعدہ بھی فرمایا ہے۔ تاریخ اس امر پر گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے کافروں کی چالوں کو خود انہیں پر الٹ دیتا ہے۔ اور ان کے زہر آلود تیروں کو خود ان ہی کے سینوں میں پیوست کر دیتا ہے۔ یہ اللہ جل شانہ کا وعدہ ہے اور وہ اپنے وعدے کے خلاف کوئی کام نہیں کرتا ہے۔

سورہ "الطارق" میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا ﴿١٥﴾ وَأَكِيدُ كَيْدًا ﴿١٦﴾ فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿١٧﴾ (الطارق، ۸۶: ۱۵۔۱۷)

"یہ لوگ کچھ چالیں چل رہے ہیں اور میں بھی ایک چال چل رہا ہوں، پس اے نبیؐ! چھوڑ دو ان کافروں کو، انہیں ایک ذرا سی مہلت دے دو۔"

اسی طرح سورہ "الانفال" میں ارشاد ہوتا ہے:

وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ ۖ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ﴿٣٠﴾ (الانفال، ۸: ۳۰)

"وہ اپنی چالیں چل رہے تھے اور اللہ اپنی چال چل رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر چال چلنے والا ہے۔"

اسی وعدۂ الٰہی کا اظہار سورہ "یونس" کے اندر موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے یوں ہوتا ہے۔ موسیٰ نے کہا:

مَا جِئْتُم بِهِ السِّحْرُ ۖ إِنَّ اللَّهَ سَيُبْطِلُهُ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ﴿٨١﴾ وَيُحِقُّ اللَّهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ﴿٨٢﴾

(یونس، ۱۰: ۸۱۔۸۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یہ جو کچھ تم لائے ہو، یہ جادو ہے۔ اللہ ابھی اسے باطل کیے دیتا ہے، مفسدوں کے کام کو اللہ سدھرنے نہیں دیتا، اور اللہ اپنے حکم سے حق کو حق کر دکھاتا ہے، خواہ مجرموں کو وہ کتنا ہی ناگوار ہو۔''

اللہ تعالیٰ نے سورہ ''الانفال'' میں ان لوگوں کا انجام بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے جو اپنے مال اور اپنی ساری جدوجہد لوگوں کو اسلام سے باز رکھنے کے لیے صرف کرتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِیَصُدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ فَسَیُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَیْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ یُغْلَبُوْنَ ؕ (الانفال،۸: ۳۶)

''بلاشبہ جن لوگوں نے حق کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے، وہ اپنے مال اللہ کے راستے سے (لوگوں کو) روکنے کے لیے صرف کر رہے ہیں، وہ ابھی اور خرچ کرتے رہیں گے۔ مگر آخر کار یہی کوششیں ان کے لیے افسوس کا باعث ہوں گی، پھر وہ مغلوب ہوں گے۔''

ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے:

قُلْ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۲﴾ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰیَةٌ فِیْ فِئَتَیْنِ الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ یَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَیْهِمْ رَاْیَ الْعَیْنِ ؕ وَاللّٰهُ یُؤَیِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ (آل عمران،۳: ۱۲۔۱۳)

''اے محمد! جن لوگوں نے دعوت حق کو ماننے سے انکار کر دیا ہے، ان سے کہہ دو کہ قریب ہے وہ وقت، جب تم مغلوب ہو جاؤ گے اور جہنم کی طرف ہانکے جاؤ گے اور جہنم بڑا ہی برا ٹھکانہ ہے۔ تمہارے لیے ان دو گروہوں میں ایک نشان عبرت تھا، جو (بدر میں) ایک دوسرے سے نبرد آزما ہوئے۔ ایک گروہ اللہ کی راہ میں لڑ رہا تھا اور دوسرا گروہ کافر تھا۔ دیکھنے والے کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے کہ کافر گروہ مومن گروہ سے دو چند ہے۔ مگر (نتیجے نے ثابت کر دیا کہ) اللہ اپنی فتح و نصرت سے جس کو چاہتا ہے مدد دیتا ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بالا آیت میں جن دو گروہوں کا ذکر ہوا ہے ان میں ایک گروہ مومنین کا اور دوسرا کافروں کا تھا۔ ان دونوں کی مڈبھیڑ مقام بدر پر ہوئی تھی۔ کفر کے مقابلے میں اسلام کی اس پہلی جنگ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو ان کی قلتِ تعداد، اسلحے اور جنگی تیاریوں کی کمی کے باوجود کافروں پر غلبہ عطا فرمایا تھا۔ اس فتح ونصرت کا بنیادی عنصر وہ مضبوط ایمان اور راہ حق میں ان کی ثابت قدمی تھی، جس سے اللہ نے انہیں سرشار کیا تھا۔ مزید برآں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی حمایت کے لیے اپنی فوج بھی اتاری اور دشمنوں کے دلوں میں ان کا رعب ڈال دیا۔ دستِ قدرت نے مسلمانوں کے ساتھ وہ معاملہ کیا جو ظاہری اسباب سے بالاتر تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۪ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ؕ (الانفال، ۸:۱۷)

''پس حقیقت یہ ہے کہ تم نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے ان کو قتل کیا اور تو نے (خاک) نہیں پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی۔ (اور یہ سب کچھ اس لیے ہوا) تا کہ اللہ مومنوں کو ایک بہترین آزمائش سے کامیابی کے ساتھ گزار دے۔''

اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے مشہور قبیلے بنونضیر کی مدینے سے جلاوطنی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:

هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۗ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۗ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝ (الحشر، ۵۹:۲)

''وہ اللہ ہی ہے جس نے اہل کتاب کافروں کو پہلے ہی حملے میں ان کے گھروں سے نکال باہر کیا۔ تمہیں ہرگز یہ گمان نہ تھا کہ وہ نکل جائیں گے اور وہ بھی یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ ان کے قلعے انہیں اللہ سے بچالیں گے۔ مگر اللہ ایسے رخ سے ان پر آیا جدھر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کا خیال بھی نہ گیا تھا۔ اس نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ خود اپنے ہاتھوں سے بھی اپنے گھروں کو برباد کر رہے تھے اور مومنوں کے ہاتھوں بھی برباد کروا رہے تھے۔ پس عبرت حاصل کرو، اے دیدۂ بینا رکھنے والو!''

یہ دراصل قدرتِ الٰہی کی کارفرمائی تھی جس کی عمل داری ظاہری اسباب کے اندر بھی ہوتی ہے اور اسباب وعوامل سے ماورا بھی ہوتی ہے۔ اللہ کی قدرت ہمیشہ اپنے مومن بندوں پر سایہ فگن رہتی ہے تاکہ انہیں کفر کی طاقتوں پر غلبہ واستعلا نصیب ہو اور ان کے ذریعہ سے کلمۂ حق بلند ہو۔

کلمۂ حق کی سربلندی کے لیے کسی پسندیدہ قوم کا انتخاب

اللہ تعالیٰ نے سورہ ''المائدہ'' میں دین اسلام سے مرتد ہونے والوں کو دھمکی دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ لوگ اپنے اس رویے سے اللہ کے دین کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے۔ ان کے ارتداد اور دین حق سے ان کی بیزاری کے سبب اسلام کی عمارت ہرگز منہدم نہیں ہوگی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ ذمہ داری لی ہے کہ اس دین کی حفاظت اور اقامت کے لیے ہمیشہ مضبوط اہل ایمان کی ایک نسل کو باقی رکھے گا۔ یہی وہ نسل ہوگی جو مرتدین اور دین بیزار لوگوں سے مقابلہ کرے گی اور خود دین اسلام پر مضبوطی سے قائم ہوگی۔ ان کے اور ان کے رب کے درمیان محبت کا تعلق ہوگا۔ اہل ایمان کے ساتھ ان کا رویہ ہمیشہ ہمدردانہ ورحمدلانہ ہوگا اور کافروں وسرکشوں کے ساتھ ان کا معاملہ سخت ہوگا۔ یہ شر اور کفر کے علمبرداروں کے ساتھ جہاد کریں گے۔ اللہ کے نزدیک پسندیدہ گروہ کے یہ وہ بنیادی اوصاف ہیں جنہیں قرآن نے مومنوں کو بشارت دیتے ہوئے اور مرتدین کو خوفزدہ کرتے ہوئے نمایاں کیے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۡ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَاۗىِٕمٍ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۴﴾ (المائدة، ۵:۵۴)

''اے ایمان لانے والو! اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھرتا ہے (تو پھر جائے) اللہ اور بہت سے لوگ ایسے پیدا کر دے گا جو اللہ کو محبوب ہوں گے اور اللہ ان کو محبوب ہوگا، جو مومنوں کے لیے نرم خو اور کفار کے لیے سخت گیر ہوں گے، جو اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اللہ وسیع ذرائع کا مالک ہے اور سب کچھ جانتا ہے۔''

مذکورہ بالا آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے علامہ حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس آیت کے اندر اپنی عظیم قدرت کی خبر دے رہا ہے اور اس بات سے خبر دار کر رہا ہے کہ جو لوگ اس کے دین کی نصرت اور اس کی شریعت کی اقامت سے روگردانی کریں گے، اللہ انہیں تبدیل کر کے ایسے لوگوں کو سامنے لائے گا جو اس کے دین و شریعت کی نصرت و اقامت کے لیے ان سے بہتر ہوں گے۔ وہ اللہ کے دین کی سختی سے حفاظت کریں گے اور خود ان کی زندگی بھی راستی کی علامت ہوگی۔ اپنی اس سنت کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں کیا ہے:

وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ﴿۳۸﴾

(محمد، ۴۷:۳۸)

''اگر تم منہ موڑو گے تو اللہ تمہاری جگہ کسی اور قوم کو لے آئے گا اور وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔''

سورہ ''الانعام'' میں فرمایا ہے:

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ (الانعام، ۶:۱۳۳)

''اگر وہ چاہے تو تم لوگوں کو ہٹا کر تمہاری جگہ دوسرے جن لوگوں کو چاہے لے آئے جس طرح اس نے تمہیں کچھ اور لوگوں کی نسل سے اٹھایا ہے۔''

اسی طرح سورہ ''ابراہیم'' میں ارشاد ہوتا ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنْ يَّشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿١٩﴾ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿٢٠﴾

(ابراھیم، ۱۴: ۱۹۔۲۰)

''وہ چاہے تو تم لوگوں کو لے جائے اور ایک نئی خلقت تمہاری جگہ لے آئے۔ ایسا کرنا اس پر کچھ بھی دشوار نہیں ہے۔''

یہی مضمون سورہ ''الفاطر'' آیت ۱۶، ۱۷ میں بھی بیان ہوا ہے۔

ابن کثیرؒ، اللہ تعالیٰ کے قول: يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ط (المائدۃ، ۵: ۵۴) ''(یہ لوگ) اللہ کی راہ میں جدوجہد کریں گے اور انہیں کسی ملامت گر کی ملامت کا کوئی خوف نہ ہوگا۔'' کی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''انہیں اللہ کی اطاعت و بندگی، حدود اللہ کی اقامت اور دشمنان اسلام سے جنگ اور فریضہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ادا کرنے سے دنیا کی کوئی طاقت باز نہ رکھ سکے گی۔ لوگ چاہے انہیں ان کی راہ سے پھیرنے کے لیے جتنی چالیں چل لیں، لیکن ساری تدبیریں ان کے عزم مصمم کے مقابلے بے سود و بے حیثیت ثابت ہوں گی۔'' اسی آیت کے ضمن میں ابن کثیرؒ نے حضرت ابوذرؓ کی ایک حدیث نقل کی ہے، جسے امام احمدؒ نے روایت کیا ہے، حضرت ابوذرؓ نے فرمایا:

''میرے دوست محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سات باتوں کا حکم دیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ میں ہمیشہ حق بات کہوں، اگرچہ وہ کڑوی ہی کیوں نہ ہو، اور مجھے حکم دیا کہ میں اللہ کی (رضا کی) راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروانہ کروں۔''(۱)

اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کا مشاہدہ

غلبۂ اسلام کی قرآنی بشارتوں میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی ہے:

سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ط

(حٰمٓ السجدۃ، ۴۱: ۵۳)

''عنقریب ہم ان کو اپنی نشانیاں آفاق میں بھی دکھائیں گے اور ان کے اپنے نفس

(۱) تفسیر ابن کثیر: ج ۲/ ۶۹۔۷۰، مطبع عیسیٰ حلبی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بھی، یہاں تک کہ ان پر یہ بات کھل جائے گی کہ قرآن (کی یہ دعوت) واقعی برحق ہے۔"

یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جو ہر زمانے میں ظاہر ہوتا رہتا ہے، جس کا ہم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔ جسے ہم اپنے کانوں سے آئے دن سنتے ہے اور اس وعدۂ الٰہی کی حقانیت کو اپنے دلوں میں محسوس بھی کرتے ہیں۔

انہی نشانیوں میں سے ہمارے اس دورِ جدید میں علم طبیعیات وریاضیات کے ماہرین کی وہ تحقیقات ہیں جو قرآن کے سائنسی معجزات کے نئے نئے گوشوں کو روز بروز اجاگر کررہی ہیں۔ ان میں بعض تحقیقات میں تو ایسے عمدہ اور گہرے علمی نظریات بیان کیے گئے ہیں جن کا اعتراف متعدد غیر مسلموں نے بھی کیا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احادیثِ نبوی ﷺ میں غلبۂ اسلام کی بشارتیں

احادیث نبویؐ اور سیرت نبویؐ میں غلبۂ اسلام کی بے شمار بشارتیں موجود ہیں۔ ان میں سے بعض احادیث کو ہم حافظ ابن کثیرؒ کے حوالے سے ذکر کر چکے ہیں۔

حدیث شریف کی جتنی کتابیں ہیں، خواہ وہ صحاح ستہ ہوں یا سنن ومسانید اور معاجم ہوں۔ یہ ساری کتابیں نبوی بشارتوں سے بھری ہوئی ہیں۔

لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ مسلمانوں نے پسپائی اور پس ماندگی کے زمانے میں اسلامی مراجع سے اپنی غفلت کے نتیجے میں ان نبوی بشارتوں کو بالکل ہی فراموش کر دیا اور انھیں فتنوں اور قیامت کی علامتوں سے متعلق احادیث کے علاوہ اور کچھ یاد نہ رہا۔ ان احادیث کو معانی ومفاہیم کا ایسا جامہ پہنایا کہ جس سے اصلاح حال کے متعلق مایوسی ہی جھلکتی ہے۔ ان سے یہی اشارہ ملتا ہے کہ امت کو قعر مذلت سے اٹھا کھڑا کرنے کا عمل ایک سعیٔ لا حاصل ہے اور امت مسلمہ کی موجودہ صورت حال کو بدل کر ایک بہتر اور مثالی امت بنانے کی ساری کوششیں رائیگاں اور بے سود ہیں۔ لیکن ذرا غور وفکر اور تأمل سے کام لیا جائے تو یہ بات بالکل غیر معقول لگتی ہے کہ ہادیٔ امت کی زبان سے کوئی ایسی بات نکلے جو امت کو اصلاح حال کی کوششوں اور تبدیلی کے عزم وارادے سے باز رکھنے والی ہو۔

احادیث نبویؐ میں غلبۂ اسلام سے متعلق جتنی بشارتیں ہیں سب کی سب اس بات کا پتا دیتی ہیں کہ مستقبل اسلام کا ہے اور آنے والا کل اسلام اور امت مسلمہ کے حق میں بہتر ہوگا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بات کی خبر اس ہستی نے دی ہے جس نے اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کی ہے۔

یہاں میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ رسول کریمؐ کو ذاتی طور پر غیب کا علم نہیں تھا۔ غیب کا ذاتی علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے، جیسا کہ خود اس کا ارشاد ہے:

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ط (النمل، ۲۷: ۶۵)

''ان سے کہو، اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی غیب کا علم نہیں رکھتا۔''

رسولؐ کے پاس جو کچھ بھی غیب کا علم تھا وہ اللہ تعالیٰ کا بتایا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ جیسا کچھ رسول کو بتاتا ہے وہ بالکل ٹھیک اسی کے مطابق لوگوں کو مطلع کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ

(الجنّ، ۷۲: ۲۶-۲۷)

''وہ (اللہ) عالم الغیب ہے، اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، سوائے اس رسول کے جسے اس نے (غیب کا علم دینے کے لیے) پسند کر لیا ہو۔''

اب ہم ذیل کے صفحات میں احادیث نبویؐ میں غلبۂ اسلام سے متعلق پائی جانے والی بعض اہم بشارتوں کا ذکر کریں گے۔

۱۔ پوری دنیا میں اسلام کی اشاعت

ان بشارتوں میں سے حضرت تمیم الداری کی یہ روایت بھی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: ''اسلام وہاں تک ضرور پہنچ کر رہے گا، جہاں تک رات و دن کی رسائی ہے اور اللہ تعالیٰ اس دین کو ہر کچے پکے گھر میں داخل فرمائے گا ایسا وہ عزت والے کو عزت دے کر اور ذلیل کو رسوا کر کے کرے گا۔ یہ عزت ایسی ہوگی جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ اسلام کو غالب کرے گا اور ذلت بھی ایسی ہوگی جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کفر کے علمبرداروں کو ذلیل و خوار کر کے رکھ دے گا۔ (۱)

اور جہاں تک رات و دن کی رسائی ہے وہاں تک اسلام کے پہنچنے کا صاف اور سیدھا

(۱) اس حدیث کی روایت امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند میں کی ہے: (۴/ ۱۰۳) اور اس حدیث کو ہیثمی نے ''مجمع الزوائد'' میں ذکر کر کے کہا ہے کہ اس کی روایت احمد و طبرانی نے کی ہے اور احمد کے رجال ثقہ ہیں۔ (۶/ ۱۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطلب یہ ہے کہ جس طرح رات و دن کا اثر دنیا کے چپّے چپّے پر ہوتا ہے اسی طرح اسلام دنیا کے گوشے گوشے میں چھا جائے گا۔ کچے پکے مکانوں میں اسلام کو داخل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اسلام ہر شہر اور دیہات میں پھیل جائے گا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کا وہ وعدہ اپنی کامل شکل میں پورا ہوگا جو اس نے اپنی کتاب عزیز میں ان الفاظ میں فرمایا ہے: ''وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اسے سارے ادیان باطلہ پر غالب کردے''۔ بعینہٖ یہی مضمون قرآن کی تین سورتوں التوبۃ: ۳۳، الفتح: ۲۸ اور الصّف: ۹ میں بھی بیان ہوا ہے۔

اسلام کے سارے دین پر غالب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جتنے مذاہب ہیں ان سب پر اسلام غالب ہوگا۔ قرونِ اولیٰ میں اسلام یہودیت، نصرانیت، عرب بت پرستی، ایران کی مجوسیت اور بعض ایشیائی اور افریقی مذاہب پر غلبہ پاچکا ہے۔ لیکن ابھی وہ (دنیا کے) تمام مذاہب پر غالب نہیں ہوا ہے۔ ہم اسلام کے مکمل غلبہ و استعلا کی بشارت کی تکمیل کے منتظر ہیں۔ اللہ اپنا وعدہ پورا کرکے رہے گا، کیوں کہ اللہ تعالیٰ ہرگز وعدہ خلافی نہیں کرتا ہے۔

اس بشارت کی تائید حضرت مقدادؓ بن الاسود کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ روئے زمین پر کوئی پختہ اور کچا ایک ایسا گھر بھی نہ بچے گا جس میں اللہ تعالیٰ اسلام کو داخل نہ کرے، عزت والے کو عزت دے کر اور ذلیل کو مزید ذلیل ورسوا کرکے (وہ اپنے وعدے کی تکمیل ضرور فرمائے گا)۔ (۱)

۲۔ سرزمین یورپ پر اسلام کا غلبہ اور فتح روم

احادیثِ نبویؐ کی بشارتوں میں سے وہ روایت بھی ہے جسے امام احمد بن حنبلؒ نے

(۱) اس حدیث کی روایت امام احمد بن حنبل نے کی ہے (مسند (۶ر۴) اور امام طبرانی نے اپنی معجم میں کی ہے: (۲۰ر۶۰۱) اور ابنِ حبان نے اپنی صحیح میں کی ہے: (۶۶۹۹ تا ۶۷۰۱) حاکم نے مستدرک میں بھی اس حدیث کی روایت کی ہے۔ اور ہیثمی نے بھی (۶ر۱۴) میں اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی مسند میں ابو قبیل کے واسطے سے ذکر کیا ہے۔ ابو قبیل کہتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کے پاس تھے، ان سے دریافت کیا گیا: ''دونوں شہروں میں کون سا شہر سب سے پہلے فتح ہوگا: قسطنطنیہ یا روم؟'' یہ سوال سن کر عبداللہؓ نے ایک صندوق منگایا جس میں کئی کنڈیاں تھیں، اس کنڈیوں والے صندوق سے ایک کتاب نکالی۔ راوی نے کہا: پھر گویا ہوئے اور فرمایا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے آپ کے اقوال لکھ رہے تھے(۱) کہ اتنے میں کسی نے آپؐ سے دریافت کیا کہ دونوں شہروں (قسطنطنیہ اور روم) میں سے کون پہلے فتح ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا: ''ہرقل کا شہر سب سے پہلے فتح ہوگا۔''

روم (روما) اس وقت اٹلی کا دار السلطنت ہے اور قسطنطنیہ کا موجودہ نام استنبول ہے۔ مذکورہ بالا سوال سے ظاہر ہے کہ صحابۂ کرام پہلے سے یہ جانتے تھے کہ عنقریب دونوں شہر فتح ہوں گے اور ان کے باشندے اسلام میں داخل ہوں گے۔ لیکن وہ یہ جاننا چاہتے تھے کہ دونوں شہروں میں سے کون پہلے فتح ہوگا۔ انہیں جواب ملا کہ ہرقل(۲) کا شہر سب سے پہلے فتح ہوگا۔

---

(۱) عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کا قول اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ تدوین حدیث یا حدیث کے لکھنے اور جمع کرنے کا کام عہد نبویؐ سے ہی شروع ہوگیا تھا۔ محدثین کے درمیان یہ بات معروف ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو کے پاس ایک صحیفہ تھا جس میں وہ اقوال رسولؐ لکھ لیتے تھے۔ اس صحیفے کا نام ''صادقہ'' تھا۔ شاید یہی وہ صحیفہ تھا جو کنڈیوں والے صندوق میں رکھا ہوا تھا اور سائل کو جواب دینے کے لیے آپ نے اسے صندوق سے نکالا تھا۔

(۲) ہرقل وہ مشہور شہنشاہ ہے جو بعثتِ محمدی کے عہد میں سلطنت روم کا حکمراں تھا۔ اسی کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دعوتی خط بھیجا تھا، جس میں آپؐ نے اسے اور اس کی قوم کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تھی۔ اسی نے ابوسفیان کو (قبل از اسلام جبکہ وہ ایک تجارتی مہم کے دوران شام میں موجود تھے) اپنے دربار میں بلا کر نبیؐ اور آپ کی دعوت سے متعلق چند ایسے دقیق سوالات کیے تھے جس سے اس کی ذکاوت اور ذہانت کا پتہ چلتا ہے۔ ابوسفیان کے جوابات سن کر اس کے سامنے یہ بات واضح ہوگئی تھی کہ نبیؐ اپنے دعویٔ نبوت میں سچے ہیں۔ لیکن جب اس نے اپنے درباریوں کا جائزہ لیا تو اس نے ان کے اندر اسلام کے لیے نفرت محسوس کی۔ آخرکار اتباع حق کے مقابلہ میں بادشاہت کی محبت اس پر غالب آگئی اور اس نے دین کو دنیا کے عوض بیچ دیا۔ اور عہدِ عمرؓ میں شام کی فتح تک وہ وہاں موجود تھا۔ فتح کے بعد اس نے شام کو خیر باد کہہ دیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ فتح ۲۳ سالہ صاحبِ عزم عثمانی نوجوان محمد بن مراد کے ہاتھوں انجام پائی جو تاریخ میں محمد الفاتح کے نام سے مشہور ہے۔ قسطنطنیہ (ہرقل کے شہر) کی یہ فتح نویں صدی ہجری بمطابق پندرہویں صدی عیسوی میں ہوئی۔ اس فتح کی قطعی تاریخ سہ شنبہ ۲۰ جمادی الاولیٰ ۸۵۷ھ یعنی ۲۹ مئی ۱۴۵۳ء ہے۔

اب بشارت نبویؐ کا دوسرا جز یعنی فتح روم (روما) باقی ہے۔ اٹلی کے اسی شہر کے ذریعہ سے اسلام دوبارہ یورپ میں داخل ہوگا، حالاں کہ اسے دو بار یورپ سے نکالا جاچکا ہے، ایک بار اندلس سے اور ایک بار بلقان سے۔

میرا خیال ہے کہ یہ فتح ہتھیاروں کے بجائے زبان و قلم سے حاصل ہوگی اور دنیا عنقریب اپنا سینہ اور بازو اسلام کے لیے کھول دے گی۔ کیوں کہ آج دنیا انسانوں کے وضع کردہ مادی نظریات اور فلسفوں کے زیر اثر اپنی شقاوت اور بدحالی سے بری طرح کراہ رہی ہے۔ اس وقت پوری دنیا کی نظر آسمانی مدد اور ہدایتِ الٰہی پر لگی ہوئی ہے۔ ایسی حالت میں اسلام کے علاوہ وہ نجات کا کوئی اور راستہ نہیں پاسکتی ہے۔

پُرامن فتح کی مثالیں تاریخ اسلام میں موجود ہیں۔ خود اللہ تعالیٰ نے صلحِ حدیبیہ کو فتح کے نام سے موسوم کیا ہے، بلکہ اسے فتح مبین قرار دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۝ (الفتح ۴۸:۱)

''بے شک (اے نبی)، ہم نے تم کو کھلی فتح عطا کردی۔''

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بڑے حیرت واستعجاب سے پوچھا: اے اللہ کے رسولؐ کیا یہ فتح ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''ہاں یہ فتح ہے۔''

۳۔ مشرق و مغرب کی اسلامی مملکت میں شمولیت

احادیث نبویؐ میں غلبۂ اسلام سے متعلق بشارتوں میں سے وہ حدیث بھی ہے جسے امام مسلم اور دوسرے محدثین نے حضرت ثوبانؓ کے واسطے سے روایت کیا ہے۔ حضرت ثوبانؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے پوری زمین کو سمیٹ کر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے سامنے پیش کیا تو میں نے اس کے مشرق ومغرب کو دیکھا۔ میرے سامنے جو کچھ پیش کیا گیا ہے وہ سب میری امت کے زیرِ نگیں ہوگا۔ مجھے سرخ وسپید دونوں طرح کے خزانوں سے نوازا گیا۔"

یہ حدیث اس بات کی بشارت دیتی ہے کہ اسلامی مملکت کا دائرہ مشرق ومغرب تک وسیع ہو جائے گا، یعنی پوری دنیا پر اسلامی حکومت قائم ہوگی اور زمین کا کوئی بھی حصہ اسلامی قلمرو سے باہر نہیں ہوگا۔ اس سے پہلے حضرت تمیم الداری رضی اللہ عنہ اور حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ دونوں احادیث جہاں دعوتِ اسلامی کی پوری دنیا میں نشر واشاعت اور کلمۂ اسلام کی سربلندی کی خبر دے رہی ہیں، وہیں مذکورہ بالا حدیث اسلامی مملکت کی طاقت وقوت اور اس کی وسعت کی بشارت دے رہی ہے۔ اس طرح دعوت کی قوت اور مملکت کی قوت دونوں باہم شیر وشکر ہو جائیں گی۔ بالفاظ دیگر قرآن اور سلطان (اقتدار) باہم مل جائیں گے اور اس ملاپ سے دنیا میں ہر طرف خیر ہی خیر جاری ہوگا۔

۴۔ خوش حالی، امن اور مال کی فراوانی

انہی بشارتوں میں سے وہ حدیث بھی ہے جس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ سرزمین عرب میں ہر طرف شادابی نہ پھیل جائے اور نہریں نہ جاری ہو جائیں۔" (رواہ مسلم) امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے: "اور یہاں تک کہ ایک سوار عراق اور مکہ کے درمیان اس طرح سفر کرے گا کہ اس کے دل میں راستہ بھٹک جانے کے علاوہ کسی اور چیز کا اندیشہ نہ ہوگا۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور متفق علیہ روایت "اللؤلؤ والمرجان" میں بھی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تمہارے اندر مال کی اتنی فراوانی ہو جائے کہ مال داروں کو اس کی فکر لاحق ہو کہ ان سے ان کا صدقہ کون قبول کرے گا۔ صورت حال یہ ہو کہ جب کوئی مال دار کسی کو صدقہ کی پیشکش کرے تو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ صاف کہہ دے کہ مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں۔"

"اللؤلؤ والمرجان" ہی میں ایک متفق علیہ روایت ابوموسیٰ الاشعریؓ سے منقول ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: "لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی صدقے میں سونا دینے کے لیے چکر لگائے گا اور اسے کوئی ایسا آدمی نہیں ملے گا جو اس صدقے کو اس سے لے لے۔"

اسی طرح "اللؤلؤ والمرجان" کے مؤلف نے ایک حدیث حارثہ بن وہب کے واسطے سے مرفوعاً نقل کی ہے: "صدقہ کرو اس لیے کہ تمہارے اوپر ایک ایسا وقت آنے والا ہے جب آدمی اپنا صدقہ لے کر کسی قبول کرنے والے کی تلاش میں نکلے گا مگر اسے کوئی ایسا شخص نہیں ملے گا جو اسے قبول کر لے، (بفرض محال) اگر کوئی مل بھی جائے گا تو وہ کہے گا: "تم اگر کل آتے تو میں قبول کر لیتا، لیکن آج تو مجھے اس کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔"

یہ ساری احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا جب ہر طرف خوشحالی اور فارغ البالی کا دور دورہ ہوگا۔ معاشرے سے غریبی اور افلاس کا یکسر خاتمہ ہو جائے گا۔ کوئی ایسا فقیر ومحتاج نہیں ہوگا جو صدقہ کا مستحق ہو اور وہ اسے قبول کر لے۔ یہ سب کچھ درحقیقت عدل اسلامی کی برکتوں کی وجہ سے ہوگا۔ مال و دولت کی یہ فراوانی لوگوں کی زندگی میں ایمان وتقویٰ کے اثر سے ہوگی۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ (الاعراف، ۷:۹۶)

"اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ کی روش اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔"

۵۔ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ

امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند میں حضرت حذیفہ بن الیمانؓ سے ایک روایت نقل کی ہے جس میں اس بات کی بشارت دی گئی ہے کہ ایک بار پھر دنیا میں نبوی طرز پر خلافت قائم

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوگی۔

حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تمہارے درمیان نبوت باقی رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا، پھر جب اللہ تعالیٰ اسے اٹھانا چاہے گا اٹھالے گا، پھر خلافت علی منہاج النبوۃ ہوگی، جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا وہ باقی رہے گی، جب اسے وہ اٹھانا چاہے گا اٹھالے گا (یعنی اسے ختم کردے گا)۔ پھر اس کے بعد کٹ کھنی بادشاہتوں کا دور ہوگا، جب تک اللہ چاہے گا وہ باقی رہیں گی۔ پھر مشیت ایزدی کے مطابق ان کا دور ختم ہوجائے گا، پھر جابرانہ حکومتوں کا دور آئے گا، جب تک اللہ چاہے گا وہ باقی رہیں گی۔ پھر منشائے الٰہی کے مطابق ان کا دور بھی ختم ہوجائے گا۔ پھر طرزِ نبوی پر خلافت قائم ہوگی''۔ حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوگئے۔

کٹ کھنی باشاہتوں میں لوگ اس طرح ظلم وتشدد کا شکار ہوں گے جیسے ہر طرف نوکیلے دانت ہیں، جو انہیں کاٹ کھا رہے ہیں اور جابرانہ حکومتیں وہ ہوں گی جو سراسر ظلم وجور اور طغیان وسرکشی پر قائم ہوں گی۔ اس کی مثال ہمارے زمانے کی ظالم فوجی حکومتیں ہیں۔

یہ حدیث بشارت دیتی ہے کہ ظلم واستبداد اور طغیان وسرکشی کے دور کا خاتمہ ہوگا۔ ایک بار پھر دنیا میں خلافتِ راشدہ قائم ہوگی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز پر پوری دنیا کے اندر اسلام کے عدل پر مبنی شورائی نظام کو قائم کرے گی۔ اس خلافت کے دور میں حدود الٰہی اور حقوق العباد کی بھرپور رعایت ہوگی۔

۶۔ یہودیوں پر مسلمانوں کا غلبہ

احادیث نبویؐ میں غلبۂ اسلام سے متعلق پائی جانے والی بشارتوں میں سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی وہ روایت بھی ہے جس کو امام احمدؒ اور دوسرے محدثین کرام نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: ''یہودی تم مسلمانوں سے جنگ کریں گے، آخر کار تم ان پر غالب ہوگے، پھر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(صورت حال یہ ہوگی) پتھر کہے گا: ''اے مسلمان! یہ میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے اس کو قتل کرو۔''

اسی مفہوم کی ایک حدیث ابوہریرہؓ نے مرفوعاً روایت کی ہے: ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک مسلمان یہودیوں سے جنگ نہ کریں گے، اور وہ انہیں قتل کریں گے، یہاں تک کہ یہودی درخت اور پتھر کی آڑ میں چھپنے کی کوشش کریں گے۔ اور درخت اور پتھر کہیں گے: اے مسلمان، اے بندۂ خدا! آؤ یہ میرے پیچھے یہودی چھپا ہے اسے قتل کرو۔'' (رواہ مسلم)

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا درخت اور پتھر زبانِ قال سے کہیں گے؟ اگر ایسا ہوگا تو یقیناً یہ ایک خدائی معجزہ ہوگا اور ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے کچھ بھی دشوار نہیں ہے۔ یا یہ کہ وہ دونوں زبانِ حال سے کہیں گے؟ بہرحال ہردوصورت میں یہ بات واضح ہے کہ ہر چیز یہودیوں کا پتا دے گی اور ان کی موجودگی کا راز فاش کرے گی۔

اس حدیث سے مراد جو کچھ بھی ہو مگر اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب ہر چیز مسلمانوں کے حق میں ہوگی اور ان کے دشمنوں (یہودیوں) کے خلاف ہوگی۔ بلاشبہ مسلمانوں کے لیے اللہ کی مدد آکر رہے گی اور ناقابل شکست قوت کا افسانہ (جس کی یہود اشاعت کررہے ہیں) زیادہ دن نہیں چلے گا۔ آخرکار یہ فسوں ٹوٹ کر رہے گا۔ جنہوں نے ہتھیار کی طاقت یا طاقت کے ہتھیار کے بل پر سرزمین فلسطین پر ناجائز قبضہ جمایا ہے، اللہ تعالیٰ انہیں جلد ہی ذلیل وخوار کرے گا۔ اللہ کی سنت یہ ہے کہ وہ ظالموں کو ڈھیل دیتا ہے، پھر انہیں انتہائی سخت دردناک گرفت میں لے لیتا ہے۔ اس وقت یہود کا ایٹمی اسلحہ خانہ جس پر وہ اِترا رہے ہیں انہیں اللہ کی پکڑ سے ہرگز نہ بچا سکے گا۔ جیسا کہ ان کے اسلاف بنونضیر پر جب اللہ کا عذاب (جو مجرموں سے ٹالا نہیں جاتا) آیا تو ان کے قلعے انہیں اللہ کی گرفت سے نہ بچا سکے۔ اس واقعہ کا ذکر قرآن نے اس طرح کیا ہے:

هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۭ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۚ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝ (الحشر، ۵۹:۲)

''وہی ہے جس نے اہل کتاب کافروں کو پہلے ہی حملے میں ان کے گھروں سے نکال باہر کیا۔ تمہیں گمان نہ تھا کہ وہ (اتنی آسانی سے) نکل جائیں گے اور وہ بھی (اپنے طور پر) یہ گمان کر بیٹھے تھے کہ ان کی گڑھیاں انہیں اللہ سے بچالیں گی۔ مگر اللہ ایسے رخ سے ان پر آیا جدھر ان کا خیال بھی نہ گیا تھا۔ اس نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ خود اپنے ہاتھوں سے بھی اپنے گھروں کو برباد کررہے تھے اور مومنوں کے ہاتھوں بھی برباد کروار ہے تھے۔ پس عبرت حاصل کرو، اے دیدۂ بینا رکھنے والو!''

۷۔ نصرت الٰہی کے حامل گروہ کی بقا

انہی نبوی بشارتوں میں وہ حدیث بھی ہے جو متعدد صحابہؓ سے منقول ہے اور اسی کے مثل حضرت معاویہؓ نے بھی روایت کی ہے، انہوں نے کہا: آپؐ نے فرمایا: ''میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ اللہ کے دین پر قائم رہے گا اور انہیں لوگوں کے ساتھ نہ دینے یا ان کے مخالفانہ رویہ سے کوئی نقصان نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ اللہ کا فیصلہ آجائے گا اور وہ لوگوں پر غالب ہوں گے۔'' (رواہ احمد و شیخان، ''بخاری و مسلم'')

یہ حدیث حضرات صحابہ میں سے عمروؓ، مغیرہؓ، ثوبانؓ، ابوہریرہؓ، قرہؓ بن ایاس، جابرؓ، عمران بن حصینؓ، عقبہؓ بن عامر اور جابرؓ بن سمرہ سے صحیح سندوں سے مروی ہے۔ ابوامامہ الباہلیؓ روایت کرتے ہیں: آپؐ نے فرمایا: ''میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ دین حق پر قائم رہے گا اور اپنے دشمنوں پر غالب ہوگا۔ مخالفین کی مخالفت ان کے لیے ضرر کا باعث نہ ہوگی۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ انہیں اپنے دشمنوں سے کچھ اذیت پہنچے گی۔ یہاں تک کہ اللہ کا فیصلہ آجائے گا اور وہ اسی حال میں ہوں گے۔'' لوگوں نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کہاں ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا: ''وہ بیت المقدس میں ہوں گے یا اطراف بیت المقدس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں گے۔'' (اس حدیث کی روایت امام احمدؒ نے اپنی مسند میں اور امام طبرانیؒ نے اپنی معجم میں کی ہے۔)

ان جملہ احادیث سے جو مفہوم ابھر کر ہمارے سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ اس امت کے اندر خیر ہمیشہ جاری رہے گا۔ امت مسلمہ قیامت تک ایسے لوگوں سے خالی نہ ہوگی جو دین الٰہی کو قائم کرنے والے ہوں گے، حق کے علمبردار اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے والے ہوں گے۔ نصرت الٰہی کا حامل یہ گروہ قیامت تک باقی رہے گا۔ البتہ اسے دین حق کی راہ میں دشمنوں کی طرف سے تکلیف ضرور پہنچے گی۔

اس بات کی تصدیق ابو مالک الاشعری کی روایت سے ہوتی ہے، وہ کہتے ہیں: آپؐ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تمہیں تین چیزوں سے محفوظ کر دیا ہے: (۱) تمہارے نبی تمہارے لیے بددعا نہیں کریں گے کہ جس سے تم سب ہلاک ہو جاؤ۔ (۲) اہل باطل حق کے علمبرداروں پر غالب نہ ہوں گے۔ (۳) تم سب کے سب گمراہ ہو جاؤ ایسا نہ ہوگا۔ [یعنی امت کا سواد اعظم گمراہی پر متفق نہیں ہوگا۔]'' (اس کی روایت ابوداؤدؒ نے باب الفتن میں کی ہے۔)

۸۔ ہر صدی میں مجدّدِ دین کا ظہور

ان بشارتوں میں سے ہر صدی میں مجدّدِ دین کا ظہور بھی ہے۔ اس سلسلے میں ابوداؤدؒ نے (کتاب الملاحم) میں حضرت ابوہریرہؓ سے ایک روایت نقل کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس امت کے لیے ہر صدی کے آغاز میں ایک مجدّد کو اٹھا کھڑا کرے گا جو اس کے دین کی تجدید کا کام انجام دے گا'' (اس حدیث کی روایت حاکم نے مستدرک میں بھی کی ہے۔)

حدیث میں لفظ ''مَنْ'' کا اطلاق فرد پر ہوا ہے، جیسا کہ لوگوں نے عمر بن عبدالعزیزؒ، امام شافعیؒ اور امام غزالیؒ کو اس امت کا مجدّد کہا ہے۔ اسی طرح (مَن) کا اطلاق جمع پر بھی ہوتا ہے اور بعض شارحینِ حدیث نے اس سے مراد جمع ہی لیا۔ ہم بھی اسی مفہوم کی تائید کرتے ہیں۔ کیوں کہ بسا اوقات دعوت و تربیت کا کام کرنے والی اور دعوتِ جہاد کی علمبردار جماعت بھی اپنے دور کی مجدد ہو سکتی ہے۔ اب یہاں ہر مسلمان کے دل میں ایک سوال پیدا ہونا چاہیے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت ان لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ تجدید واحیائے دین کی تحریک میں اس کا کیا کردار ہو، بجائے اس کے کہ وہ اپنی ساری فکری توانائیاں کسی مجدد کے ظہور کے انتظار میں لگا دے، جب کہ یہ چیز اس کے بس میں نہیں ہے۔

۹۔ عیسیٰ مسیح علیہ السلام کا نزول

صحیح احادیث سے یہ بشارت ثابت ہے کہ آخری زمانے میں عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ وہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت (شریعت اسلام) کی حکمرانی قائم کریں گے۔ دوسرے لفظوں میں وہ آپؐ کے خلیفہ ہوں گے۔

محقق علمائے حدیث کا کہنا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی بشارت کے سلسلے میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں وہ تواتر کی حد تک پہنچتی ہیں اور حدیث متواتر سے علم یقینی کا ثبوت ملتا ہے۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے اپنی کتاب اَلتَّصْرِیْحُ بِمَاتَوَاتَرَ فِیْ نُزُوْلِ الْمَسِیْحِ (نزول مسیح کے سلسلے میں متواتر احادیث کا بیان) میں جو احادیث بیان کی ہیں ان میں ضعیف احادیث کو چھوڑ کر چالیس ایسی احادیث ہیں جو صحیح اور حسن کے درجے کی ہیں۔ علامہ کی اس کتاب کی تحقیق ہمارے مرحوم دوست شیخ عبدالفتاح ابوغدہ نے کی ہے۔

جن کا تقدیر الٰہی پر ایمان ہے، جو جانتے ہیں کہ آسمان وزمین میں کوئی چیز اللہ کے فیصلے کو نافذ ہونے سے روک نہیں سکتی، جنھیں کائنات میں پھیلی ہوئی اللہ کی نشانیوں کا حقیقی عرفان حاصل ہے اور جو ان معجزات سے اچھی طرح واقف ہیں جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کی تائید فرمائی ہے، ان کے لیے یہ ماننے میں کوئی دشواری نہیں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں آسمان پر اٹھالیا تھا اس وقت جب کہ ان کے دشمن انہیں قتل کرنا اور پھانسی دینا چاہتے تھے۔ اس سلسلے میں اللہ جل شانہ نے خود وضاحت فرمائی ہے:

بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ (النساء، ۴:۱۵۸)

”بلکہ اللہ نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ زبردست طاقت رکھنے والا اور حکیم ہے۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر ہم بعض لوگوں کے اس دعوے کو تسلیم کرلیں کہ حضرت عیسیٰ مسیح کی موت ہوئی ہے تو بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے یہ کچھ بعید نہیں کہ وہ انہیں دوبارہ اٹھا کھڑا کرے اور انہیں زندہ وجود عطا فرمائے۔ یہ ایک خدائی معجزہ قرار پائے گا، جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام خود بھی اللہ کے حکم سے تن مردہ میں روح پھونک دیا کرتے تھے۔

۱۰۔ امام مہدی کا ظہور

احادیثِ نبویؐ کی مشہور بشارتوں میں سے ظہور مہدی کی بشارت بھی ہے۔ اس سلسلے میں متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں۔ صحیح بات یہ ہے (جس پر نہ کوئی اعتراض ہے اور نہ کوئی اس کی مخالفت کرسکتا ہے) کہ ایک سچا اور پابندِ اسلام حاکم ظلم و جور اور استبداد و فساد کے زمانوں کے بعد رونما ہوگا۔ اللہ کے دین کو زمین میں قائم کرے گا اور اسے اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا، جس طرح کہ وہ پہلے ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی۔ البتہ اختلاف اس باب میں صرف اس بات پر ہے کہ ان کا نام ونسب کیا ہوگا؟ ان کی شکل وصورت کیسی ہوگی؟ ان کے ظہور کا وقت کون سا ہوگا؟ یہ ساری چیزیں ہماری فکر کا محور نہیں ہیں۔ ہمیں جس بات کی فکر ہے وہ نفسِ مہدی کا ظہور ہے اور یہ ایک امر مسلّم ہے جس کی نبیؐ نے بشارت دی ہے۔ یہاں ہمارے لیے وہ حدیث کافی ہے جس کی روایت امام احمدؒ اور ابوداؤدؒ نے حضرت علیؓ کے واسطے سے کی ہے۔ وہ کہتے ہیں: آپؐ نے فرمایا: ''اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی ہے تو اللہ تعالیٰ ایک مردِ حق آگاہ کو اٹھا کھڑا کرے گا جو ہم میں سے ہوگا۔ وہ دنیا کو عدل سے بھر دے گا، جس طرح اس سے پہلے وہ ظلم سے بھری ہوئی ہوگی''۔

حاکم نے ابوسعید خدریؓ کے حوالے سے ایک مرفوع روایت بیان کی ہے: آپؐ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک زمین ظلم وجور اور عدوان سے بھر نہ جائے گی۔ پھر میرے اہل بیت سے ایک مردِ حق آگاہ اٹھے گا جو زمین کو عدل وقسط سے بھر دے گا جس طرح کہ اس کے وجود سے پہلے وہ ظلم وجور اور عدوان سے بھری ہوئی ہوگی۔''

بعض متاخرین علما نے مبالغے سے کام لیتے ہوئے ظہور مہدی کو عقیدے میں شامل

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کردیا ہے، جس پر ایمان لانا ان کے نزدیک واجب ہے۔ لیکن میری رائے میں عقائد میں یہ توسیع غیر ضروری ہے کہ عام لوگوں سے اس پر ایمان لانے کا مطالبہ کیا جائے۔ ہمارے لیے قرآن میں ایمان باللہ ایمان بالملائکۃ، ایمان بالرسول، ایمان بالکتب اور ایمان بیوم الآخر کا جو ذکر آیا ہے انہیں پر ایمان لانا کافی ہے۔ سنت نبویؐ نے اس میں ایمان بالقدر کا اضافہ کردیا ہے جو اصلاً ایمان باللہ ہی کا ایک جزو ہے۔ اسی لیے قرآن نے الگ سے ایمان بالقدر کا ذکر نہیں کیا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ میں غلبۂ اسلام کی بشارتیں

غلبۂ اسلام کی بشارتیں صرف قرآن واحادیث ہی میں نہیں پائی جاتی ہیں، بلکہ اسلامی تاریخ کے صفحات ایسے احداث وواقعات سے بھرے پڑے ہیں، جن کو پڑھ کر دل اس امید ویقین سے معمور ہو جاتا ہے کہ مستقبل اسلام کا ہے اور آنے والا کل دین اسلام کے حق میں ہوگا۔ اس کے باوجود کہ اس کی راہ میں بے شمار سنگِ گراں حائل ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ اسلامی بیداری کی راہ کھوٹی کرنے کی بھرپور کوشش کی جارہی ہے۔ اسلامی بیداری کی راہ میں جو رکاوٹیں کھڑی کی جارہی ہیں، ان میں بعض تو خارجی دشمنوں کی صنعت گری کا نتیجہ ہیں اور بعض اندر کے اسلام مخالف سورماؤں کی پیدا کردہ ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ اندر کے دشمن جن میں کے بیشتر اسلامی نام کے حامل ہیں مگر حقیقت میں وہ اسلام سے نبرد آزما گروہ کی صفوں سے جاملے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اپنی حکمرانی میں نہ وہ اسلامی شریعت کے نفاذ کے قائل ہیں، نہ اسلامی اقدار کو اپنے ملکوں میں رائج کرنے کے روادار ہیں اور نہ کلمۂ اسلام کی سربلندی انہیں ایک آنکھ بھاتی ہے۔

تاریخ کی دو بڑی حقیقتیں

ہم جب عموی تاریخ یا اپنی تاریخ (جو سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوتی ہے) کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمارے سامنے جو بشارتیں آتی ہیں ان میں دو بڑی اہم حقیقتیں نمایاں طور پر نظر آتی ہیں۔ یہ دونوں حقیقتیں ہماری اس گفتگو کے موضوع کے لحاظ سے بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصرتِ الٰہی کا نزول اس وقت ہوتا ہے جب ہم اس کے انتہائی ضرورت مند ہوتے ہیں

پہلی حقیقت: یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اللہ کی مدد اس وقت آتی ہے جب نصرت الٰہی ہی لوگوں کا واحد سہارا ہوتی ہے۔ جب لوگ اپنی طاقت وقدرت کو آزما کر مایوس ہو چکے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طاقت وقدرت ہی ان کی آخری پناہ گاہ ہوتی ہے۔ جب ان کے سامنے بابِ الٰہی کے سوا سارے ہی محسوس دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ جب سارے معلوم مادی اسباب و وسائل منقطع ہو جاتے ہیں اور ان کی توجہ والتفات کا واحد مرکز صرف اسباب الٰہی ہوتے ہیں۔ یہ وہ لمحہ ہوتا ہے جب وہ بے چین اور مضطرب ہو کر اللہ سے دعا کرتے اور اپنا دامنِ احتیاج اس کے سامنے پھیلا دیتے ہیں۔ وہ اللہ ہی ہے جو بے چین دلوں کا مداوا کرتا ہے۔ اللہ کے سامنے جب بندہ دست حاجت پھیلاتا ہے اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کو اپنی امیدوں کا مرکز قرار دیتا ہے تو اللہ اسے ہرگز اپنی تائید ونصرت سے مایوس نہیں کرتا۔

ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ سے یہ حقیقت ہمارے سامنے ابھر کر آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کس طرح نازک ترین حالات میں اپنے بندوں کی دست گیری فرماتا ہے۔ آپؐ غارثور میں پناہ لیتے ہیں اور اپنے رفیق سفر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ اس غار میں روپوش ہو جاتے ہیں۔ ادھر مشرکینِ مکہ ان دونوں کو تلاش کرتے ہوئے غار کے دہانے تک پہنچ گئے، یہاں تک کہ ابوبکرؓ نے خوف زدہ ہو کر کہا: اے اللہ کے رسول! اگر یہ اپنے قدموں پہ نگاہ ڈالیں گے تو ہمیں ضرور دیکھ لیں گے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کا دل اپنے رب کی نصرت کے یقین سے معمور تھا، نے فرمایا: ''اے ابوبکر! ان دو ساتھیوں کے بارے میں تمہارا کیا گمان ہے جن کا تیسرا ساتھی اللہ ہو؟''

قرآن نے ہجرت نبویؐ کے اس واقعہ کو ہمارے سامنے پیش کیا ہے کہ کیسے اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر اپنے رسول کی مدد کی اور کس طرح کی فوج سے مدد کی۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (التوبة،۹:۴۰)

''اگر تم رسول کی مدد نہ کرو گے (تو کچھ پروا نہیں) اللہ نے تو اس کی مدد اس وقت کی ہے جب کافروں نے اسے نکال دیا تھا، جب وہ صرف دو میں کا دوسرا تھا، جب وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا: 'غم نہ کر، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔' اس وقت اللہ نے اس پر اپنی طرف سے سکون قلب نازل کیا اور اس کی مدد ایسے لشکروں سے کی جو تم کو نظر نہ آتے تھے اور کافروں کا بول نیچا کر دیا۔ اور اللہ کا بول تو اونچا ہی ہے، اللہ زبردست اور حکمت والا ہے۔''

اسی حقیقت کی عکاسی بدر کے دن مسلمانوں کے ساتھ نصرت خداوندی اور تائید ایزدی کی صورت میں ہوتی ہے۔ اس دن مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی۔ ان کی تعداد مشرکین کی ایک چوتھائی کے برابر بھی نہ تھی۔ اسلحہ کے اعتبار سے بھی مسلمان انتہائی کمزور تھے۔ مسلمانوں کے پاس دو گھوڑے تھے اور مشرکین کے پاس سات سو گھوڑے تھے۔ مسلمان نفسیاتی طور پر جنگ کے لیے بہت زیادہ تیار بھی نہیں تھے، کیوں کہ وہ اپنے گھروں سے جنگجو گروہ سے مڈبھیڑ کے بجائے قافلے سے نبٹنے کے لیے نکلے تھے۔ ان کے دل میں جنگ کا ارادہ بالکل نہیں تھا۔ ان کی اس کیفیت کو قرآن یوں بیان کرتا ہے:

كَمَاۤ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۠ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝ (الانفال،۸:۵،۶)

''جیسا کہ تیرا رب تجھے حق کے ساتھ تیرے گھر سے نکال لایا تھا اور مومنوں میں سے ایک گروہ کو یہ سخت ناگوار تھا۔ وہ اس حق کے معاملے میں تجھ سے جھگڑ رہے تھے، حالاں کہ وہ واضح طور پر نمایاں ہو چکا تھا۔ ان کا حال یہ تھا کہ گویا وہ آنکھوں دیکھتے موت کی طرف ہانکے جا رہے ہوں۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں اور مشرکین کی فوجوں میں اس واضح اور نمایاں فرق کے باوجود فتح وغلبہ مسلمانوں کو حاصل ہوا اور مشرکین کا زور بری طرح ٹوٹ گیا۔ مسلمان فوج کی مشرک فوج پر یہ برتری سراسر نصرت الٰہی کی مرہون منت تھی۔ جب اہل ایمان نے پورے خلوص دل سے اللہ کو اپنی مدد کے لیے پکارا تو فوراً وہ ان کی مدد کو آ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی اس نصرت کا ذکر قرآن میں اس طرح کیا ہے:

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ۝ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (الانفال،۸:۹۔۱۰)

"یاد کرو وہ وقت جب کہ تم اپنے رب کو مدد کے لیے پکار رہے تھے تو اس نے جواب میں فرمایا کہ میں تمہاری مدد کے لیے پے در پے ایک ہزار فرشتے بھیج رہا ہوں اور یہ بات اللہ نے تمہیں صرف اس لیے بتا دی کہ تمہیں خوشخبری ہو اور تمہارے دل اس سے مطمئن ہو جائیں، ورنہ مدد تو جب بھی ہوتی ہے اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔ یقیناً اللہ بڑا زور آور اور دانا ہے۔"

اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب سے دعا کر رہے تھے اور پکار پکار کر کہہ رہے تھے: "اے بارِ الٰہ! میری دعا سن لے، اے اللہ! اگر اہل ایمان کی یہ مٹھی بھر جماعت ہلاک ہو گئی، تو آج کے بعد زمین میں تیری پرستش ہرگز نہ ہو گی۔" آپؐ اس قدر الحاح وزاری سے دعا کر رہے تھے کہ آپ کی ردائے مبارک کندھے سے سرک کر گر گئی۔ یہ منظر دیکھ کر آپؐ کے یار غار ابوبکر صدیقؓ نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ! اللہ آپؐ کی ضرور مدد فرمائے گا اور آپؐ کے چہرے کو روشن کر کے رہے گا۔

قرآن میں معرکۂ بدر سے متعلق آیتوں کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قہار ہستی بنفس نفیس سات آسمان کے اوپر سے اس معرکے کی کمان کر رہی تھی۔ اس معرکہ کی ترتیب اور زمان ومکان کا تعین سب کچھ اللہ تعالیٰ نے خود کیا تھا۔ جیسا کہ اس کا ارشاد ہے:

وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَفْعُوْلًا ۙ لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ (الانفال، ۸: ۴۲)

''اگر تم باہم مقابلے کا وعدہ کرتے تو ضرور ایسا ہوتا کہ تم ایک ساتھ میعاد مقرر پر نہ پہنچتے، لیکن اللہ کو کر ڈالنا تھا ایک کام جو مقرر ہو چکا تھا تاکہ جسے ہلاک ہونا ہے وہ دلیل روشن کے ساتھ ہلاک ہو اور جسے زندہ رہنا ہے وہ دلیل روشن کے ساتھ زندہ رہے، اور بے شک اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب ایک مٹھی بھر ریت مشرکین کے چہروں پر پھینک رہے تھے تو اس وقت اللہ کا دست قدرت آپؐ کے دست مبارک کو سہارا دے رہا تھا۔ مومنین جب اپنے ہاتھوں سے مشرکین کو قتل کر رہے تھے تو ان کے ہاتھوں کے پیچھے بھی اللہ کا دست قدرت ہی کارفرما تھا۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔ ''پس حقیقت یہ ہے کہ تم نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے ان کو قتل کیا اور تو نے (خاک) نہیں پھینکی جس وقت پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی۔'' (الانفال، ۸: ۱۷)

پھر اللہ تعالیٰ نے سورہ ''آل عمران'' میں اپنے رسولؐ اور مومنین پر اپنے امتنان واحسان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

(آل عمران، ۳: ۱۲۳)

''اور اللہ تمہاری مدد جنگ بدر میں کر چکا ہے، درآں حالیکہ تم اس وقت بہت کمزور تھے، پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، امید ہے کہ اس طرح تم شکر گزار ہو گے۔''

اِسی نصرتِ الٰہی کا ایک عظیم الشان مظاہرہ ہم کو غزوۂ خندق کے موقع پر نظر آتا ہے جب کہ اس وقت حالات مسلمانوں کے لیے انتہائی کربناک تھے۔ اس وقت صورت حال یہ تھی کہ خود مشرکین نے مسلمانوں کے گھر (مدینہ) پر حملہ کرنے کی ٹھان لی تھی اور اس غرض کے لیے انہوں نے مسلمانوں کا ہر طرف سے سخت محاصرہ کر لیا تھا۔ ادھر مسلمانوں نے ان کے متوقع حملوں سے بچاؤ کے لیے خندق کھود لی۔ اسی اثنا میں یہودی (جن سے مسلمانوں کا دفاعی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاہدہ تھا) حملہ آوروں کی صف سے جا ملے۔ ایسی حالت میں مسلمانوں کا مضطرب و بے چین ہونا ایک فطری امر تھا۔ قرآن اس وقت کی اضطراب انگیز صورت حال میں مسلمانوں کی جو نفسیاتی کیفیت تھی اس کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:

اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ﴿١٠﴾ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ﴿١١﴾ (الاحزاب، ۳۳: ۱۰۔۱۱)

”جب وہ لوگ (دشمنانِ اسلام) اوپر اور نیچے سے تم پر چڑھ آئے، جب خوف کے مارے آنکھیں پتھرا گئیں، کلیجے منہ کو آ گئے، اور تم لوگ اللہ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔ اس وقت ایمان والے آزمائے گئے اور بری طرح ہلا مارے گئے۔“

یہی وہ غزوہ تھا جس میں منافقین نے اپنی نقابیں اتار دیں اور راہِ فرار اختیار کرنے کے لیے طرح طرح کی باتیں بنانے لگے۔ ان کی اس ساری ہرزہ سرائیوں کو قرآن نے بطور ریکارڈ کے اپنے اندر محفوظ کر لیا ہے:

وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿١٢﴾ وَاِذْ قَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۚ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿١٣﴾ (الاحزاب، ۳۳: ۱۲۔۱۳)

”یاد کرو وہ وقت جب منافقین اور وہ سب لوگ جن کے دلوں میں روگ تھا صاف صاف کہہ رہے تھے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے جو وعدے ہم سے کیے تھے وہ فریب کے سوا کچھ نہ تھے۔ جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا: 'اے یثرب کے لوگو! تمہارے لیے اب ٹھہرنے کا کوئی موقع نہیں ہے، پلٹ چلو۔' جب ان کا ایک فریق یہ کہہ کر نبی سے رخصت طلب کر رہا تھا کہ 'ہمارے گھر خطرے میں ہیں'، حالاں کہ وہ خطرے میں نہ تھے، دراصل وہ (محاذ جنگ سے) بھاگنا چاہتے تھے۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخر کار اس جاں گسل آزمائش کی گھڑی میں اور اس مایوس کن تاریک صورت حال میں اللہ کی مدد آئی، جس کا ذکر جل شانہ نے ان الفاظ میں کیا ہے:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝ (الاحزاب، ۹:۳۳)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو یاد کرو اللہ کے احسان کو جو (ابھی ابھی) اس نے تم پر کیا ہے۔ جب لشکر تم پر چڑھ آئے تو ہم نے ان پر ایک سخت آندھی بھیج دی اور ایسی فوجیں بھیجیں جو تم کو نظر نہ آتی تھیں۔ اور اللہ وہ سب کچھ دیکھ رہا تھا جو اس وقت تم لوگ کر رہے تھے۔''

سورہ ''الاحزاب'' ہی میں اسی غزوۂ احزاب کے پس منظر میں آگے چل کر آیت ۲۵ میں ارشاد ہوتا ہے:

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ۭ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۝ (الاحزاب، ۲۵:۳۳)

''اللہ نے کفار کا منہ پھیر دیا، وہ کوئی فائدہ حاصل کیے بغیر اپنے دل کی جلن لیے یوں ہی پلٹ گئے، اور مومنین کی طرف سے اللہ ہی لڑنے کے لیے کافی ہو گیا، اللہ بڑی قوت والا اور زبردست ہے۔''

غزوۂ حنین کے موقع پر نصرتِ الٰہی کا ایک عجیب و غریب منظر ہمارے سامنے آتا ہے۔ یہ وہ غزوہ تھا جب مسلمان عسکری لحاظ سے دشمن پر فائق تھے۔ اس وقت مسلمانوں کے ساتھ کافی بڑی نفری تھی۔ چونکہ جلد ہی وہ اہل قریش کو زیر کر کے فتح مکہ سے فارغ ہوئے تھے، اس لیے طبعی طور پر ان کو اپنی تعداد پر فخر ہوا اور ان کی کثرت تعداد نے انہیں دھوکے میں مبتلا کر دیا کہ اب ہمیں کون زیر کر سکتا ہے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے انہیں عارضی شکست سے دوچار کر کے ایک اثر انگیز درس دیا تا کہ ان کا پردۂ غرور چاک ہو اور انھیں ہوش آ جائے۔ وہ یہ بات اچھی طرح جان لیں کہ مدد صرف اللہ کے پاس سے آتی ہے۔ اللہ جس کی مدد نہ کرے وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کبھی غالب نہیں ہوسکتا ہے اور جس کی مدد پر اللہ آجائے اس پر ہرگز کوئی غلبہ حاصل نہیں کرسکتا۔

غزوۂ حنین کے موقع پر مسلمانوں کی ذہنی کیفیت اور شکست کے بعد ان کے ساتھ اپنی تائید ونصرت کا حال اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان کیا ہے:

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۝ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (التوبة،۹: ۲۵۔۲۷)

''اللہ اس سے پہلے بہت سے مواقع پر تمہاری مدد کر چکا ہے۔ اور ابھی غزوۂ حنین کے روز (اس کی دست گیری کی شان تم دیکھ چکے ہو) اس روز تمہیں اپنی کثرت تعداد کا غرہ تھا مگر وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین اپنی وسعت کے باوجود تم پر تنگ ہوگئی اور تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے۔ پھر اللہ نے اپنی سکنیت اپنے رسول پر اور مومنین پر نازل فرمائی اور وہ لشکر اتارے جو تم کو نظر نہ آتے تھے اور منکرین حق کو سزا دی کہ یہی بدلہ ہے ان لوگوں کے لیے جو حق کا انکار کریں۔ پھر (تم یہ بھی دیکھ چکے ہو کہ) اس طرح سزا دینے کے بعد اللہ جس کو چاہتا ہے توبہ کی توفیق بھی بخش دیتا ہے، اور اللہ درگزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔''

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کی مدد اس وقت فرماتا ہے جب ان کی اپنی ساری تدبیریں ناکام ہوجاتی ہیں۔ جب سارے ارضی اسباب ان کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں تو ان کے ہاتھ بے ساختہ آسمانی مدد کے لیے دراز ہوجاتے ہیں۔ یہی وہ لمحہ ہوتا ہے جب نصرت الٰہی ان کی دست گیر ہوتی ہے۔

انبیا ورسل کی تاریخ میں یہ بات ایک امر مسلم کی حیثیت رکھتی ہے کہ نصرت الٰہی کا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نزول انتہائی مایوس کن حالات میں ہوتا ہے۔ اسی حقیقت کو قرآن نے سورہ ''یوسف'' کے آخر میں یوں بیان کیا ہے:

حَتّٰۤی اِذَا اسۡتَیۡـَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوۡۤا اَنَّہُمۡ قَدۡ کُذِبُوۡا جَآءَہُمۡ نَصۡرُنَا ۙ
فَنُجِّیَ مَنۡ نَّشَآءُ ؕ وَلَا یُرَدُّ بَاۡسُنَا عَنِ الۡقَوۡمِ الۡمُجۡرِمِیۡنَ ﴿۱۱۰﴾

(یوسف،۱۲:۱۱۰)

''یہاں تک کہ جب پیغمبر (لوگوں سے) مایوس ہو گئے اور لوگوں نے بھی سمجھ لیا کہ ان سے جھوٹ کہا گیا تھا، بس اسی لمحے ہماری مدد نے پیغمبروں کی دست گیری کی۔ پھر (اس موقع پر) ہم جس کو چاہتے ہیں بچا لیتے ہیں، اور مجرموں پر سے تو ہمارا عذاب ٹالا ہی نہیں جا سکتا۔''

مصائب کے وقت اُمتِ مسلمہ کی حقیقی قوت کا اظہار

دوسری حقیقت جس کا ہمیں اپنی تاریخ سے عرفان حاصل ہوتا ہے، یہ ہے کہ امت مسلمہ کے اندر معنوی اور روحانی طاقت کا بے پناہ خزانہ موجود ہے، جس کا اظہار صرف اس وقت ہوتا ہے جب امت سخت آزمائشوں اور مصائب و آلام میں بری طرح گھر جاتی ہے۔

تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ خود اسلام کے اندر ایک ایسی پنہاں قوت ہے جو اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب حالات انتہائی سنگین ہوتے ہیں اور اس کے پیرو ہر طرف سے آزمائشوں میں گھر جاتے ہیں۔ اس وقت ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام فولاد سے زیادہ سخت ہے اور اظہارِ قوت و نبرد آزمائی میں اسے ایک عظیم مقام حاصل ہے۔ اسے اس کی پوری قدرت حاصل ہے کہ امت مسلمہ کے لیے وہ اپنی پنہاں قوتوں کو دھماکہ خیز بنا دے اور اپنی ساری پوشیدہ طاقت و صلاحیت کو ظاہر کر دے۔ سنگین سے سنگین حالات میں اسلام باطل قوتوں سے مقابلہ آرا اور ڈٹا ہوا نظر آتا ہے، بلکہ اپنے مقابل کی قوتوں پر وہ غلبہ پانے کی کوشش کرتا ہے اور غالب ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اسلام کو بظاہر کمزور دیکھ کر لوگوں میں اسلام کو نیچا دکھانے کا حوصلہ پیدا ہو گیا تھا کہ اچانک یہ ضعف قوت میں بلکہ ایک ناقابل تسخیر غالب قوت میں بدل جاتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ حقیقت تاریخ اسلام کے آغاز میں ہمیں صاف دکھائی دیتی ہے: بدر کے دن مسلمانوں کی تھوڑی تعداد نے مشرکین کی بہت بڑی تعداد پر غلبہ حاصل کرلیا اور مادی لحاظ سے کمزور فوج اسلحے کی قوت پر غالب آ گئی۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مومنین پر احسان قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے:

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

(آل عمران، ۳:۱۲۳)

''اور اللہ بدر میں تمہاری مدد کر چکا ہے درآں حالیکہ تم اس وقت بہت کمزور تھے، پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، توقع ہے کہ تم اس طرح شکر گزار بنو گے۔''

اسی احسان کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورہ ''الانفال'' میں اس طرح کیا ہے:

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ (الانفال، ۸:۲۶)

''یاد کرو وہ وقت جب کہ تم تھوڑے تھے، زمیں میں تم کو بے زور سمجھا جاتا تھا، تم ڈرتے تھے کہ کہیں لوگ تمہیں اچک نہ لیں، پھر اللہ نے تمہارے لیے جائے پناہ مہیا کر دی، اور اپنی مدد سے تمہارے ہاتھ مضبوط کیے۔ اور تمہیں اچھا رزق دیا، شاید کہ تم شکر گزار بنو۔''

مرتدین کے ساتھ جنگوں میں

اسلام کی فولادی قوت وسطوت کا عظیم الشان منظر ہم مرتدین اسلام کے ساتھ جنگوں کے موقع پر دیکھتے ہیں۔ یہ وہ موقع تھا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بہت سے عرب قبائل مرتد ہو گئے تھے۔ اس فتنۂ ارتداد سے صرف مکہ، مدینہ اور طائف کا علاقہ محفوظ تھا۔ اس فتنہ کے علاوہ کچھ جھوٹے مدعیان نبوت بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے قبیلوں نے عصبیت کی وجہ سے ان کی پیروی کی۔ ان کا یہ قول مشہور تھا: كَذَّابُ رَبِيعَةَ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِنْ صَادِقِ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
مُضَرَ (قبیلۂ مضر کے سچے شخص کے مقابلے میں ہمارے نزدیک ربیعہ کا جھوٹا شخص زیادہ محبوب ہے)۔ ان مدعیانِ نبوت میں مُسیلمہ، سجاح، اسود عنسی اور طلیحہ اسدی بہت معروف ہیں۔ انہیں مدعیانِ نبوت سے مانعین زکوٰۃ کا گروہ بھی جا ملا۔ یہ لوگ نماز کو تسلیم کرتے تھے اور زکوٰۃ کا انکار کرتے تھے۔ اس صورت میں امت مسلمہ ایک زبردست فتنہ اور سخت آزمائش سے دوچار ہوگئی۔ ایسی سنگین صورت حال میں بعض صحابہؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہنے لگے: اے خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اندر سارے عرب سے نبرد آزمائی کی طاقت نہیں ہے، اس لیے آپ کے لیے مناسب یہی ہے کہ اپنے گھر کا دروازہ بند کرکے گوشہ نشین ہو جائیں اور اسی گوشے میں بیٹھ کر آخری سانس تک اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں۔

لیکن ابوبکرؓ (جو انتہائی نرم دل اور اشکبار شخص تھے) نے ان فتنوں کے سامنے سپر ڈالنے سے صاف انکار کردیا۔ ان کے سدِ باب کے لیے پہاڑ کے مانند ان کے مقابلے میں کھڑے ہوگئے۔ مرتدین و مانعین زکوٰۃ (زکوٰۃ نہ دینے والے) کی سرکوبی کے لیے پے بہ پے مختلف سمتوں میں گیارہ لشکر روانہ کیے۔ جب حضرت عمرؓ نے انہیں زکوٰۃ نہ دینے والوں کے خلاف جنگ سے باز رکھنے کی کوشش کی اور دلیل کے طور پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول پیش کیا: أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَإِذَا قَالُوْهَا فَقَدْ عَصِمُوْا مِنِّيْ دِمَاءُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ۔ ''مجھے حکم ملا ہے کہ لوگوں سے جنگ کروں تا آں کہ وہ کلمۂ لا الٰہ الا اللہ کا اپنی زبان سے اقرار کرلیں۔ پس جب وہ ایسا کرلیں تو پھر ان کے جان و مال ہم سے محفوظ ہوگئے، سوائے اس کلمہ کے حق کے، اور ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے''۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پورے عزم و یقین سے انہیں جواب دیا: بخدا میں ان لوگوں سے ضرور جنگ کروں گا، جنہوں نے نماز و زکوٰۃ میں فرق کیا ہے۔ آگے فرمایا کہ زکوٰۃ ان کے مال میں ایک واجب حق ہے، اگر انھوں نے مجھ سے بکری کا ایک بچہ (ایک دوسری روایت میں ہے اونٹ باندھنے کی ایک رسی) بھی روک لیا جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطورِ زکوٰۃ دیتے تھے، تو میں اُس کے لیے اُن سے جنگ کروں گا۔

مرتدین اسلام اور زکوٰۃ روک لینے والوں کے خلاف معرکوں میں صحابۂ کرام کی تعداد

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فریق مخالف کے مقابلے میں بہت کم تھی۔ مگر اس کے باوجود ان معرکوں میں فتح ایمان واسلام پر ثابت قدم رہنے والوں کی ہوئی۔ اسلام کے دائرے سے نکل بھاگنے والے دوبارہ توبہ واستغفار کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے اور اپنے ارتداد کے کفارہ کے طور پر وہ لوگ فارس وروم میں نبرد آزما مجاہدین کی صفوں سے جا ملے۔ اسلام کے حق میں ان سے جو زیادتی ہوئی تھی اس کی تلافی کے لیے انہوں نے جنگوں میں بہادری وجانثاری کے خوب خوب جوہر دکھائے۔

حضرت ابوبکرؓ کی ہوش مندانہ قیادت اور ان کے دوررس فیصلے کے نتیجے میں پورا جزیرۃ العرب (جزیرۂ عرب) دوبارہ اسلام کے لیے ایک محفوظ قلعہ بن گیا۔ یہ سلسلہ صدیوں تک جاری رہا۔

صلیبی جنگوں میں

اسلام کی خوابیدہ قوت کا مظاہرہ ایک بار صلیبی جنگوں کے موقع پر بھی ہوتا ہے۔ یہ وہ موقع تھا جب مغرب کے سارے مسیحی ایک جٹ ہو کر اپنی صلیب اور عقیدۂ تثلیث کے ساتھ عالم اسلام پر ٹوٹ پڑے تھے۔ اسلامی دنیا پر ان کے پیہم نو حملے ہوئے جو تاریخ میں بہت مشہور ہیں اور جو صلیبی حملوں کے نام سے معروف ہیں۔

مغرب کی صلیبی یلغار اپنے سینے میں اسلام اور مسلمانوں کے لیے کینہ وبغض لیے ہوئے آئی۔ اس کا مقصد جہاں بلاد اسلام کے ذخائر مال ودولت پر قبضہ کرنا تھا، وہیں دوسری طرف اس کی دلی آرزو تھی کہ کسی طرح سے سرزمین اسلام کو تخت وتاراج کر کے اسلام کا زور ہمیشہ کے لیے توڑ دیا جائے۔ اس صلیبی یلغار کی کامیابی کے لیے مسلمانوں کی دین اسلام سے غفلت اور ان کے حکام کی شہوت پرستی نے بڑا سازگار ماحول فراہم کر دیا تھا۔ اس وقت صورت حال یہ تھی کہ ریاست وامارت کے متوالے حکمراں دنیا کے لیے باہم بُری طرح منتشر تھے۔ ان ناعاقبت اندیش اور بے وقعت امرا کا یہ حال تھا کہ وہ اپنی گھٹیا خواہش کی تکمیل کے پیش نظر اجنبی مداخلت کار کی دوستی کے عوض اپنے بھائی تک کا سودا کرنے کے لیے تیار تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف یہی نہیں بلکہ اپنی ہوس ریاست کی پیاس بجھانے کے لیے پوری امت کو داؤ پر لگا دینے میں بھی انھیں کوئی باک نہ تھا۔

عالمِ اسلام کی اس زبوں حالی میں صلیبیوں کا پہلے حملے میں غالب ہونا اور خائن امرا کی مدد سے دیارِ اسلام میں ان کا اپنی حکومتیں قائم کر لینا کوئی تعجب خیز بات نہ تھی۔ آخر کار وہ دس ہزار مسلمانوں کا قتلِ عام کر کے بیت المقدس میں داخل ہو گئے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ بیت المقدس پر قبضے کے لیے صلیبیوں نے اس قدر خوں ریزی کی تھی کہ ان کے گھوڑوں کے گھٹنوں تک خون آ گیا تھا۔

صلیبیوں کا اقتدار شام میں دو سو سال تک قائم رہا اور بیت المقدس پورے نوے سال ان کے ہاتھوں میں اسیر رہا۔

پھر عالم اسلام پر اس ناپاک صلیبی تسلط کے بعد اسلام کے دفاع کے لیے اللہ تعالیٰ نے عماد الدین زنگیؒ اور ان کے بہادر بیٹے نور الدین محمودؒ جیسے مردان کار پیدا کیے، جنھوں نے صلیبی عدوان (ظلم و زیادتی) کا مقابلہ کر کے غصب شدہ زمینوں اور چھینے ہوئے حقوق کی بازیابی کا مصمّم عزم کیا۔ نور الدین محمودؒ کی سیرت و شجاعت، عدل گستری اور پابندئ شریعت میں بڑی حد تک خلفائے راشدین کی زندگیوں کا پرتو نظر آتا ہے۔ اسلام کے اس بطل جلیل نے دین کی حفاظت اور خطۂ اسلامی کو صلیبی قبضے سے آزاد کرانے کی جدوجہد میں جام شہادت نوش کی۔ ان کے بعد ان کے شاگرد رشید اور اسلامی تاریخ کے نامور انقلابی قائد صلاح الدین ایوبیؒ نے صلیبیوں سے نبرد آزما فوج کی کمان سنبھالی اور اللہ تعالیٰ نے معرکۂ حطین (جگہ کا نام ہے) میں ان کو صلیبیوں پر غلبہ عطا فرمایا۔ اسی طرح بیت المقدس کے معرکے میں صلاح الدین ایوبیؒ نے انھیں شکست فاش دی۔ اس طرح پھر ایک بار بیت المقدس کی بازیابی امت مسلمہ کے لیے ممکن ہوئی۔ سرزمین فلسطین کی واگزاری کے بعد مصر میں صلیبیوں اور مسلمانوں کے درمیان متعدد معرکے ہوئے۔ آخر کار لوئیس نہم کی منصورہ (دار ابن لقمان) میں گرفتاری کے بعد ان معرکوں کا خاتمہ ہو گیا۔ اس طرح صلیبی اقتدار کا سورج غروب ہو گیا۔

ان تاریخی شواہد سے پتا چلتا ہے کہ امت مسلمہ پر عارضی طور سے نیند کا غلبہ ہو سکتا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور بسا اوقات یہ امت مریض بھی ہوسکتی ہے، لیکن جب تک اس کی رگوں میں عقیدۂ اسلامی کا خون دوڑ رہا ہے اور جب تک اس کے اندر ایسے قائدین موجود ہیں جو ناسازگاریٔ حالات کی پروا کیے بغیر لا الٰہ الا اللہ، محمد رسول اللہ کا پرچم اٹھائے ہوئے ہیں اس وقت تک یہ امت کلی طور پر موت کا شکار نہیں ہوسکتی۔

تاتاریوں کی جنگ میں

جس طرح عالم اسلام کو یورپی صلیبیوں کے روپ میں مغرب کی یلغار کا سامنا کرنا پڑا، اسی طرح صنم پرست تاتاریوں کی صورت میں مشرق کی یلغار نے ایک بار پھر بلاد اسلام کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ عالم اسلام پر تاتاریوں کے حملے اتنے شدید اور بے رحمانہ تھے کہ ریح عقیم (بے فیض ہوا) کی طرح وہ جہاں سے گزرتے تباہی مچاتے چلے جاتے تھے۔

تاتاریوں کا عالم اسلام پر جس وقت غلبہ ہوا، اس وقت مسلمان انتہائی ضعف اور انتشار کا شکار تھے۔ ان کے پاس کوئی ایسی مضبوط قیادت نہ تھی جو ان کی صفوں میں اتحاد پیدا کرتی اور نہ ہی ان کے اندر کوئی ایسی ایمانی تحریک تھی جو ان کے عوام کو بیدار کرسکتی۔ تاتاریوں کی حیثیت اس وقت ایک سرکش فوج کی تھی۔ ان کے پاس ایک ایسی ہیبت ناک قیادت تھی کہ جس کے سامنے سب گھٹنے ٹیکے ہوئے تھے۔ چنانچہ ان کے سامنے پراگندہ حال بادشاہ، انتشار کے شکار امرا اور عیش وطرب کے دلدادہ والیان ریاست ایک لمحے کے لیے بھی ٹک نہ سکے۔ ایک ایک کرکے سارے ممالک پر تاتاریوں کا قبضہ ہوتا چلا گیا۔ ان ممالک کے امرا یا تو ان کے مقابلے کے خوف سے بھاگ کھڑے ہوئے یا پھر ایک ایک کرکے سبھی امرا نے ان کی اطاعت قبول کرلی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تاتاریوں کے حوصلے بڑھتے چلے گئے اور غلبہ و فتح یابی کی ان کی ہوس میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ اس زمانے میں یہ مثل زبان زد خاص و عام تھی کہ اگر تم سے کہا جائے کہ تاتاری شکست کھا گئے تو اس بات کو سچ نہ مانو۔ یعنی وہ ایک ایسی افسانوی قوت تھے (جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ناقابل تسخیر ہوتی ہے) جو مختلف زمانوں میں ظاہر ہوتی رہتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوٹی چھوٹی اسلامی ریاستوں کو زیرنگیں کرنے کے بعد انھوں نے آخر کار بنوعباسیہ کے دارالخلافہ بغداد پر حملہ کر دیا جو اس وقت عالم اسلام کا سب سے زیادہ ترقی یافتہ شہر تھا۔ تاتاریوں کے پیہم حملوں کی تاب نہ لاسکنے کی وجہ سے آخر کار یہ دارالسلام بھی ان کے قبضے میں چلا گیا۔ اس شہر پر قبضہ کرنے میں جہاں ایک طرف تاتاریوں کی فوجی طاقت کا بڑا دخل تھا، وہیں انہیں بعض ایسے خیانت پیشہ لوگوں کا تعاون بھی حاصل تھا، جو نام ونسب کے مسلمان تھے۔ بغداد پر قبضے کے لیے تاتاریوں نے اس قدرخوں ریزی کی کہ پورے شہر میں خون کی نہریں بہہ رہی تھیں۔ ان کی درندگی اور انسانیت سوزی کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے مختلف علوم وفنون پر مشتمل کتب خانوں کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ ان کی راکھ کو دریائے دجلہ میں پھینک دیا، جس کے سبب سے دریا کا پانی بالکل سیاہ ہو گیا۔ اس سے جہاں یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ان کتب خانوں میں کتابوں کا کتنا بڑا ذخیرہ تھا کہ ان کی سیاہی نے پانی کا رنگ بدل کر رکھ دیا، وہیں یہ سوچ کر بڑا دکھ ہوتا ہے کہ علم وخرد سے عاری اس قوم نے دنیائے انسانیت کو ایک عظیم تمدنی وثقافتی ورثے سے محروم کر دیا، جو عباسی حکمرانوں کی علم دوستی اور تہذیب نوازی کا جیتا جاگتا مظہر تھا۔

لیکن ابھی چند ہی سال گزرے تھے کہ تاتاریوں کی عسکری پیش قدمی کو روکنے کے لیے ایک بار پھر اسلام کا معجزہ رونما ہوا اور اسلام تاریخ کے ایک فیصلے کن معرکے میں عسکری لحاظ سے تاتاریوں پر غالب آ گیا۔ عین جالوت کے مشہور معرکے میں نیک صفت مملوکی قائد سیف الدین قُطز کے ہاتھوں تاتاری بری طرح شکست کھا گئے۔ اس طرح ان کی افانوی قوت کا تارو پود بکھر کے رہ گیا۔ یہ معرکہ عین جالوت سقوط بغداد کے صرف دو سال بعد ۲۵ر رمضان المبارک ۶۵۸ھ میں پیش آیا۔ اس معرکے میں تاتاریوں کا مقابلہ سیف الدین قطزؒ کی قیادت (کمان) میں مصری فوج نے کیا تھا۔

تاتاری قوم اسلام کے مقابلے میں صرف عسکری لحاظ سے ہی پسپا نہیں ہوئی، بلکہ عقیدۂ اسلامی کی تاثیر کے سامنے وہ نقد جاں بھی ہار گئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ غالب وجابر قوم جو اسلام پر یلغار کر رہی تھی، خود عقیدۂ اسلامی کی یلغار کی زد میں آ گئی۔ اور زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوری قوم معروف و مانوس تاریخی حقیقت کو جھٹلاتے ہوئے مغلوب قوم (مسلمانوں) کے دین میں داخل ہوگئی۔ ابن خلدون کہتا ہے کہ مغلوب قوم ہمیشہ غالب قوم کے رسم ورواج اور معتقدات کو قبول کرتی ہے۔(ابن خلدون کا یہ قول یہاں غلط ثابت ہو کر رہا۔)

دورِ جدید میں آزادی کی جنگوں میں

دورِ جدید کی تاریخ میں بھی ہمیں جانباز وسرفروش مجاہدین کی ایک بڑی تعداد پورے عالم اسلام میں استعماری حملہ آوروں سے نبرد آزما دکھائی دیتی ہے۔ جزائر میں امیر عبد القادر جزائری نے فرانسیسی استعمار کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔ امیر عبد الکریم الخطابی نے مراکش میں ہسپانوی استعمار کے خلاف جہاد کا نعرہ لگایا۔ لیبیا میں شیخ عمر المختار جیسے بے باک مجاہد نے اطالوی استعمار سے نبرد آزمائی کی۔ فلسطین میں مایۂ ناز مجاہد شیخ عز الدین القسام نے برطانوی استعمار کے خلاف اپنی جہادی مہم کا آغاز کیا۔ انہیں جہادی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ فرانسیسی استعمار کے خلاف جزائر میں انقلاب آیا، فلسطین میں صیہونیوں کے خلاف اور نہر سویز (Suez Canal) میں انگریزوں کے خلاف متعدد معرکے ہوئے۔

اس بات کا اعتراف خود مغربی مؤرخین نے کیا ہے۔ برنارڈ لُوئیس اپنی کتاب (مغرب اور مشرق وسطیٰ) میں لکھتا ہے کہ سارے بلاد اسلامیہ میں استعمار کے خلاف آزادی کے معرکوں کی قائد وہاں کی دینی تحریکیں تھیں۔ یہاں تک کہ کمال اتاترک نے بھی اپنی تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے دین داروں کو اپنے ساتھ ملایا تھا، لیکن یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے کہ اسلام پسند فصل بوتے ہیں اور بے دین لوگ اسے کاٹ لے جاتے ہیں۔ یہ گروہ حقیقت میں ڈاکوؤں کا ایک ایسا تربیت یافتہ گروہ ہے جو ہر دور میں جہاد کے ثمرات اور مجاہدین کی انقلابی کوششوں کو چراتا رہا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عصر حاضر میں غلبۂ اسلام کی بشارتیں

تاریخ کے مطالعے میں ہم نے دیکھا ہماری اسلامی تاریخ بے شمار ایسی بشارتوں سے بھری ہوئی ہے، جن سے اس بات کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام کے اندر اپنی ایک ذاتی قوت ہے۔ خود امت مسلمہ کے اندر ایک ایسی پوشیدہ قوت موجود ہے جس کا اظہار ناسازگاری حالات کے موقع پر ہوتا ہے یا پھر اس کا اظہار اس وقت ہوتا ہے جب کوئی صالح اور جواں مرد قیادت اس کے اندر پیدا ہوتی ہے، جو اس کی پوشیدہ قوتوں کو دھماکہ خیز بنا دیتی ہے۔

تاریخ کے مطالعے کے بعد جب ہم عصر حاضر میں امت مسلمہ کی مجموعی صورت حال پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ہمیں بہت سی خوش آئند باتیں ملتی ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ یہ امت ہر چہار جانب سے آندھیوں اور بگولوں کی زد میں ہونے کے باوجود ثابت قدم رہی۔ دوسری قوموں اور تہذیبوں میں اپنے آپ کو ضم کرنے کے بجائے اس نے اپنی شناخت (Identity) کو باقی رکھا۔ حالاں کہ دشمنان اسلام کی خواہش تو یہ تھی کہ امت مسلمہ دوسری تہذیبوں کے دھارے میں بہہ جائے۔ یہ اپنا وجود اس میں اس طرح گم کردے، جس طرح نمک پانی میں مل کر اپنا وجود کھو بیٹھتا ہے۔ حالات وواقعات اس بات پر گواہ ہیں کہ استعماری قوتوں کی جانب سے امت کو نیست ونابود کرنے کی ہزارہا کوششیں ہوئیں۔ لیکن اس کے باجود اس امت نے ہر محاذ پر دشمن قوتوں سے جہاد کیا اور ڈٹ کر ان کا مقابلہ کیا۔ یہاں تک کہ یہ پنجۂ استعمار سے آزاد ہوگئی اور اپنے وجود کا لوہا منوا کر رہی۔ دنیا نے دیکھ لیا کہ امت مسلمہ زندہ ہے، بالکل بے جان ہرگز نہیں ہے۔ اگرچہ اسے غلام بنانے کے لیے طرح طرح کی بیڑیاں ایجاد کی گئیں۔ نوع بنوع آہنی اور سنہری قفس تیار کیے گئے تا کہ امت کو ان کے اندر محبوس کیا جاسکے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عصرِ حاضر کے امراض اور اس کی آفات

دورِ حاضر میں امت مسلمہ جن عقلی، دینی، اخلاقی و عملی امراض میں مبتلا ہے اور یہ جن آفات سے دوچار ہے مجھے ان سے انکار ہرگز نہیں۔ ہمارے داعیان کرام، مربیوں (تربیت کرنے والے) اور مصلحین امت کو بھی ان امراض اور آفات کی برابر شکایت رہی ہے۔

امتِ مسلمہ کے دو طبقوں (غلو کرنے والے اور اعراض کرنے والے) کے باعث دین اسلام کے اثرات کمزور پڑ گئے ہیں۔ امام حسن بصریؒ نے ان طبقوں کو جامد اور جاحد (جمود اختیار کرنے والے اور انکار کرنے والے) کا نام دیا ہے۔ امیر البیان شکیب ارسلان کہتے ہیں کہ امت مسلمہ کا ایک طبقہ اپنے جمود سے لوگوں کو اسلام سے دور کر رہا ہے اور دوسرا طبقہ اپنے انکار وجحود سے لوگوں کو طرح طرح کے فتنے میں مبتلا کر رہا ہے۔

توحید خالص جو اسلام کا جوہر اور سارے اسلامی وجود کی اصل روح ہے، وہ نجومیوں کی خرافات اور دجالوں کی باطل آمیزیوں کے باعث ماند پڑ گئی ہے۔ عامۃ المسلمین کے مشرکانہ اعمال قبروں کی عبادت تک جا پہنچے ہیں۔ ان کے خواص کے مشرکانہ اعمال زندوں کے محلوں اور حویلیوں کی عبادت تک کو محیط ہیں۔ ان سب کی وجہ سے عقیدۂ توحید کا حقیقی چہرہ غبار آلود ہو کر رہ گیا ہے۔

مسلمانوں کی زندگی میں بندگئ رب کا احساس بالکل پژمردہ اور مضمحل ہو گیا ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ بیشتر مسلمان نماز کو ضائع کر رہے ہیں اور شہوت پرستی کا شکار ہو رہے ہیں۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے کامیاب مسلمانوں کی صفات یہ بیان فرمائی ہے:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ① الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ② وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ③ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ④ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ⑤ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ⑥ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ⑦ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ⑧ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُحَافِظُوْنَ۝ (المؤمنون، ۲۳: ۱۔۹)

''یقیناً فلاح پائی ہے ایمان لانے والوں نے جو اپنی نماز میں خشوع اختیار کرتے ہیں، لغویات سے دور رہتے ہیں، زکوٰۃ کے طریقے پر عامل ہوتے ہیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، سوائے اپنی بیویوں کے اور ان عورتوں کے جو ان کی ملک یمین میں ہوں کہ (ان پر حفاظت نہ کرنے کی صورت میں) وہ قابل ملامت نہیں ہیں۔ البتہ جو اس کے علاوہ کچھ اور چاہیں تو وہی دراصل زیادتی کرنے والے ہیں۔ اور جو اپنی امانتوں اور عہدو پیمان کا پاس ولحاظ رکھتے ہیں، اور اپنی نمازوں کی محافظت کرتے ہیں۔''

اسی طرح موجودہ دور میں انحرافات پر مبنی پیشہ ورانہ تصوف کا ظہور ہوا اور حقیقی تصوف جس کو اسلام کی روحانیت اور اس کی راہ اعتدال سے تعبیر کرتے ہیں، تقریباً عنقا ہو گیا۔ اصل تصوف کی نمایاں شان اللہ کی سچی بندگی اور اس کی مخلوق کے ساتھ خوش خلقی اختیار کرنا ہے۔ لیکن اس دور میں تصوف کے حقائق پر صوفیانہ رسوم و روایات اور لسانی اذکار کا غلبہ ہے۔ اس طرح موضوع اوراد و اذکار اور من گھڑت حرکات تصوف کی علامت بن گئے ہیں۔ حالاں کہ یہ چیزیں نہ تو دل میں نرمی و گداز پیدا کرتی ہیں، نہ ہی ان سے خدا یاد آتا ہے اور نہ آخرت کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ اسی طرح کے لسانی استغفار کے بارے میں رابعہ بصریہؒ نے فرمایا ہے کہ یہ ایک ایسا طریقۂ استغفار ہے جس سے بجائے خود استغفار کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

اسی طرح ہماری معاشرتی اور اجتماعی زندگی میں بھی اسلامی آداب و روایات ناپید ہوتی جا رہی ہیں۔ ہمارے معاشرے کے اکثر بیشتر لوگوں پر اس وقت دو طرح کی اسلام مخالف رسوم و روایات کا غلبہ ہے۔ ایک تو وہ رسوم و رواج ہیں جو اندھی تقلید، جمود اور پسماندگی کے دور انحطاط سے ہمیں وراثت میں ملی ہوئی ہیں۔ دوسرے وہ عادات و آداب ہیں جو مغربی تہذیب کی یلغار کے ساتھ ہماری معاشرت اور ہماری سوسائٹی میں در کر آئے ہیں۔ مغربی تہذیب کے ساتھ جو معاشرتی آداب ہمارے سماج میں داخل ہوئے ہیں ان پر مادی فکر،

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لادینی رجحان اور مفاد پرستی کا رنگ غالب ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ ہمارے مسلم معاشرے میں بے راہ روی اور آزاد منشی عام ہوتی جا رہی اور خود پرستی وانانیت بری طرح اپنی جڑیں جما رہی ہے۔

یہ چیز طبقۂ نسواں میں بہت نمایاں ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ بعض اپنا پورا چہرہ اس طرح ڈھکتی ہیں کہ اس کا کوئی جز دکھائی نہیں دیتا اور بعض اپنی دونوں آنکھیں یا ایک آنکھ کھول رکھتی ہیں۔ بہت سی عورتیں اس طرح گھر سے باہر نکلتی ہیں کہ ان کے بازو، پنڈلیاں اور گردن سب کھلے ہوتے ہیں۔ وہ اس کلام نبوت کی مصداق ہوتی ہیں جس میں آپؐ نے فرمایا ہے:

''کپڑے پہن کر ننگی رہنے والیاں، مائل کرنے والیاں اور مائل ہونے والیاں۔''

ہم دیکھتے ہیں کہ ایک طرف ایسے لوگ پائے جاتے ہیں، جو نوجوانوں کو اپنی منگیتر کو دیکھنے تک کی اجازت نہیں دیتے ہیں۔ وہ بیچارا اپنی منسوبہ کو صرف شبِ عروسی ہی میں دیکھ سکتا ہے۔ جب کہ شریعت اُسے اپنی منسوبہ کو دیکھنے کی باقاعدہ اجازت دیتی ہے۔ اسی طرح دوشیزہ بھی اپنے خوابوں کے شہ سوار کو حجلۂ عروسی سے پہلے دیکھنے سے محروم رہتی ہے۔ دوسری طرف دوسری انتہا یہ ہے کہ لڑکے کا پیغام آتے ہی لڑکی کو اُس اجنبی لڑکے کے حوالے کر دیا جاتا ہے تاکہ پوری آزادی کے ساتھ وہ اُس سے بغل گیر ہو۔ اُسے سنیما گھروں، تھیٹروں اور پارکوں اور خلوت کدوں میں جہاں چاہے لے کر جائے۔

دورِ حاضر میں مسلمان عقلی لحاظ سے بھی ضعف کا شکار ہوئے ہیں۔ نہ تو اُن کے اندر کوئی مثبت سوچ ہے، نہ کچھ کر گزرنے کا حوصلہ پایا جاتا ہے، نہ وہ اپنے تہذیبی سرمایے میں کچھ اضافہ کی خواہش رکھتے ہیں اور نہ ہی قدیم تہذیبی رسوم و روایات کی اصلاح کا کوئی جذبہ اُن کے اندر پایا جاتا ہے۔ بلکہ مسلمان سراپا دوسروں کے محتاج بن کر رہ گئے ہیں۔ خواہ یہ دوسرے لوگ ماضی کے ثنا خواں ہوں یا مغربی تہذیب کا گُن گانے والے ہوں۔ دوسروں پر اس کلی اعتماد کا انجام یہ ہوا کہ ان کی اپنی زندگی بہ ہمہ پہلو جمود اور تنگ نظری کا شکار ہو گئی ہے۔ چنانچہ نہ تو عقائد میں کوئی غور و فکر ہو رہا ہے۔ نہ فقہی امور میں اجتہاد کی کوشش ہو رہی ہے۔ نہ ادب میں کوئی جدت طرازی پائی جاتی ہے۔ نہ صنعت و حرفت میں کوئی ابتکار نظر آتا ہے۔ ہمارے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم معاشرے میں دو ایسے سنگین اور خطرناک مقولے رواج پا گئے ہیں جن سے مسلمانوں کی عقل پر نہایت غلط اثرات پڑتے ہیں اور اس کی وجہ سے مسلمانوں نے غور وفکر کے میدان میں کافی زک اٹھائی ہے۔ ان میں ایک مقولہ یہ ہے کہ ''اگلوں نے بعد میں آنے والوں کے لیے کچھ نہیں چھوڑا۔'' دوسرا مقولہ ہے کہ ''جو کچھ ہو چکا ہے اب اس میں مزید کچھ کرنا ممکن نہیں ہے۔''

اجتہاد کا دروازہ بند کرنے کا مطالبہ عام ہوتا جا رہا ہے۔ یہ نہیں معلوم کہ کون اُسے بند کرے گا؟ اور کس کی طاقت ہے کہ اُس دروازے کو بند کرے جسے اللہ اور اُس کے رسول ﷺ نے کھولا ہے۔

یہیں سے امتِ مسلمہ کے زوال کی ابتدا ہوئی اور جو امت تقریباً ایک ہزار سال تک صفِ اول کی امت رہی بالآخر امتوں کی آخری صف میں چلی گئی۔ جو امت قافلۂ انسانیت کا ہراول دستہ تھی، آج قافلہ کا آخری حصہ بن کر رہ گئی ہے۔ آج سارے مسلمان ممالک ترقی پذیر ممالک یا تیسری دنیا کی فہرست میں آتے ہیں۔ بلکہ بعض مسلمان ملک تو ایسے ہیں کہ اگر کوئی چوتھی دنیا ہوتی تو وہ اُس سے منسوب ہوتے، کیوں کہ اِن ملکوں میں پس ماندگی، ناخواندگی اور بیماری و مفلسی اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔

چونکہ ہم مسلمانوں کے دل و دماغ سے ایمان کے شعبوں کا تصور غائب ہو گیا ہے، جن کی وضاحت کرتے ہوئے رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: ''ایمان کے ستّر سے زائد شعبے ہیں اور اُن میں بلند ترین شعبہ کلمۂ لا الٰہ الاّ اللہ ہے اور اس کا ادنیٰ ترین شعبہ: راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا ہے اور حیا ایمان کا ایک اہم شعبہ ہے۔'' ایمان کے ان شعبوں کے غائب ہونے کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے روز مرہ کے معاملات میں حقیقی اسلامی اخلاق کمزور ہو کر رہ گیا ہے اور ہمارے معاشروں میں منافقانہ اخلاق عام ہو گیا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ ''جب بولتے ہیں تو جھوٹ بولتے ہیں، وعدہ کر کے وعدہ خلافی کر جاتے ہیں، امانت میں خیانت کرتے ہیں، عہد شکنی کرتے ہیں اور جب کسی سے جھگڑا کرتے ہیں تو گالم گلوچ پر اُتر آتے ہیں۔'' معاشرے کے ناکارہ طبقے میں تباہ کن خوش حالی عام ہے۔ اس کے نتیجے میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُنھیں ہر طرح کا سامانِ عیش وطرب حاصل ہے۔ اُسی معاشرے میں ایک طرف محنت کش طبقہ ہے جو سخت کوشی اور جان کاہی کے باوجود شدید محتاجی کا شکار ہے۔ وہ بیچارا سخت محنت و مشقت کرنے کے باوجود محروم ہے۔ ہمارے معاشرے میں بے مشقت کے اہلِ ثروت، پٹرول کے بادشاہوں اور کھلے بازاروں (Open Markets) کے ڈاکوؤں کے ظہور کے باعث اجتماعی وسماجی قدریں ساری کی ساری بالکل بدل کے رہ گئی ہیں۔ مسلمان کی کارٹونی شکل یہ بنی ہے کہ ایک خیمہ میں ایک عرب بیٹھا ہوا ہے اور اُس کے پہلو میں پٹرول کا کنواں ہے اور ایک خوبصورت دوشیزہ۔

معاشرتی قدروں کے تلپٹ ہوجانے کا انجام یہ ہوا کہ آج عالمِ اسلام میں ظلم کی بہتات ہوگئی ہے۔ حکام کا محکوموں پر ظلم، اغنیا کا فقرا پر ظلم، طاقتور کا کمزوروں پر ظلم، اربابِ عمل کا عمال پر ظلم اور مردوں کا عورتوں پر ظلم، غرض یہ کہ ہر چہار جانب ظلم کا بازار گرم ہے۔ حالاں کہ ظلم کی بنیاد پر نہ کوئی حکومت مستحکم ہوتی ہے اور نہ اس کے ذریعے سے کوئی قوم ترقی کرسکتی ہے۔

مسلمانوں کی سیاسی زندگی میں شورائیت کمزور ہی نہیں پڑ گئی ہے، بلکہ یکسر وہ غائب ہوگئی ہے۔ لوگوں پر فرعون، ہامان اور قارون کی حکمرانی ہے اور اس حکمرانی کو باقی رکھنے کے لیے کبھی دھونس ودھمکی کا، تو کبھی دھوکہ ودھاندلی کا سہارا لیا جاتا ہے۔ عام طور پر مسلمانوں کے حکمراں اُن کے پسندیدہ نہیں ہوتے ہیں۔ نہ حکمراں ہی عوام کے خیر خواہ ہوتے ہیں۔ وہ تکبر و جبروت کا مجسمہ ہوتے ہیں اور اُن کے دل پر اللہ کی طرف سے مہر لگ گئی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نہ وہ اللہ سے ڈرتے ہیں اور نہ انھیں رعایا پر رحم آتا ہے۔ اسی طرح اُن میں سے بعض کی عقل پر بھی مہر لگ گئی ہے۔ چنانچہ نہ اُن میں دین کی سوجھ بوجھ ہے اور نہ انھیں دنیا کے نفع و نقصان کی کوئی تمیز ہے۔ لیکن بایں ہمہ وجوہ جب وہ قوم سے اپنے انتخاب کے سلسلے میں استصواب رائے کرتے ہیں تو نتیجہ ہمیشہ (نو) کے چار یا پانچ ہندسوں میں (۹۹٫۹۹۹٪) آتا ہے۔ یہ نتیجہ اتنا محتاط ہوتا ہے کہ اس کی شفافیت دنیا بھر میں مذاق کا موضوع بن جاتی ہے۔ عرب ملکوں کے حکمرانوں کے بارے میں یہ بات قطعی ہے کہ انھیں موت قتل یا انقلاب کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاوہ کوئی اور چیز کرسئ اقتدار سے بے دخل نہیں کرسکتی ہے۔

امتِ مسلمہ کی بیمار صورتِ حال تادیر باقی نہیں رہے گی

امتِ مسلمہ کی موجودہ صورتِ حال جس کا اوپر ذکر ہوا، ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے۔ لیکن مسلمان دیر تک ان حالات کے شکنجے میں کسے ہوئے نہیں رہ سکتے۔ وہ اِن سے نبرد آزما ہونے کی لازماً ہر ممکن کوشش کریں گے۔ بلکہ اس بیمار صورتِ حال کو بدلنے کی ہر سطح پر جدو جہد جاری ہے اور ایسا نہ ہونا اسلامی زندگی اور پیغامِ اسلام دونوں کے مزاج کے منافی ہے۔ موجودہ حالات کو بدلنے کی کوشش نہ کرنا خود امت مسلمہ کے مزاج کے بھی منافی ہے، جو کبھی گمراہی پر مجتمع نہیں ہوسکتی۔ اُس کے اندر ہمیشہ ایک ایسا گروہ موجود رہے گا، جو دینِ حق پر قائم ہوگا۔ یہی گروہ دعوتِ حق کا فریضہ بھی انجام دے گا اور عدل وانصاف پر مبنی نظامِ حق کو قائم کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی سنت کے مطابق ہر صدی میں امتِ مسلمہ کی رہنمائی کے لیے ایسے مجدّ دین کو بھیجتا رہے گا جو اُس کے دین کو ایک نئے انداز سے پیش کریں گے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا ثبوت ہمیں تاریخ کے مطالعہ سے ملتا ہے اور عصرِ حاضر کے جائزے سے بھی یہ حقیقت ہمارے سامنے ابھر کر آتی ہے۔

امت مسلمہ کے ماضی وحال کا جائزہ

جو شخص ایک صدی قبل امت مسلمہ کی حالت اور آج کی صورت حال کا موازنہ کرے گا یا جو شخص صرف پچاس اور تیس سال پہلے کی حالت کا جائزہ لے گا اور ان دہائیوں پر محیط حالات وواقعات پر غور وتأمل سے کام لے گا تو اسے یہ محسوس ہوگا کہ بڑی حد تک اس امت کی صورت حال میں تبدیلی واقع ہوئی ہے اور تبدیلی کا یہ سفر عمدگی اور بہتری کی طرف ہے۔ یہ ایک ایسا امر واقعہ ہے جس کی شہادت ہر وہ شخص دے گا جو پوری بیدار مغزی کے ساتھ زندگی کے تمام گوشوں اور فکری واخلاقی اور معاملات کی سطح پر ابھرنے والی تبدیلیوں کا بھرپور جائزہ لے گا۔

یہاں میں ایک تعلیم یافتہ مغربی شخص کی گواہی پر اکتفا کروں گا، جو بڑے غور وفکر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد مشرف بہ اسلام ہوئے اور دلائل کی روشنی میں اسلام کی حقانیت پر ایمان لے آئے۔

وہ ڈاکٹر مراد (Hopeman) کی شخصیت ہے جن کی کتاب (اسلام مغربی تہذیب کا متبادل) بہت مشہور ہے۔ میں نے ان کی شہادت (Evidence) کو اس لیے ترجیح دی کہ ان کی معلومات کافی وسیع ہیں۔ وہ اپنی مادری ''جرمن زبان'' کے علاوہ انگریزی اور فرانسیسی زبان پر بھی قدرت رکھتے ہیں اور وہ اپنے ملک جرمنی کے سفیر کی حیثیت سے الجزائر اور مراکش میں کام کر چکے ہیں۔ وہ اپنے حقیقت پسندانہ نقطۂ نظر اور تنقیدی رجحان کے باعث ایک امتیازی شخصیت کے حامل ہیں۔ اپنی واقعیت پسندی کے بارے میں خود ان کا کہنا ہے کہ یہ بڑی تلخ اور سخت ہے۔ اپنے تنقیدی رجحان کے بارے میں موصوف کا قول ہے کہ میں اس بات کے لیے مجبور ہوں کہ اہل مغرب اور عالم اسلام دونوں پر شدید تنقید کروں۔

ڈاکٹر مراد اپنی مشہور کتاب ''اسلام ۲۰۰۰ء'' میں، اس کے دوسرے باب میں (کچھ خوش گمانی کے عنوان کے تحت) لکھتے ہیں:

ا۔ اگر ہم ذرا ٹھہر کر دنیا کی موجودہ صورت حال کا جائزہ لیں تو یقیناً یہ ہمارے لیے مفید ہوگا۔ جب ہم آنکھیں کھول کر دیکھیں گے تو ہمیں صاف نظر آئے گا کہ کیا واقعی اسلام پیش قدمی کر رہا ہے یا اگر مظاہر سے تھوڑی دیر کے لیے اپنی توجہ ہٹالیں تو ایسا محسوس ہوگا کہ اسلام پیچھے ہٹ رہا ہے۔ کیوں کہ تاریخ کے اندر ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان گذشتہ کئی صدیوں سے مادی اور فکری استعمار کے لیے لقمۂ تر بنے ہوئے ہیں۔

مذکورہ بالا سطروں سے بدشگونی کے بجائے، آیئے کچھ نیک شگونی کی باتیں سنیں:

۲۔ اگر ہم اسلام کی موجودہ پیش قدمی کو جاننا چاہتے ہیں تو ہمارے لیے یہ جاننا ضروری ہوگا کہ گذشتہ صدی میں مکہ اور مدینہ کی حالت کیا تھی۔ یہ جاننے کے لیے ہمارے پاس بعض مغربی حاجیوں کی شہادتیں موجود ہیں: مثال کے طور پر ہم ایک سوئیزرلینڈ کے مسلمان بروکارٹ کی شہادت پیش کرتے ہیں جو ۱۸۱۴ء اور ۱۸۱۵ء[1] کے درمیان تقریباً چھ ماہ مکہ اور

(۱) جان لاڈفیگ بروکارٹ ''مکہ اور مدینہ'' برلن ۱۹۴۴ء

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدینہ میں رہ چکا ہے۔ بروکارٹ کی روایت کی تائید ایک برطانوی مسلمان سر رچرڈ برٹن نے کی ہے، جس نے ۱۸۵۳ء[1] میں مکہ ومدینہ کی زیارت کی تھی۔ ان دونوں کی تائید ایک جرمن غیر مسلم نے بھی کی ہے جو ۱۸۶۰ء[2] میں مکہ میں رہ چکا ہے۔ اس کا نام ھیترش فون مالٹزان ہے۔

مذکورہ بالا تینوں شخصیات اس بات پر متفق ہیں کہ گذشتہ صدی یا اس سے کچھ پہلے مقامات مقدسہ کی حالت انتہائی بگڑی ہوئی تھی، ہر طرف گندگی رہتی تھی۔ امن نام کی کوئی چیز نہ تھی، خرافات و بدعات کا دور دورہ تھا۔

آپ مانیں یا نہ مانیں.... شراب نوشی اور عصمت فروشی کا کاروبار حرم کے اردگرد جاری تھا، بلکہ بعض دفعہ کوئی سر پھرا اس طرح کی نازیبا حرکتیں حرم کے اندر بھی کر بیٹھتا تھا۔

اسی طرح اقامت صلاۃ (نماز باجماعت قائم کرنے) کا کماحقہ اہتمام نہیں تھا۔ یہاں تک کہ حاجیوں کے درمیان بھی یہ چیز مفقود تھی جن کی تعداد بروکارٹ کے اندازے کے مطابق گھٹ کر ۱۸۱۲ء میں 70,000 ہزار ہوگئی تھی۔ مالٹزان کے اندازے کے مطابق حاجیوں کی تعداد ۱۸۶۰ء میں صرف 30,000 ہزار رہ گئی تھی۔

درحقیقت مصر پر نابلیون کی یلغار کے بعد اور خاص طور پر انیسویں صدی اور بیسویں صدی کے آغاز کے درمیان عثمانی امپائر کی پیہم شکست و ریخت کے بعد بہت سے سیاست داں اور مستشرقین نے دنیا بھر میں یہ خبر عام کر دی تھی کہ اب اسلام ہمیشہ کے لیے روپوش ہوگیا۔ انہوں نے اپنی زندگی میں اسلام کا مطالعہ ایک ایسی تہذیب کی حیثیت سے کیا جو مٹنے کے قریب ہو اور اپنی یہ ذمہ داری سمجھی کہ بطورِ ریکارڈ (Record) کے اسے آئندہ نسلوں کے لیے محفوظ کر دیں۔ مغربی دنیا میں اسلام کے تعلق سے اسی تأثر کے باعث فرانسیسی استعماریوں نے ابتداء الجزائر کے مرد مجاہد عبدالقادر (جو ملک گیر شخصیت کے مالک تھے) کے بارے میں غلط

---

(۱) رچرڈ برٹن "مدینہ اور مکہ کے ایک زائر کے ذاتی تأثرات" نیویارک ۱۹۶۴ء

(۲) ھیترس فون مالٹزان "میری زیارت مکہ"

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندازہ لگایا۔ انہیں ایک معمولی روایت پرست آدمی سمجھ کر ان سے کوئی الجھن محسوس نہ کی۔ یہاں تک کہ جن شخصیات نے اسلام کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا ہے، مثال کے طور پر جوتہ (۱۸۳۲ء) جو اسلام میں اللہ کی وحدانیت کے تصور سے کافی متاثر ہے، کہتا ہے کہ اسلام وہ نہیں ہے جو ہمیں عالم اسلام میں نظر آتا ہے۔

۳۔ ماضی کے احوال سے قطع نظر آج جو لوگ عمرہ یا حج کرنے جاتے ہیں، انہیں صاف نظر آتا ہے کہ اب حالات یکسر بدل گئے ہیں۔ امن وامان کے ساتھ حرمین شریفین کی تعمیر وتوسیع میں بھی کافی پیش رفت ہوئی ہے، جس سے حرم مکی اور مدنی کی رعنائی وشکوہ میں قابل قدر حد تک اضافہ ہوا ہے۔ اس تازہ ترین توسیع کے بعد حرم مکی میں 480,000 اور حرم مدنی میں 650,000 نمازیوں کی گنجائش ہوگئی ہے۔ جب کہ حاجیوں کی تعداد میں سال بہ سال بے پناہ اضافے کو دیکھتے ہوئے موجودہ وسعت بھی کم معلوم ہوتی ہے، حالاں کہ اس وقت حاجیوں کی تعداد کو ہر ملک کے لیے مخصوص کوٹا کے ذریعہ سے محدود کردیا گیا ہے۔ کوئی ملک اپنے متعین کوٹے سے زیادہ حاجیوں کی تعداد کو بڑھا نہیں سکتا۔ اسی طرح جرائم پر قابو پانے کے ضمن میں الکوحل کے داخلے پر پابندی ہے اور چوریاں کم ہونے لگی ہیں۔ عورتیں بغیر محرم کے وہاں داخل نہیں ہوسکتی ہیں۔ نماز پورے اہتمام کے ساتھ وقت پر ادا کی جارہی ہے اور نماز کے ادا کرنے کا یہ منظر پوری دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے۔

۴۔ بیسویں صدی کی پہلی چوتھائی کے بعد سے اسلام کے متعلق مستشرقین کے موقف میں تبدیلی آنا شروع ہوئی۔ درحقیقت یہ چند دوسری مثبت تبدیلیوں کا آغاز تھا، چنانچہ لارنس نے برطانوی امپیریل اِزم کے مفاد میں اسلام کے مطالعے کی جو بنیاد رکھی تھی اس میں دراڑ پڑنے لگی اور یورپ کے علمی حلقوں میں ایک ایسا گروہ پیدا ہوا جس نے اسلام کے مطالعے کی ایک نئی اور مثبت طرح ڈالی۔ ان میں نمایاں ترین لوگوں میں رینیہ جینو (عبدالواحد یحییٰ)، مارٹن لِنگ، ٹائیٹس بروکارڈ اور لیوبولڈ وائس (محمد اسد) ہیں۔ انہیں مستشرقین میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جنھوں نے اسلام کا معروضی (Objective) مطالعہ کیا اور اسلام کی حقانیت ان پر واضح بھی ہوگئی مگر انہوں نے اپنے اسلام کا اظہار نہیں کیا۔ چنانچہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاک بیرک، لُوئیس مانیون، دَینس ماسون اور آنا ماریا شمل کے اسلام سے متعلق تاثرات کو پڑھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ لوگ اسلام سے اتنے قریب ہو گئے تھے، گویا کہ بہت جلد اپنی زبان سے کلمۂ شہادت کا اعلان کر دیں گے۔

مذکورہ بالا مستشرقین کی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ اب اہل مغرب میں ایسے لوگوں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے جن کے مطالعۂ اسلام میں نفرت اور تنگ نظری کے بجائے ہمدردی اور جذبۂ قبولیت کی روح کار فرما دکھائی دیتی ہے۔

یہی وہ وقت تھا جب کہ بیسویں صدی کی تیسری دہائی میں بہت سے مسلم ممالک میں احیائے اسلام کی تحریکوں نے جنم لیا اور انہوں نے اپنے ملک کے لیے اپنے سیاسی ایجنڈے میں اسلامی نظام کے قیام کو اولین ترجیح کی حیثیت دی۔ اس کی مثال مصر میں اخوان المسلمون ہے جن کے بانی حسن البنا شہیدؒ تھے۔ اس تحریک کے داعیوں میں سید قطب شہیدؒ (۱۹۶۶ء) اور محمد الغزالیؒ (۱۹۹۶ء) قابلِ ذکر ہیں۔ اسی طرح سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ (۱۹۷۹ء) نے پاکستان میں نظامِ اسلامی کے قیام کی تحریک کا آغاز کیا۔

اِحیائے اسلام کی تحریکوں کا آغاز صرف نیچے کی سطح ہی سے نہیں ہوا، بلکہ اوپر کی سطح سے بھی یہ تحریکیں رونما ہوئیں۔ جیسے وہابی تحریک کو آل سعود کی پشت پناہی حاصل تھی۔ اسی طرح سنوسی تحریک اور کسی حد تک محمد عبدہ کی تحریک کو بھی حکمراں طبقے کی تائید وحمایت حاصل تھی۔ چنانچہ ان تحریکوں کو مادی وسائل حاصل ہونے کے سبب سے خوب پھیلنے کا موقع ملا۔ آج دعوت اسلام کے فروغ میں سلطان برونائی، شاہ فہد اور شیخ زاید کی کوششوں اور ان کے سرمایے کا بڑا رول رہا ہے۔ مثال کے طور پر ان لوگوں کی جانب سے قرآن مجید کے لاکھوں نسخے مفت تقسیم کیے جا رہے ہیں۔ اسی طرح شاہ فہد نے اسلامی کتب کی اشاعت وتوسیع کے لیے با قاعدہ ایک پریس مدینہ منورہ میں قائم کر دیا ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اسلام دشمن قوتوں نے احیائے اسلام کی ان کوششوں کو اسلامی بنیاد پرستی کے بڑھتے ہوئے خطرے سے تعبیر کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بیسویں صدی کی آخری چوتھائی میں عالمی ذرائع ابلاغ کی دلچسپی کے موضوعات میں اسلام سرِ فہرست آ گیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ آج صورتِ حال یہ ہے کہ اب کوئی یہ سوچ بھی نہیں سکتا ہے کہ اسلام روپوش ہو جائے گا بلکہ اس کے برعکس اسلام دنیا بھر میں پھیل رہا ہے اور اثر آفریں (Dynamic) پوزیشن اختیار کرتا جا رہا ہے۔ چنانچہ ناٹو کے فوجی ماہرین نے پیشین گوئی کی ہے کہ "مستقبل میں متوقع فوجی ٹکراؤ مشرق و مغرب کے بجائے شمال و جنوب کے درمیان ہو گا اور اسلام ہی ہمارا واحد دشمن ہے جس کے روز افزوں پھیلاؤ سے ہمیں اندیشہ ہے۔

اسلام سے متعلق مغرب میں پائے جانے والے اس خوف کا اظہار ان مہاجر مسلمانوں کی زبانی بھی ہوتا ہے جو اپنے وطن لوٹ کر آتے ہیں۔ اہل مغرب کے خوف کی حقیقی وجہ دراصل وہاں پر مسلمانوں کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہے۔ جرمنی، امریکہ، برطانیہ اور فرانس میں اس وقت مسلمانوں کی تعداد لاکھوں میں پہنچ چکی ہے۔ خود مغربی ذرائع کے اعداد وشمار کے مطابق پوری دنیا میں مسلمانوں کی تعداد 990,547 ملین ہے۔ حالاں کہ حقیقت یہ ہے کہ اس مردم شماری میں کافی احتیاط سے کام لیا گیا ہے۔ مسلمانوں کی اسی تعداد کے سبب سے اہل مغرب انتہائی خوف اور پریشانی میں مبتلا ہیں۔

مسلمانوں کی کثرتِ تعداد کے لحاظ سے دنیا بھر میں مساجد کی تعداد میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ یورپ و امریکہ میں اور خاص طور پر لاس اینجلز، اٹلی کے شہر روم اور زغرب میں مسجدوں کی تعداد قابلِ لحاظ حد تک بڑھ رہی ہے۔ یہاں تک کہ ماسکو اور پیکنگ میں بھی مساجد کی تعداد میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ قرطبہ جو اسپین میں اموی خلافت کا قدیم متمدن شہر ہے، وہاں ہسپانوی مسلمانوں نے ۱۹۹۴ء میں ایک بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی (International Islamic University) قائم کرلی ہے۔ یہ یونیورسٹی جامع قرطبہ کی پرشکوہ عمارت کے بالکل قریب ہے اور وہاں اب دوبارہ اذان کی آواز سنائی دینے لگی ہے۔ یہ جذباتی منظر اسپین کے شہر قرطبہ میں پورے پانچ سو سال کے بعد دیکھنے میں آیا ہے۔ جب کہ اس اسپین سے ٹھیک پانچ سو سال پہلے ایک ایک مسلمان کو نکال باہر کیا گیا تھا۔

۶۔ محمد اسد (۱۴۱۲ھ ۱۹۹۲ء) نے اپنی مشہور کتاب "اسلام دوراہے پر" جسے انہوں نے ۱۹۳۴ء میں دہلی میں لکھا تھا۔ اس کتاب میں انہوں نے "مستقبل کی ہوش ربا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توقعات'' کے عنوان کے تحت جہاں مغرب کی مادہ پرستانہ تہذیب اور سوویت یونین کے زوال و انحطاط پر گفتگو کی ہے وہیں مستقبل میں اسلام کے عروج وارتقا کے بھرپور امکانات کا جائزہ بھی لیا ہے۔ انہوں نے قدیم مسلمان مصنفین کے برخلاف مغرب کے سامنے معذرت خواہانہ اسلوب اختیار کرنے کے بجائے صاف لفظوں میں لکھا ہے کہ اسلام ایک مکمل اور ہمہ جہتی نظام حیات ہے، جو دنیا کے سارے انسانوں کے لیے کامیاب زندگی کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔

محمد اسد نے اپنی مذکورہ بالا کتاب میں مغربی تہذیب کی مادہ پرستانہ قوتوں کے درمیان دوسری عالمی جنگ کو ایک ایسی ناگزیر کشمکش قرار دیا ہے کہ جس سے بچنا ان قوتوں کے لیے بالکل ناممکن تھا۔

محمد اسد نے اپنی اس کتاب میں اس بات کی پیشین گوئی کی ہے کہ مادی مفاد کے حصول کی کشاکش مغربی و مشرقی دونوں خیموں کو بڑے اندوہناک مصائب سے دوچار کرے گی۔ نتیجتاً مغربی تہذیب اپنی تمام تر چمک دمک کے باوجود زوال کا شکار ہو جائے گی۔ یہی وہ وقت ہوگا جب اہل مغرب کو دوبارہ روحانی حقیقت کی تلاش ہوگی۔ ''اس وقت اسلام کی کامیاب دعوت کے امکانات بڑھ جائیں گے۔'' یہ میرا اپنا تجزیہ ہے۔

مادّی مفاد کے حصول کی کشمکش جس کا ذکر محمد اسد نے اپنی کتاب میں کیا ہے تقریباً ساٹھ سال تک نمایاں طور پر جاری رہی۔ دوسری عالمی جنگ کے بعد اگرچہ مغرب پوری طرح زوال کا شکار تو نہیں ہوا مگر وہ دو خیموں میں بٹ گیا۔ دونوں کی طاقت دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ دونوں آئندہ ایک طویل زمانے تک ایک دوسرے کے ہم پلہ رہیں گے۔

۱۹۹۰ء میں اشتراکی نظام وعقیدہ کے افلاس کے بعد آج مغرب میں روحانی واخلاقی بحران کے خطرے کی علامات بڑی تیز رفتاری سے نمایاں ہو رہی ہیں۔ مسیحیت اپنے مذہبی منصوبے میں تبدیلی لا رہی ہے جسے اس نے منصوبے کی جدید کاری (Modernization Plan) کا نام دیا ہے۔ مگر مسیحیت اپنے اس تمام تر منصوبے کے باوجود مغربی دنیا میں پیدا ہونے والے روحانی واخلاقی بحران پر قابو پانے میں بری طرح ناکام ہے۔

اب اگر مغرب کو اس بحران سے نکلنا ہے تو اسے لازماً اسلام کو اپنانا ہوگا۔ اس لیے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اسلام ہی کے پاس اس کا علاج ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مغرب کے نظریہ سازوں کو اسلام سے متعلق اپنے مفروضوں میں اب شک ہونے لگا ہے۔(۱) جنہیں کبھی انہوں نے دنیا کے سامنے بڑے شد و مد سے پیش کیا تھا۔

تحریک تجدید و احیائے دین کا تسلسل

اسلام کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں خود اس کے اندر سے تجدید و احیا کی تحریک جاری ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ یہ کام ہر دور میں علم نبوت کے حقیقی وارثین کے ذریعہ سے انجام پاتا رہے گا، جو ہر شائبہ سے پاک خالص اسلام کو بغیر حصہ بخرہ کیے مکمل شکل میں لوگوں کے سامنے پیش کریں گے۔ یہی وہ لوگ ہوں گے جو اسلامی تعلیمات کو بلا کسی اِبہام کے واضح طور پر دنیا کے سامنے پیش کریں گے۔ یہ لوگ حدیثِ نبویؐ کے بموجب غلو پسندوں کی تحریفات اور لغو پیشہ لوگوں کے طور طریقوں اور جاہلوں کی تاویلوں سے دینِ اسلام کے روشن چہرے کو پاک وصاف کرتے رہیں گے۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے اس دین کے لیے ایسے مردان حق آگاہ مہیا کیے جو ہر دور میں اس کی تجدید و احیا کا کام کرتے رہے اور امتِ مسلمہ کو بیدار کرتے رہے۔ انہوں نے اسلامی نہج پر بڑے پیمانے پر نسل سازی کی خدمت انجام دی۔ ان کی کوششیں الحمدللہ رائیگاں نہیں گئیں اور نہ ہی اسلامی بیداری کے ثمرات ضائع ہوئے۔ تجدید و احیائے دین کی تحریکیں جیسا کہ بعض لوگوں کا وہم تھا، نہ صدا بصحرا ثابت ہوئیں اور نہ راکھ میں پھونک مارنے کے مصداق رہیں۔ بلکہ اللہ کے فضل اور اس کی توفیق سے ان تحریکوں کے ذریعہ سے سارے دیارِ اسلام اور عالمِ عرب میں ایک عظیم اسلامی بیداری برپا ہوئی۔ اس بیداری کے اثرات دیارِ اسلام سے باہر کی دنیا یعنی مشرق و مغرب کی مسلمان اقلیتوں اور وہاں اقامت پذیر مسلم آبادی پر بھی واضح طور پر پڑے ہیں۔ یہ اسلامی بیداری ایک ایسی شان سے رونما ہوئی ہے کہ اس نے جہاں عقل و خرد کو جھنجھوڑا ہے، وہیں اس نے دلوں کو بھی گرمایا ہے اور عزائم کو مہمیز کیا

(۱) ڈاکٹر مراد ہوپ مین کی کتاب ''اسلام ۲۰۰۰ء'' ص ۱۵۔۱۸، ترجمہ عادل المعلم ناشر دار الشرق، قاہرہ ۱۹۹۰ء

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اسلام پر اعتماد دوبارہ بحال ہوا ہے اور اس کے غلبے کی امیدیں بڑھی ہیں۔ حالاں کہ یہ گمان کرلیا گیا تھا کہ اب اسلام کا جھنڈا ہمیشہ کے لیے سرنگوں ہوگیا ہے، اس کا سایہ سکڑ گیا ہے اور قافلۂ انسانیت کا محض آخری حصہ امت مسلمہ کا مقدر بن چکا ہے۔ اب ہر طرف الحاد ولادینیت ہی کا دور دورہ ہوگا۔

اسلامی بیداری کی روز افزوں دل پذیری اور مقبولیت نے اسلام دشمن قوتوں کی صفوں میں ایک زلزلہ برپا کردیا ہے۔ چنانچہ ان قوتوں نے ہر طرح کی تدبیروں اور گھٹیا سازشوں کے ذریعہ سے اس بیداری کو نیست ونابود کرنے کا بیڑا اٹھالیا۔ یہ باطل قوتیں اسے متہم کرنے کے لیے نت نئے ایسے الزامات تراش رہی ہیں جن سے اسلامی بیداری کا دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ یہ اسلام دشمن قوتیں اسلامی بیداری کو سبوتاژ کرنے کے لیے پوری دنیا کو اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کی دعوت دے رہی ہیں۔ افسوس کہ اسلامی بیداری سے متعلق بعض گروپوں کی نادانی اور ان کے غیر دانشمندانہ اقدامات کے سبب انہیں یہ سب کچھ کرنے اور اپنی ازلی اسلام دشمنی کا حساب چکانے کا ایک نادر موقع ہاتھ آگیا ہے۔ اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ ہمیشہ کے لیے اسلامی بیداری کی راہ روک دینا چاہتی ہے۔

وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝ (الانفال،۸:۳۰)

''یہ لوگ تدبیریں کررہے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی تدبیر کررہا ہے، اور وہ بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔''

دریں اثنا بعض نام نہاد خیر خواہ ایسے بھی ہیں جو اسلامی رَو کو ہلکی کرکے دکھانے اور اسلامی بیداری کی شان کو کم حیثیت کرکے بتانے کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ وہ اسی پر بس نہیں کرتے بلکہ اسلام پسندوں کو لادینی نظام کی طاقت، اس کے قانون اور اس کے نظریۂ حیات کی کامیابی کا خوف بھی دلاتے رہتے ہیں۔ میرے خیال میں ان لوگوں نے حقیقتِ حال کا صحیح اندازہ نہیں کیا یا پھر حقیقت سے واقف ہونے کے باوجود یہ محض نفس پرستی کے باعث تجاہل عارفانہ سے کام لے رہے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی بیداری اور مسلمانوں کی زندگی پر اس کے اثرات

کوئی منصف مزاج عقل مند آدمی اسلامی بیداری کے ان اثرات کا انکار نہیں کر سکتا جو ہماری موجودہ زندگی میں نمایاں ہیں۔ اس بیداری نے جہاں مشرق و مغرب پر اپنے اثرات ڈالے ہیں، وہیں عالمِ اسلام کو بھی اپنے نور سے روشن کیا ہے۔ اسی طرح اس بیداری نے دیارِ اسلام سے باہر دوسرے ملکوں میں رہنے والی مسلمان اقلیتوں کو بھی متاثر کیا ہے۔ خواہ وہ بڑی اقلیت ہو یا چھوٹی اقلیت۔ پھر اس اسلامی بیداری نے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے تارکین وطن مسلمانوں کی زندگیوں میں ایک واضح تبدیلی پیدا کی ہے۔ اسی کا فیض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لاکھوں نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو ہدایت سے نوازا ہے۔

اس بیداری نے جہاں ذہن و دماغ کو اسلام کا حقیقی شعور عطا کیا ہے، وہیں دلوں کو جوشِ ایمانی سے بھی سرشار کیا ہے اور عزم و ارادے کو عملی جامہ پہنایا ہے۔ اس بیداری نے صرف مردوں کو ہی نہیں بلکہ عورتوں کو بھی متاثر کیا ہے۔ نئی نسل کے دل و دماغ میں پائے جانے والے سارے تصورات کو یک لخت بدل کر رکھ دیا ہے۔ انہیں لادینی فکر کے چنگل سے آزاد کرا کے اسلامی فکر کی دولت سے بہرہ ور کیا ہے۔ اسی طرح ان کے اندر سے مغرب کی محبت نکال کر ان کے سینوں کو اللہ اور اس کے رسول کی محبت سے معمور کر دیا اور انہیں مغربی تہذیب کی ذہنی و فکری غلامی سے آزاد کر دیا۔ چنانچہ اس کے نتیجے میں ایک ایسی مسلمان نسل پروان چڑھی جو عقیدہ و شریعت، فکر و عمل اور تہذیب و تمدن ہر لحاظ سے اسلام کی پابند ہے۔ ہمیں امید ہے کہ یہی نصرت الٰہی کی حامل ہوگی۔

اس بیداری نے فکری محاذ پر بھی اپنا سکہ جما لیا ہے۔ آج اسلامی کتب خانے مختلف النوع اسلامی موضوعات پر مشتمل کتابوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ کتابوں کے بازار اور کتابوں کی نمائشوں (Books Exhibitions) میں خرید و فروخت کے اعتبار سے اسلامی کتب کو درجۂ اول کا مقام حاصل ہے۔ اسی طرح اسلامی ثقافت کے مختلف پہلوؤں، معیشت و سیاست، قانون و تربیت اور تاریخ، الغرض اسلامی نقطۂ نظر سے سارے اجتماعی و انسانی علوم

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے متعلق سیکڑوں ''ایم اے اور پی ایچ ڈی'' کے مقالے (Theses) لکھے جا چکے ہیں۔

اسی طرح روزمرہ کے معاملات اور عبادات کے میدان میں بھی اسلامی بیداری کے اثرات نمایاں ہیں۔ مساجد نمازیوں سے بھری نظر آتی ہیں۔ خصوصاً نوجوان نمازیوں کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ حج وعمرہ کے مناسک میں بھی نوجوانوں کی کافی بڑی تعداد نظر آتی ہے۔ اسی طرح بے پردگی کی دلدادہ مسلم خواتین میں اب پردے کے اہتمام کا رجحان خوش دلی کے ساتھ بڑھ رہا ہے۔

معاشی میدان میں بھی اس بیداری نے اپنے وجود کا لوہا منوایا ہے۔ دنیا بھر میں اسلامی بینکوں کا قیام اور اسلامی مالیاتی اداروں کی تاسیس دراصل اسی اسلامی بیداری کا نتیجہ ہے۔ بالخصوص اسلامی دنیا کے سبھی ملکوں میں اس وقت اسلامی بینک یا کم از کم اسلامی بنیاد پر چلنے والے مالیاتی ادارے قائم ہیں۔

اسلامی بیداری سیاسی میدان میں بھی ایک ثابت شدہ حقیقت بن کر ابھری ہے۔ چنانچہ اگر ہم اسلامی ملکوں کی سیاسی صورت حال کا جائزہ لے کر دیکھیں تو ہمیں صاف نظر آئے گا کہ وہاں ایک عظیم عوامی لہر ہے جو مسلسل اسلام کی طرف واپسی اور اسلامی شریعت کے نفاذ کا مطالبہ کر رہی ہے۔ اسی عوامی رو کے نتیجے میں ایران میں شیعی اسلام کی حکومت قائم ہوئی اور سنی اسلام کی حکومت سوڈان میں قائم ہوئی اور قریب تھا کہ الجزائر میں بھی اسلامی حکومت قائم ہو جاتی، مگر افسوس کہ اس کا راستہ روک دیا گیا اور اسے انتخابات کے ثمرات سے فائدہ اٹھانے سے محروم کر دیا گیا۔

• اس بیداری نے باطل قوتوں کے خلاف جہاد میں بھی ایک نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ اسی کا فیض تھا کہ افغانستان میں سویت یونین کی فوجوں[1] پر اور بوسنیا ہرزیگوینا میں سربوں کی وحشت وبربریت پر وہاں کے مجاہدین کو غلبہ حاصل ہوا۔ اسی اسلامی بیداری کے نتیجے میں

(۱) بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہمارے افغان بھائیوں نے دنیا کی ایک عظیم قوت سویٹ یونین پر تو غلبہ پالیا، مگر اپنے نفس کو مغلوب نہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ انہیں ہدایت سے سرفراز کرے اور ان کے آپسی معاملات کو درست فرمائے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلسطینی مزاحمت اور اس کے نوجوانوں اور حماس کے مردان کار نے صیہونی وجود کو لرزہ براندام کر دیا۔ حالاں کہ یہودی ذرائع ابلاغ کے ذریعہ مشہور یہ کیا گیا تھا کہ یہ ایک ایسی حکومت ہے جسے نہ کوئی ہلا سکتا ہے اور نہ اس کی ''افسانوی'' طاقت کو کوئی چیلنج کر سکتا ہے۔

اسلامی بیداری کے یہی وہ مظاہر تھے جن کے باعث اسلام دشمن قوتوں کے اندر ایک بوکھلاہٹ سی پیدا ہو گئی اور ان کی شرپسند طبیعتیں امت مسلمہ کے خلاف حرکت میں آ گئیں۔ اس اسلامی بیداری کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے ہر طرف سازشوں اور مکروفریب کا بازار گرم ہو گیا۔ چنانچہ اسحاق رابین نے دارالبیضاء (مراکش کا دارالسلطنت ہے) کی کانفرنس میں کہا تھا: ہمارے عالمی دشمن تین ہیں: اسلامی بنیاد پرستی، بھکمری اور منشیات۔ حالاں کہ اس کا اصل مقصد اسلامی بنیاد پرستی کے خطرے سے سربراہانِ عالم کو خوف دلانا تھا۔ منشیات اور بھکمری کا ذکر تو اس نے محض اپنی بدباطنی پر پردہ ڈالنے اور لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے کیا تھا۔ اسلامی بنیاد پرستی سے مراد اس کی نظر میں وہی اسلامی بیداری کی لہر ہے جس کا ذکر گذشتہ صفحات میں بڑی تفصیل سے ہو چکا ہے۔

اگرچہ ہم ایک ایسے دور میں جی رہے ہیں جسے اسرائیل اور سامری کا دور کہا جا سکتا ہے۔ اس لیے کہ اس منطقہ (مشرق وسطیٰ) کے سارے حکمراں اسرائیل کی تابعداری میں مصروف ہیں۔ اس نے بڑی مہارت سے عقل عربی کو یہودی سانچے میں ڈھال لیا ہے اور عرب ذرائع ابلاغ پر بھی بڑی ہوشیاری سے یہودی رنگ چڑھا دیا ہے۔ پھر ایسی صورت حال میں اگر ہر عنوان سے اسلامی بیداری، اسلامی دعوت اور اسلامی تحریکوں کے خلاف اعلان جنگ ہو رہا ہے تو آپ کو اس پر تعجب کیوں ہے؟ یہ جو کچھ ہو رہا ہے اِن سب کے پیچھے صرف ایک ہی مقصد کارفرما ہے۔ وہ ہے مشرق وسطیٰ میں اسرائیل کی بقا، اس کی سیادت، اس کی توسیع اور پورے مشرق وسطیٰ پر اس کو قبضہ دلانا۔ ان عزائم کی تکمیل کی راہ میں اگر کوئی رکاوٹ ہے تو وہ اسلامی نظام کی علمبردار قوتیں ہیں، جنہیں راستے سے ہٹانے کی ہر سطح پر کوششیں جاری ہیں۔ لیکن اس کے باوجود انشاء اللہ اسلامی بیداری اور اس کی ہمنوا قوتیں اس سرزمین پر زندہ اور باقی رہیں گی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی رجحان

ایک انتہائی باوزن اور قوی تر رجحان ہے

ہاں! یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ صیہونیت اور اس کی حلیف صلیبیت دونوں ایک دوسرے سے مل کر اسلام اور اس کی بیداری پر ایک کاری ضرب لگانے کے منصوبے بنا رہی ہیں اور اسلام مخالف رجحانات کا اثر و رسوخ بڑھانے کے لیے انھیں ہر طرح کی مدد بہم پہنچا رہی ہیں۔

لیکن اگر ہم ذرا گہری نظر سے اسلامی رجحان اور اس کے مخالف رجحانات کے درمیان طاقت کے توازن کا اندازہ لگائیں تو صاف معلوم ہوگا کہ اسلامی رجحان کا پلڑا جھکا ہوا اور انتہائی وزنی ہے۔ یہ اللہ کا بڑا فضل ہے!

(الف) اسلام کے ذریعہ سے ہمارے پاس ایک ایسی بھاری قوت بہم ہے جو کسی بھی خارج سے درآمد رجحان کو حاصل نہیں ہے۔ اسلام کے پیچھے حقیقت میں مسلم عوام کا ایک جم غفیر ہے، جنہیں اپنے رب کی ذات، قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی پر یقین کامل حاصل ہے۔ ان کی نگاہ ایک ایسے قائد کی منتظر ہے جو اللہ کے نام سے سنت رسولؐ کے مطابق اس کی رہنمائی کرے۔ وہ اس مطلوبہ قیادت کی موجودگی میں اپنا مال برضا و رغبت خرچ کرنے اور ہر طرح سے اپنی جان کی بازی لگانے کو تیار بیٹھے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ امت اپنی فطرت کے لحاظ سے دین پسند واقع ہوئی ہے اور اس کی روشن تاریخ بھی اس پر گواہ ہے۔ حقیقت میں دین اسلام ہی اس کی اصل شناخت ہے۔ یہی اس کی صلاحیتوں کو جلا بخشنے والا،

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی جانبازیوں کو نکھارنے والا اور اس کے غلبہ واستعلا کا اصل راز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ امت دین کے نام پر بڑی تیزی سے لپکتی اور اس کی گرویدہ ہو جاتی ہے۔ اس کے مقابلہ میں غاصبوں اور قابضوں کے ذریعہ سے درآمد شدہ دعوتوں اور نظریات میں اس کے لیے کوئی کشش اور رغبت نہیں ہوتی ہے۔

دین اسلام کے لیے امت مسلمہ کے اندر پائے جانے والے جوش وجذبے کا ایک شاندار عملی مظاہرہ ۱۰؍ رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ (۶؍۱۰؍۱۹۷۳ء) کو اسرائیل کے خلاف جنگ کے موقع پر ہم دیکھ چکے ہیں۔ نعرۂ تکبیر ''اللہ اکبر'' کا اثر پورے میدانِ جنگ پر چھایا رہا۔

(ب) ہمارے پاس ایک ٹھوس اور مستحکم نظام زندگی ہے اور اسی کے ہم داعی ہیں۔ یہ اسلامی تہذیب اس کے عظیم اور دائمی اصول ومبادی کی شکل میں ہمارے پاس موجود ہے۔ اسلامی نظام کی صورت میں ہم ایک ایسی قوت کے مالک ہیں جو اپنی وسعت، گیرائی و گہرائی اور حسن تاثیر کے اعتبار سے یگانہ و یکتا ہے۔ اسلام ایک ایسا عقیدہ دیتا ہے جو انسان کی عقل کو مخاطب کرتا ہے اور عبادت کا ایک ایسا نظام عطا کرتا ہے جس سے نفس انسانی کا تزکیہ ہوتا ہے۔ اسلام انسان کے اندر ایسے اخلاق فاضلہ پیدا کرنا چاہتا ہے جو اس کی فطرت سے ہم آہنگ ہوں۔ اسلام انسانی معاشرے کو ایسے احکام دیتا ہے جس سے توازن اور عدل وانصاف کا قیام ممکن ہوتا ہے اور جن کے ذریعہ سے معاشرے سے برائیوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور بھلائیاں عام ہوتی ہیں۔ یہ احکام ایسے ہیں جو ہر صاحب حق کے حقوق کی پاسداری کی ضمانت فراہم کرتے ہیں۔ ان احکام کے زیر سایہ پروان چڑھنے والے معاشرے میں فرد، معاشرے کے کمزور لوگوں کے مقابلہ میں سرکشی اختیار نہیں کرتا۔ جو کہ سرمایہ دارانہ نظام کا خاصہ ہے۔ یہ احکام معاشرے کو اس بات کی اجازت ہرگز نہیں دیتے کہ وہ فرد کے حقوق غصب کرلے۔ جیسا کہ مارکسزم کا فلسفہ اسے روا رکھتا ہے۔ اسلامی نظام فطری مساوات پر مبنی ایک ایسا متوازن معاشرہ قائم کرتا ہے، جس میں فرد اور معاشرے میں حقوق کی رسہ کشی کی بجائے دونوں ایک دوسرے کی تکمیل کا ذریعہ بنتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کی طاقت کی سب سے نمایاں علامت یہ ہے کہ وہ انسان کا وضع کردہ نہیں ہے، بلکہ یہ ایک ایسا نظامِ حیات ہے جو رب العالمین کی جانب سے نازل ہوا ہے۔ اسلامی نظام کی یہی وہ بنیادی خصوصیت ہے جس کے باعث وہ ہر طرح کی افراط وتفریط اور نقائص سے پاک ہے۔ جب کہ انسان کے خود اپنے وضع کردہ نظام میں یہ ساری خرابیاں ہمہ آن اور بدرجۂ اتم پائی جاتی ہیں۔

اس نظام کی یہی وہ امتیازی شان ہے جس کی وجہ سے اسے قبول عام حاصل ہے۔ لوگ اس کی برضا ورغبت پیروی کرتے ہیں۔ انھیں اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ وہ اس نظام کی پیروی کر کے دراصل اپنے رب کی اطاعت کرتے ہیں، جو ان کا خالق ہے، جس نے انہیں ہر طرح کی نعمتوں سے نوازا ہے اور جس کی رحمت ہمہ آن ان پر سایہ فگن ہے۔ اسلامی نظام کی پیروی کر کے وہ اللہ ہی سے اجر پانے کی امید کرتے ہیں اور اسی کی سزا سے خوف زدہ رہتے ہیں۔ جب کہ انسان کے وضع کردہ نظام کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ لوگ اس نظام کی پیروی محض دنیوی خوف وطمع کے جذبے سے کرتے ہیں اور حتی المقدور اس کی گرفت سے آزاد ہونے کی کوشش میں بھی لگے رہتے ہیں۔ جیسے ہی کوئی موقع ہاتھ آیا اس کے جوئے تلے سے بھاگ نکلتے ہیں۔

امت مسلمہ کے اندر اسلامی نظام کی حمایت کا جو مجموعی طور پر رجحان پایا جاتا ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ اسلام اس امت کے دل کی آواز ہے۔ یہ کوئی ایسا نظام نہیں ہے جسے باہر سے لاکر امت پر تھوپا گیا ہو یا کہیں سے جبراً اس کے سر آپڑا ہو اور اسے قبول کرنے کے لیے یا اس کے تلخ گھونٹ کو حلق سے نیچے اتارنے کے لیے کسی مادی اور نفسیاتی دباؤ کی ضرورت محسوس ہو۔

(ج) اسلامی نظام کے اندر جس طرح یہ پنہاں قوتیں موجود ہیں، اسی طرح امتِ مسلمہ کے اندر بھی اَتھاہ پوشیدہ قوتیں پائی جاتی ہیں۔

چنانچہ ہم تاریخ کے صفحات میں اس بات کا مشاہدہ کر چکے ہیں کہ امتِ مسلمہ کی یہی پوشیدہ قوتیں جب دھماکہ خیز ہوئیں تو حطّین (جگہ کا نام ہے) میں صلیبیوں کے پرخچے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عین جالوت میں تاتاریوں کی قوت پارہ پارہ ہو کر رہ گئی۔ لُوئیس[1] نہم کو منصورہ (دار ابن لقمان) میں گرفتار کر لیا گیا۔

امت مسلمہ کی قوت

ہماری ملتِ اسلامیہ جن قوتوں کی مالک ہے وہ نہ معمولی ہیں اور نہ بے وقعت ہیں۔ اگر امتِ مسلمہ ان کو اچھے ڈھنگ سے کام میں لائے اور اُن سے بھرپور استفادہ کرے تو یہ انتہائی عظیم اور ہوش ربا قوت بن سکتی ہیں۔

ا۔ افرادی قوت

سب سے پہلی قوت عددی اور افرادی قوت ہے۔ آج ہماری ملتِ اسلامیہ کے پاس ایک ارب پچیس کروڑ سے زائد افرادی قوت ہے جو عقیدۂ توحید پر ایمان رکھتی ہے۔ یہ تعداد دنیا کے چھ برِّ اعظموں میں پھیلی ہوئی ہے۔

یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ اصل اعتبار کیفیت کا ہوتا ہے نہ کہ کمیت کا۔ لیکن اس حقیقت کے باوجود کمیت اور عددی قوت کی بھی اپنی جگہ ایک اہمیت ہے۔ اس کا مشاہدہ ہم مغربی تجزیہ نگاروں کی رپورٹوں میں آئے دن کرتے رہتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کی روز افزوں تعداد سے کس قدر خوفزدہ ہیں۔ دوسری جانب وہ اپنے یہاں ایک مدت سے افزائشِ نسل میں خوفناک حد تک کمی کے باعث انتہائی بے چین و پریشان دکھائی دیتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ کثرتِ تعداد فی نفسہ ایک عظیم نعمت ہے۔ کیوں کہ کسی بھی معاشی اور تہذیبی برتری کے لیے اسے ایک لازمی شرط کی حیثیت حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف قومیں اپنی کثرتِ تعداد ظاہر کرنے کے لیے باہم مل کر بلاک (Block) بناتی ہیں۔ حالاں کہ ان کے درمیان رنگ و نسل، زبان و مذہب اور تاریخی روایات کا اختلاف پایا جاتا ہے۔

---

(۱) Lauis Nine فرانس کا مشہور بادشاہ ہے جس نے عالم اسلام میں دو صلیبی حملوں کی قیادت کی تھی۔ ۱۲۴۹ء میں مصر کے شہر دمیاط تک پہنچ گیا تھا۔ وہ ۱۲۵۰ء میں منصورہ کے معرکہ میں گرفتار ہوا۔ ۱۲۷۰ء میں تیونس میں طاعون کے مرض میں فوت ہوا" بحوالہ المنجد فی الاعلام" (مترجم)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن میں بھی اللہ تعالیٰ نے تعداد کی کثرت کو بطور انعام واحسان کے ذکر فرمایا ہے:

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ (الاعراف،۷:۸۶)

''اور یاد کرو وہ وقت جب تم عددی لحاظ سے بہت کم تھے، پھر اللہ نے تمہاری تعداد بڑھا دی۔''

ایک شاعر اپنے قبیلے کی کثرتِ تعداد پر فخر کرتے ہوئے کہتا ہے:

مَلَاْنَا الْبَرَّ حَتّٰی ضَاقَ عَنَّا
وَ نَحْنُ الْبَحْرَ نَمْلَؤُهٗ سَفِيْنَا

''ہم نے خشکی کو بھر دیا، یہاں تک کہ اس میں ہماری تعداد کے لیے سمائی نہ رہی۔
اور ہم سمندر کو اپنی کشتیوں سے بھر دیں گے۔''

۲۔ مادی اور اقتصادی قوت

دوسری اہم قوت مادی اور اقتصادی قوت ہے۔ ہماری ملتِ اسلامیہ بے پناہ معدنیات اور وافر مقدار میں زیرِ زمین دولت کے ذخائر کی مالک ہے۔ مزید یہ کہ زمین کے اوپر بھی بے حد وحساب دولت کے ذخائر موجود ہیں۔ امتِ مسلمہ کے پاس ایسے بحری وسائل ہیں جو کسی دوسری قوم کو حاصل نہیں ہیں۔

ہمارے پاس وادیوں اور ہموار میدانوں کی شکل میں سرسبز وشاداب زمینوں کا ایک وسیع رقبہ ہے۔ ہمارے پاس پہاڑ اور چٹانیں ہیں۔ ہمارے پاس چھوٹے بڑے ہر طرح کے سمندر ہیں۔ ہمارے پاس بڑے بڑے دریا، چشمے اور کنوئیں ہیں۔ ہمارے یہاں زیرزمین پانی کا ذخیرہ ہے اور ایسی اہم معدنیات ہیں جن کی ساری دنیا کو ضرورت ہے۔ ہماری اہمیت کے لیے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ ہمارے پاس دنیا کے ذخیرۂ تیل کا بڑا حصہ پایا جاتا ہے۔

اسی طرح ہمارے جغرافیائی محلِ وقوع کی بھی بڑی قدر وقیمت ہے: اسٹراٹیجی اور تہذیبی اعتبار سے یہ براعظموں کا سنگم اور تہذیبوں کا سرچشمہ ہے۔ تمام عظیم آسمانی پیغامات

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(تورات، انجیل اور قرآن کی شکل میں) اسی خطے میں نازل ہوئے۔ یہی خطہ دنیا کے تین بڑے مذاہب کا گہوارا رہا ہے۔

۳۔ روحانی قوت

امتِ مسلمہ کے پاس ایک عظیم روحانی قوت بھی ہے۔ یہ دراصل اسلام کے اس ابدی اور عالم گیر پیغام کا فیض ہے جس پر وہ ایمان رکھتی ہے۔ اسی اسلامی پیغام کی وہ داعی ہے۔ اس کی زندگی و موت سب اسی پیغام سے وابستہ ہے۔ اسلام کا یہی وہ آخری پیغام ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے سلسلۂ نبوت ورسالت کو ختم کیا ہے۔

یہی وہ خالص ربانی پیغام ہے، جس کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور اللہ ہی کی رضا اسلام کا منتہائے مقصود بھی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦٢﴾

(الانعام، ۶:۱۶۲)

''کہو، میری نماز، میری ساری عبادتیں، میرا جینا اور مرنا، سب کچھ اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔''

ہم مسلمان دنیا میں وہ واحد قوم ہیں، جس کے پاس ایک ایسا عہد نامۂ الٰہی ہے جو انسانیت کے نام اللہ کے آخری کلمات پر مشتمل ہے۔ جو ہر طرح کی تبدیلی وتحریف سے محفوظ ہے۔ یہ عہد نامہ قرآن کریم کی شکل میں ہمارے پاس موجود ہے۔ یہ ایک ایسی مقدس کتاب ہے جس میں آگے پیچھے کسی بھی جانب سے باطل کی آمیزش ناممکن ہے۔

اسلام کے پیغام کی بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ وہ ساری دنیائے انسانیت کو مخاطب کرتا ہے اور انسانی زندگی کے سارے مسائل کا ایک واضح حل پیش کرتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (النحل، ۱۶:۸۹)

''اور (اے محمدؐ!) ہم نے تم پر ایسی کتاب نازل کی ہے جو ہر چیز کی صاف صاف

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وضاحت کرنے والی ہے۔''

اسلام ایک ہمہ گیر اخلاقی نظام کا بھی حامل ہے۔ چنانچہ پیغمبرؐ اسلام کا مشہور قول ہے:

''مجھے مکارم اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث کیا گیا ہے۔''

اسلام کے پیغام کی ایک اہم خصوصیت اس کی آفاقیت اور عالم گیریت ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۝ (الانبیاء،۲۱:۱۰۷)

''اور (اے محمدؐ!) ہم نے تم کو سارے عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔''

اسلام کو اپنے حقیقت پسندانہ نقطۂ نظر کے باعث دوسرے تمام مذاہب کے مقابلہ میں ایک امتیازی مقام حاصل ہے۔ اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جس میں تمام انسانی ضروریات کی رعایت رکھی گئی ہے، ان سے متعلق احکام دیے گئے ہیں اور انسان کی معذوریوں اور مجبوریوں کا لحاظ کرتے ہوئے رخصتوں اور تخفیف کو مشروع قرار دیا گیا ہے۔

اسلام کو اپنی اقتصادی مساوات اور اعتدال پسندی کے سبب سے دوسرے تمام مذاہب اور نظریہ ہائے حیات کے درمیان ایک امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا (البقرۃ،۲:۱۴۳)

''اور اسی طرح ہم نے تمھیں ایک درمیانی امت بنایا ہے۔''

اسلام روح اور مادہ، عقل وقلب، دین ودنیا اور حقوق وواجبات کے درمیان ایک بے مثال توازن قائم کرتا ہے۔ اسلام دنیائے انسانیت کو ایک ایسا متوازن نظامِ زندگی عطا کرتا ہے جس کے زیر سایہ نہ کسی کے لیے دوسروں کے ساتھ سرکشی کا موقع رہتا ہے اور نہ کسی کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ باقی رہتا ہے۔

آج دنیا اسلام کے پیغام کی سب سے زیادہ محتاج ہے۔ کیوں کہ اسلام ہی وہ واحد نظریۂ حیات ہے جو انسانی دنیا کو مادّہ پرستانہ نظام کے ظلم وستم اور بے لگام مفاد پرستانہ ذہنیت سے نجات دلا سکتا ہے۔ یہی وہ روحانی نظام ہے جو دنیا کو حیا سوز اباحیت کے چنگل سے آزاد

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کرا سکتا ہے۔یہی وہ پیغام ہے جو انسانیت کو خوف و بے چینی اور غم و مایوسی کے دور سے نکال کر امن وسکون اور خوشی ومسرت سے ہمکنار کرسکتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

اسلام اور امتِ مسلمہ کے اندر موجود قوت کے سلسلہ میں اغیار کا انتباہ

ہم مسلمانوں کو بسا اوقات اپنے دین کے اندر موجود قوت کا احساس نہیں ہوتا۔لیکن اغیار جو امتِ مسلمہ اور اسلام کی طبیعت کا مطالعہ کرنے والے ہیں وہ اس حقیقت سے پوری طرح آگاہ ہیں کہ ہماری امت کس قدر طاقت وقوت کی مالک ہے۔وہ ہماری طاقت کا ہر وقت حساب لگاتے رہتے ہیں اور امتِ مسلمہ کی بیداری سے ہمہ آن اندیشہ میں گھرے رہتے ہیں۔جیسا کہ پروفیسر گِب (Gibbe) نے اپنی کتاب ''گوشۂ اسلام'' میں لکھا ہے:

''اسلامی تحریکیں بالعموم اتنی برق رفتاری سے ترقی کرتی ہیں کہ لوگ حیرت زدہ رہ جاتے ہیں اور یکا یک یہ تحریکیں ایسی دھماکہ خیز صورت اختیار کر جاتی ہیں کہ مبصرین ان کی علامتوں کو بھی تاڑ نہیں پاتے ہیں۔یہی وہ چیز ہے جو ان تحریکوں کے معاملہ میں شک وریب کو جنم دیتی ہے۔ان اسلامی تحریکوں کے عزائم کی تکمیل کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ قیادت کا فقدان ہے۔آج ان تحریکوں کو اپنی منزلِ مقصود تک پہنچنے کے لیے پھر کسی صلاح الدین کی ضرورت ہے۔''

ایک جرمن سیاح پول اِشمد (Paulschmidit) نے تو خاص اسی موضوع پر باقاعدہ ایک کتاب ہی لکھ ڈالی۔اس کتاب کا نام ''اسلام مستقبل کی طاقت'' ہے۔یہ کتاب ۱۹۳۶ء میں شائع ہوئی۔اپنی اس کتاب میں وہ لکھتا ہے کہ مشرق کی اسلامی دنیا میں طاقت کی بنیادیں تین عوامل پر منحصر ہیں:

۱۔اسلامی نظام اور اسلامی عقیدے کی طاقت،ان آدرشوں کی طاقت جو اسلام کے فیض سے لوگوں کی زندگیوں میں ظاہر ہوتے ہیں اور مزید برآں اس مواخات و بھائی چارے کی طاقت جو اسلام مختلف رنگ ونسل اور تہذیب وثقافت کے ماننے والوں کے درمیان قائم کرتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ اسلامی دنیا میں طاقت کا دوسرا بڑا عامل (Factor) قدرتی مالی وسائل کی فراوانی ہے۔ قدرتی ذخائرِ دولت سے مالا مال یہ خطہ بحرِ اوقیانوس سے مغرب کی جانب مراکش کی سرحد سے ہوتا ہوا بحر الکاہل کی جانب اور مشرق میں انڈونیشیا کی سرحدوں تک پھیلا ہوا ہے۔ یہ متعدد وسائلِ دولت عالمِ اسلام کو بڑی آسانی سے ایک صاف ستھری اور طاقت ور اقتصادی یونٹ میں تبدیل کر کے اسے خود انحصاری کی پالیسی پر گامزن کر سکتے ہیں۔ اگر مسلم ملکوں کے درمیان ایک دوسرے سے قربت اور باہمی تعاون کی فضا پیدا ہو جائے تو مسلمانوں کو کسی معاملہ میں یورپ یا دوسرے مغربی ممالک کی طرف دیکھنے کی قطعی کوئی ضرورت نہ ہوگی۔

۳۔ اسلامی دنیا میں طاقت کا تیسرا عامل جس کا اس نے اظہار کیا ہے یہ ہے کہ مغربی دنیا کے لوگوں کے مقابلے میں مسلمانوں کے پاس افزائشِ نسل کی صلاحیت زیادہ ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی عددی قوت میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ (۱)

اس کے بعد وہ لکھتا ہے کہ اگر یہ تین قوتیں ایک ساتھ جمع ہو گئیں اور مسلمانوں کے درمیان توحیدِ الٰہی اور وحدتِ عقیدہ کی بنیاد پر مواخات قائم ہو گئی اور ان کے قدرتی وسائلِ ثروت ان کی روز افزوں تعداد کی ضرورت کے لیے کافی ہو گئے تو اس وقت اسلامی خطرہ پورے یورپ کو فنا کے گھاٹ اتارنے کے لیے ایک خطرناک الارم ثابت ہوگا۔ ایک ایسے خطے سے اس کی عالمی سیادت کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہو جائے گا جو خطہ سارے عالم کے لیے مرکزی حیثیت کا حامل ہے۔ (۲)

پول اشمد نے مذکورہ بالا تینوں عوامل کو سرکاری اعداد و شمار کے ساتھ بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے اور اپنی معلومات کی حد تک عقیدۂ اسلامی کی اثر انگیزی اور اس کی جوہری صلاحیت پر بھرپور روشنی ڈالی ہے۔ اس بات کا جائزہ لیا ہے کہ اسلامی تاریخ میں مسلمانوں کو دشمن کے

---

(۱) عالمِ اسلام میں جو لوگ ضبطِ ولادت کا قانون نافذ کرنے کا مطالبہ کر رہے ہیں، انہیں کان کھول کر سن لینا چاہیے۔ (القرضاوی)

(۲) پول اشمد نے یورپ کو اسلامی خطرے سے اس وقت آگاہ کیا تھا جب پورے عالمِ اسلام پر یورپی ممالک کا قبضہ تھا۔ (مترجم)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاف مجتمع کرنے اور ان کے درمیان باہمی ربط و تعلق بڑھانے میں عقیدۂ اسلامی کا کیا رول رہا ہے۔ یہ سب کچھ لکھنے کے بعد وہ مغرب کی مسیحی قوموں اور حکومتوں کو مشورہ دیتا ہے کہ وہ آپس میں ایک ہو کر رہیں اور ایک بار پھر ایسی صلیبی جنگ کی تیاری کریں جو اپنی ظاہری ہیئت کے لحاظ سے ماضی سے بالکل مختلف اور عصری تقاضوں سے بالکل ہم آہنگ ہو۔ مگر یہ جنگ بھرپور اور فیصلہ کن انداز میں ہو۔

اسی طرح روبرٹ بین اپنی کتاب ''مقدس تلوار'' (Holy Sword) کے پیش لفظ میں اہلِ یورپ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتا ہے: ہمیں عرب قوم کے مزاج کا اچھی طرح جائزہ لینا چاہیے اور ان کے افکار و معتقدات کا بڑی گہرائی سے مطالعہ کرنا چاہیے۔ کیوں کہ یہ عرب قوم ماضی میں پوری دنیا پر حکمرانی کر چکی ہے اور یہ دوبارہ کبھی بھی اس پر حکمراں بن سکتی ہے۔ اس لیے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سینے میں جو شعلہ روشن کیا تھا اس کی روشنی ابھی تک مدھم نہیں ہوئی ہے۔ اسی وجہ سے یہ یقین ہوتا ہے کہ عقیدۂ اسلامی کا شعلۂ تاباں کبھی بجھ نہیں سکتا ہے۔ میں نے یہ کتاب اس لیے لکھی ہے کہ اہلِ مغرب کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ عرب قوم کے ذہن وفکر کا اصل سرچشمہ کیا ہے اور اس کے سوتے کہاں سے پھوٹتے ہیں۔ میں نے اپنی کتاب کا نام اس دُودھاری تلوار کے نام پر رکھا ہے جس کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ بدر میں اپنی فتح کی یادگار کے طور پر حاصل کیا تھا۔ چنانچہ تلوار ہی ان کے سامراجی عزائم کی علامت بن گئی۔

اس بات سے قطعِ نظر کہ روبرٹ بین کی یہ گفتگو اسلام اور مسلمانوں کے متعلق کس قدر بغض و عناد سے پُر ہے اور اس کا سینہ اسلام دشمنی سے کتنا بھرا ہوا ہے۔ اس سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ اغیار کی نگاہ میں مسلمانوں کی قوت و شوکت کا کیسا رعب و دبدبہ ہے۔ سویت یونین (سرخ خطرے) کے زوال اور چین (زرد خطرے) سے دوستی و قربت کی پینگیں بڑھانے کے بعد مغرب کے نظریہ ساز اسلام کو سبز خطرے کا نام دے رہے ہیں۔ حالاں کہ اسلام دنیائے انسانیت کے لیے خطرہ نہیں بلکہ ایک نظام رحمت ہے۔ اگر اسلام خطرہ ہے تو صرف ان قوتوں کے لیے ہے جو پوری دنیا کو الحاد و لادینیت، فساد و بگاڑ اور اخلاقی بے راہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روی کی قید میں لانا چاہتی ہیں اور سارے بنی نوعِ انسان کو اپنا غلام و باج گزار بنا لینے کے درپے ہیں۔

اگر آپ اسلام کے اندر موجود اس کی اس ذاتی قوت کا مشاہدہ کرنا چاہتے ہیں تو ترکی کی مثال کو اپنے سامنے رکھیں۔ یہ وہی ترکی ہے جسے کمال اتاترک اور اس کی پارٹی نے اسلامی تہذیب وثقافت، اخلاق و روایات اور احکام و تعلیمات سے حتی کہ ہر وہ چیز جس کا ادنیٰ تعلق بھی اسلام سے ہو اس سے بالکل بے گانہ اور بے تعلق کر دینے کی ٹھان لی تھی۔ عورتوں کے لیے برقع پہننا تو کجا سر ڈھکنے تک کی بھی اجازت نہیں تھی۔ مردوں کے لیے ہیٹ سے سر ڈھکنا لازم قرار دیا گیا۔ عربی رسم الخط اور حروف کے استعمال پر پابندی عائد کر دی گئی۔ اس کی جگہ لاطینی رسم الخط کو رائج کیا گیا۔ عربی زبان میں گفتگو حتی کہ اذان میں عربی الفاظ کے استعمال کو بھی از روئے قانون ممنوع قرار دے دیا گیا۔ مسلمان عورت کے لیے کسی یہودی یا عیسائی سے نکاح کو جائز ٹھہرایا گیا۔ وراثت میں مرد اور عورت کا حصہ مساوی کر دیا گیا۔ غرضیکہ ترکی میں رائج اسلامی قوانین کو جسم و روح ہر اعتبار سے بدل ڈالا گیا۔ یہاں تک کہ اسلام کے شخصی اور عائلی قوانین کے لیے بھی کوئی گنجائش باقی نہیں رکھی گئی۔ اسلامی اور عربی ثقافت کو وہاں سے نکال باہر کیا گیا۔ اس کے علمبرداروں کے خلاف جنگ چھیڑ دی گئی، بلکہ ان سے بھرپور نبرد آزمائی ہوئی اور انہیں ایک ایک کر کے قتل کر دیا گیا۔ کمال اتاترک کی اس فتنہ سامانی کو دیکھتے ہوئے لوگوں نے یہ گمان کر لیا کہ اب ترکی میں اسلام کا سورج ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا اور ترک قوم کو اسلام کی ٹھنڈی چھاؤں میں زندگی گزارنے کا اب کبھی بھی موقع میسر نہ آئے گا۔ اس میں شک نہیں کہ جمود و تعطل کی یہ صورت حال کئی دہائیوں تک باقی رہی۔ لادینیت کی یہ طویل مدت اس بات کے لیے کافی تھی کہ ترک قوم کے سینوں سے اسلامی حِس ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے اور ان کے دل اسلام کے مستقبل سے ہمیشہ کے لیے مایوس ہو جائیں۔

لیکن مشاہدہ یہ بتا رہا ہے کہ کمال اتاترک اور اس کے ٹولے کی ہزار ناپاک کوششوں کے باوجود ترک قوم کے سینوں میں پوشیدہ اسلام مر نہیں سکا۔ ہاں البتہ کچھ مدت کے لیے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عارضی طور پر اس پر جمود و تعطل یقینا طاری ہو گیا تھا۔ لیکن جیسے ہی ذرا ساز گار فضا اسے ملی فوراً ہی وہ ایک مؤثر قوت بن کر ترکی کے افق پر نمایاں ہو گیا۔ اب آئے دن ہم ترکی سے متعلق خوش آئند خبریں اخبارات میں پڑھ رہے ہیں۔ ریڈیو و ٹیلی ویژن کے ذریعہ سے دیکھ اور سن رہے ہیں کہ وہاں کے باشندوں میں دینی رجحان روز بروز بڑھ رہا ہے۔ لادینیت و اباحیت سمٹتی جارہی ہے اور اسلامی ذوق و رجحان کے مقابلہ میں ان کی آوازیں برابر پست ہوتی جارہی ہیں۔ حالاں کہ الحاد و اباحیت کی پشت پر بے پناہ مادّی وسائل ہیں اور غیر معمولی لاتعداد لٹریچر ہے۔ الحاد و اباحیت کے علمبرداروں کو اندر اور باہر سے پوری مدد بھی مل رہی ہے۔ لیکن اس کے باوجود ترکی میں ہزاروں ایسے مدارس کھل گئے جہاں قرآن اور دوسرے دینی علوم کی باقاعدہ تعلیم ہو رہی ہے۔ ہر طرف مساجد کی تعمیر ہو رہی ہے۔ اسلامی کتابوں کی طباعت واشاعت کا کام تیزی سے جاری ہے۔ اس طرح اسلام ایک غالب رجحان کی شکل میں پورے ترکی میں نمایاں ہو رہا ہے اور عام لوگوں کی زندگی میں اس کے اثرات واضح طور پر نظر آ رہے ہیں۔

ترکی میں اسی دینی بیداری کا نتیجہ تھا کہ وہاں کی اسلامی پارٹی (رفاہ) نے تمام تر دشواریوں اور رکاوٹوں کے باوجود ترکی کی پارلیمنٹ میں قابلِ لحاظ اکثریت حاصل کر لی اور ترکی کے پارلیمان میں سب سے بڑی پارٹی کی شکل میں ابھری ہے۔[1]

ہم اس سے پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ امت پر دینِ اسلام اور اس کی اثر آفرینی کا سب سے بڑا اعجاز یہ ہے کہ جب یہ دین اور اس کے ماننے والے بری طرح مصائب و آلام میں گھر جاتے ہیں۔ ہر چہار جانب سے خطرات کے بادل منڈلانے لگتے ہیں۔ ان خطرات

(۱) یہ بات اس وقت کی ہے جب رفاہ پارٹی نے نجم الدین اربکان کی قیادت میں ترکی کے پارلیمانی انتخابات میں حصہ لیا تھا۔ لیکن جب رفاہ پارٹی پر پابندی لگ گئی تو اس کے بعد فضیلت پارٹی بنی۔ پھر جب اس پر بھی پابندی لگی تو ترکی کے اسلام پسندوں نے انصاف اور ترقی (Justice and Development) کے نام کی پارٹی بنائی اور اس پارٹی نے نومبر ۲۰۰۲ء میں ۵۵۰ سیٹوں والی پارلیمان میں ۳۶۳ نشستیں حاصل کر کے ترکی کی تاریخ میں ایک ریکارڈ قائم کر دیا۔ (مترجم)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بچ نکلنے کی ساری راہیں بظاہر مسدود دکھائی دیتی ہیں۔ اعوان وانصار کی تعداد بھی کم ہو جاتی ہے۔ ایسے نازک اور پُرخطر حالات میں اسلام ایک عظیم طاقت بن کر دنیا کے نقشے پر نمودار ہوتا ہے۔ اس کی بلندی اور گہرائی و گیرائی اور اس کے پیروؤں کی سخت جانی کا عالم یہ ہوتا ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کے لیے برے دن دیکھنے کی منتظر آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جاتی ہیں۔

یہی وہ وقت ہوتا ہے جب اسلام کا معجزہ ظاہر ہوتا ہے اور ملت اسلامیہ کے تن مردہ میں جان آجاتی ہے۔ اس کی رگوں میں دمِ قوت رواں دواں اور موجزن ہو جاتا ہے۔ پھر حق کے سپاہی طوفانی ہواؤں کی طرح آگے بڑھتے ہیں اور خرمنِ باطل کو جلا کر خاکستر کر کے رہتے ہیں۔ حق کے علمبرداروں کی اس ہلچل سے خوابیدہ لوگ نیند سے بیدار ہو جاتے ہیں۔ بزدلوں کے اندر ہمت وحوصلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ کمزور لوگ باطل کے مقابلہ کے لیے توانا وقوی ثابت ہوتے ہیں۔ صفِ اسلامی سے برگشتہ لوگ دوبارہ آ کر صف میں شامل ہو جاتے ہیں۔ اس طرح امتِ مسلمہ کا افتراق وانتشار ایک بار پھر جماعت واجتماع کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ پھر مختلف علاقوں سے پیہم جمع ہونے والے یہ حق کے سپاہی ایک ایسے سیل بلاخیز کے مانند نظر آنے لگتے ہیں جو اپنے راستے کی ساری رکاوٹوں اور سارے بند کو بہا لے جاتا ہے۔

داعیانِ اسلام اور ان کو پیش آنے والی آزمائشیں

آج دنیا بھر میں داعیانِ اسلام کو جن شدید ترین آزمائشوں سے دوچار ہونا پڑ رہا ہے۔ جس طرح کے مصائب وآلام کے پہاڑ ہر جگہ ان پر توڑے جا رہے ہیں۔ ان کو دیکھ کر بعض کوتاہ بیں یہ سوال کرتے ہیں کہ ایسے مظلوم ومطرود اور مصیبت زدہ لوگوں سے کون اس کی امید کر سکتا ہے کہ کبھی ان کو بھی اس دنیا میں کچھ کرنے کا موقع ملے گا؟ یا ان کا علم بھی کبھی دنیا میں بلند ہوگا؟ یا جس اسلامی نظام کے یہ داعی ہیں وہ اس انسانی دنیا میں کبھی غالب آسکے گا؟ جس پیغام کو لے کر یہ اٹھے ہیں کیا وہ لوگوں کے دلوں میں جگہ پا سکے گا، جب کہ یہ لوگ ظلم وجور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے شکنجوں میں بری طرح جکڑے ہوئے ہیں؟ اس قسم کے معترضین اور اندیشوں کے گرفتار لوگوں کے لیے ہمارا جواب یہ ہے۔

بلا شبہ داعیان اسلام کو پیش آنے والی جن آزمائشوں کا آپ لوگ ذکر کر رہے ہیں وہ بالکل برحق ہیں۔ لیکن یہ آزمائشیں ان داعیان حق کی کمزوری اور موت کی علامت نہیں، بلکہ یہ تو عین دلیل حیات ہیں۔ ان کی فعالیت قوت ونشاط کی علامت ہیں کیوں کہ تن مردہ پر نہ چوٹیں لگائی جاتی ہیں اور نہ اسے ایذا ہی پہنچائی جاتی ہے۔ چوٹیں تو ہمیشہ زندہ وفعال اور جاں باز جسموں پر لگائی جاتی ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کو نوع بنوع کی اذیتوں کا نشانہ بھی بننا پڑتا ہے۔

بلا شبہ آزمائشیں دعوت اسلامی کی راہ کے سنگ میل (Mile Stone) ہیں۔ اگر کسی دعوت کے علمبردار ظلم کی بھٹی میں تپائے نہیں جاتے۔ اس کے داعیوں کو اذیت ناکیوں سے سابقہ پیش نہیں آتا تو سمجھ لیجیے کہ وہ ایک بے وقعت اور بے جان دعوت ہے یا کم از کم اس کے داعی بالکل پھُسپھسے اور مردہ ہیں۔

پھر یہ آزمائشیں اور یہ ظلم وستم اس بات کی دلیل ہیں کہ اسلام ایک زندہ نظریۂ حیات ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اسلام کی معرکہ آرائیوں میں اس کے فدا کار باطل کے ساتھ ہمہ آن اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرتے رہتے ہیں۔ یہی وہ شہداء ہیں جن کے لہو سے شجر اسلام کی آبیاری ہوتی ہے۔ یہی وہ پاک نفوس ہیں جو اپنے شانوں کو کٹا کر اسلام کے عز وشرف کا محل تعمیر کرتے ہیں۔

ان آزمائشوں کا ایک بہت ہی اہم اور مفید پہلو یہ ہے کہ ان کے ذریعہ سے داعیان حق کی زبردست تربیت ہوتی ہے۔ ان شدائد وآلام کے ذریعہ سے دعوت اسلامی کے کارکنوں کے ایک ایک فرد کا تزکیۂ نفس ہوتا ہے۔ آزمائش کے ذریعہ سے دلوں کی ساری کثافتیں اور کھوٹ دور ہو جاتی ہیں۔ جیسا کہ ارشاد نبویؐ ہے:

"جب مومن کسی بیماری یا بخار میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے لوہے کو آگ میں تپانے سے اس کا سارا کچرا دور ہو جاتا ہے اور خالص

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاف لوہا بچ رہتا ہے۔''(۱)

اس بات کی شہادت کے لیے اللہ تعالیٰ کا یہ قول کافی ہے:

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٣٩﴾ إِنْ يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِثْلُهُ ۚ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاءَ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ﴿١٤٠﴾ وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ ﴿١٤١﴾

(آل عمران، ۳: ۱۳۹۔۱۴۱)

''شکستہ خاطر نہ ہو اور غم نہ کرو، تم ہی غالب رہو گے اگر واقعی تم مومن ہو۔ اگر تمہیں زخم لگا ہے تو اس سے پہلے ایسا ہی زخم تمہارے فریق مخالف کو بھی لگ چکا ہے۔ یہ تو زمانہ کی گردش ہے جسے ہم لوگوں کے درمیان ادل بدل کرلاتے رہتے ہیں۔ اور ایسا اس لیے ہوا کہ اللہ تعالیٰ یہ جان لینا چاہتا تھا کہ تم میں سچے ایمان والے کون ہیں اور ان کو الگ کر لینا چاہتا تھا جو صحیح معنوں میں حق کے گواہ ہوں۔ کیوں کہ اللہ ظالموں کو اپنا محبوب نہیں بناتا۔ اور اس آزمائش کے ذریعہ سے وہ مومنوں کو چھانٹ کر کافروں کو مٹا دینا چاہتا تھا۔''

(۱) مزید تفصیل کے لیے ہماری کتاب ''من اجل صحوۃ راشدۃ'' پر ایک نظر ڈالیں۔
اس حدیث کی روایت بزارؒ نے کی ہے۔ جیسا کہ ''کشف الاستار'' میں عبدالحمید کی حدیث میں مذکور ہے۔ عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن ازھر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: ۱/ ۳۶۲ (۷۵۶)۔ ہیثمی نے ''مجمع الزوائد: (۲/ ۳۰۲) میں لکھا ہے کہ اس کی روایت بزار اور طبرانی نے ''الکبیر'' میں کی ہے۔ اس میں ایک راوی غیر معروف ہے۔ امام حاکم نے اپنی ''المستدرک'' میں اس حدیث کی روایت کی ہے۔ اسے صحیح قرار دیا ہے۔ امام ذہبیؒ بھی اسی کے حق میں ہیں: (۱/ ۴۳، ۸/ ۴۴۸)۔ ناصر الدین البانیؒ نے ان دونوں حضرات کی تعقیب کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ یہ حدیث سند کے اعتبار سے حسن کے درجے میں ہے۔ لیکن بہت سے معروف شواہد کی بنا پر اسے صحیح کہا جا سکتا ہے۔'' سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ'' (۴/ ۲۹۰، ۲۹۱، حدیث نمبر ۱۷۱۴)۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنت الٰہی میں غلبۂ اسلام کی بشارتیں

اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوق اور انسانی گروہ کے لیے کچھ ٹھوس اور اٹل قوانین وضابطے مقرر فرمائے ہیں جو سنت الٰہی کے نام سے معروف ومشہور ہیں۔ یہ خدائی ضابطے جس طرح آدم علیہ السلام کی اگلی نسلوں میں نافذ تھے، ٹھیک اسی طرح ان کے بعد کی نسلوں میں بھی جاری اور نافذ ہیں۔ اس سنت الٰہی کا معاملہ مسلمانوں اور کافروں کے ساتھ یکسا ہوتا ہے۔ یہ قوانین الٰہی کبھی بھی کسی کے معاملے میں ذرا بھی تبدیل نہیں ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ﴿۴۳﴾

(الفاطر، ۳۵:۴۳)

''تم ہرگز اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے، اور تم اللہ کی سنت کو ٹلتے ہوئے ہرگز نہ دیکھو گے۔''

اگر ہم ماضی وحال میں سنت الٰہی کی کارفرمائیوں کا جائزہ لے کر دیکھیں تو مستقبل میں ہمیں غلبۂ اسلام کی متعدد بشارتیں ملتی ہیں۔ جب ہم دنیا میں رونما ہونے والے احداث و واقعات اور حالات کی بدلتی ہوئی کروٹوں کا بنظر غائر مطالعہ کرتے ہیں تو واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ امت مسلمہ اور داعیان اسلام کے حق میں فال نیک ہے۔ آخر کار ان سب کا فائدہ اسلام کو پہنچے گا۔ اس کائنات میں جاری سنن الٰہیہ یا الٰہی ضابطوں میں سے بعض کا ہم یہاں ذکر کرنا چاہیں گے۔

تبدیلئ اقوام کا الٰہی ضابطہ

اس کائنات میں کارفرما الٰہی قوانین اور خدائی ضابطوں میں سے ایک اہم ضابطہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقوام وملل کے عروج وزوال کا ہے۔اس سنت الٰہی کی توثیق سورہ آل عمران کی آیت ۱۴۰ سے ہوتی ہے جو غزوہ احد کے بعد نازل ہوئی، جس میں مسلمانوں کو اس عارضی شکست پر جس سے وہ غزوۂ احد میں دوچار ہوئے تھے تسلی دی گئی ہے۔اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے اقوام وملل سے متعلق اپنی سنت ثابتہ کا بھی ذکر فرمایا ہے۔چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ (آل عمران، ۳:۱۴۰)

’’اگر تمہیں زخم لگا ہے تو اس سے پہلے ایسا ہی زخم تمہارے فریق مخالف کو بھی لگ چکا ہے۔یہ تو گردش زمانہ ہے جسے ہم لوگوں کے درمیان ادل بدل کرلاتے رہتے ہیں۔ اور ایسا اس لیے ہوا کہ اللہ تعالیٰ یہ جان لینا چاہتا تھا کہ تم میں سچے مومن کون ہیں اور ان لوگوں کو چھانٹ کرالگ کرلینا چاہتا تھا جو واقعی حق کے گواہ ہوں۔‘‘

اس سنتِ الٰہی کا ذکر ہمیں بعض ضرب الامثال میں بھی ملتا ہے۔مثلاً یہ قول بہت مشہور ہے: زمانہ نام ہے دودنوں کا، ایک دن تمہارے موافق ہوگا تو دوسرا تمہارے مخالف ہوگا۔اسی طرح یہ مثل مشہور ہے کہ ’’کسی حال کا دوام ایک امر محال ہے‘‘۔یعنی اس دنیا میں کوئی گروہ یا فرد ہمیشہ ایک حالت نہیں رہ سکتا ہے۔

ہم سب کا یہ روز کا مشاہدہ ہے کہ حالات بڑی تیزی سے بدل رہے ہیں۔پوری دنیا میں تغیر اور تبدیلی کا عمل انتہائی سرعت کے ساتھ جاری ہے۔کل جو مال دار تھا آج مفلس وقلاش ہورہا ہے۔کل جو فقیر ومحتاج تھا آج وہ غنی و مال دار ہورہا ہے۔کتنی قومیں اور افراد ایسے ہیں جن کی عزت وسرفرازی کا کبھی ڈنکا بجتا تھا، آج وہ ذلیل وخوار ہورہے ہیں۔اس کے برعکس کتنی ہی ذلیل وحقیر قوموں کے سر پر عزت ووقار کا تاج رکھا جارہا ہے۔کتنی ہی خوشحال زندگیاں تنگ حالی وبدحالی کا شکار ہوگئیں اور کتنے ہی تنگ حال و پریشان حال لوگ فارغ البالی وخوشحالی سے شادکام ہورہے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اپنی اسی سنت کا ذکر سورہ ’’الشرح‘‘ میں ان الفاظ میں کیا ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٥﴾ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٦﴾ (الشرح، ۹۴: ۵۔۶)

''پس یقیناً تنگی کے ساتھ فراخی بھی ہے۔ بلاشبہ تنگی کے ساتھ فراخی بھی ہے۔''

اسی سنت کا اظہار اللہ تعالیٰ نے سورہ ''الطلاق'' میں بھی کیا ہے:

سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا ﴿٧﴾ (الطلاق، ۶۵:۷)

''عنقریب اللہ تعالیٰ تنگی کے بعد فراخی پیدا کردے گا۔''

جن لوگوں کی نظر اقوام عالم کی تاریخ پر ہے وہ اس سے بخوبی واقف ہیں کہ تہذیب وتمدن کی شمع یا اقتدار اور حکومت کی کنجیاں کبھی ایک قوم یا فرد کے ہاتھ میں ہمیشہ نہیں رہی ہیں۔ بلکہ یہ ایک قوم سے دوسری قوم اور ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں منتقل ہوتی رہی ہیں۔

ہم مسلمانوں کی یہ خوش قسمتی ہے کہ اس وقت اقوام عالم کے درمیان تبدیلی کا یہ الٰہی ضابطہ ہمارے خلاف نہیں بلکہ ہمارے حق میں ہے۔ جیسا کہ حسن البناؒ کا قول ہے کہ: ''اب گردش دوراں ہمارے موافق سمت میں ہے، وہ ہمارے مخالف سمت میں نہیں ہے۔''

اقوام عالم کی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانۂ قدیم میں فرعونی، آشوری، بابلی، کلدانی، فینقی، ایرانی، ہندوستانی اور چینی تہذیبوں کے غلبہ وتسلط کے باعث دنیا کی قیادت وسیادت مشرقی اقوام کے ہاتھوں میں تھی۔ پھر جب یونانی تہذیب اپنے ایک خاص فکر وفلسفہ کے ساتھ دنیا کے نقشے پر نمودار ہوئی اور اس کے ساتھ ہی رومی تہذیب ایک مخصوص نظام حکمرانی کے ساتھ دنیا میں جلوہ گر ہوئی تو ساری دنیا میں ان دونوں تہذیبوں کے غالب آجانے کے نتیجے میں مغربی اقوام دنیا کی قیادت کے منصب پر فائز ہوگئیں۔ ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ طلوع اسلام کے نتیجے میں پوری دنیا میں اسلامی تہذیب وثقافت کا بول بالا ہوگیا۔ اس طرح عالمی قیادت ایک بار پھر مشرق کے حصے میں آگئی۔ اسلامی تہذیب دوسری تہذیبوں کے مقابلہ میں اس لحاظ سے ممتاز ومنفرد ہے کہ اس کے اندر سائنس، ایمان وعقیدہ، مادی ترقی اور روحانی بلندی، الغرض سب کے لیے گنجائش پائی جاتی ہے۔ لیکن جب عالم مشرق پر مجرمانہ اونگھ طاری ہوئی اور وہ اپنے اصل مشن اور پیغام سے غافل ہوگیا تو انجام کار مغرب نے زمام اقتدار چھین کر اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اس طرح مغربی اقوام کا دوبارہ عالمی قیادت پر قبضہ ہوگیا۔ لیکن

محکمہ دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغرب بھی اس امانت عظمیٰ کا حق ادا نہ کر سکا اور بری طرح وہ روحانی واخلاقی زوال کا شکار ہو گیا۔ جس کا لازمی انجام یہ ہونا تھا کہ مغربی معاشروں میں عدل وانصاف کا گلا گھونٹ دیا گیا۔ حق پر طاقت کا غلبہ ہو گیا ''اور جس کی لاٹھی اس کی بھینس'' کا قانون چل پڑا۔ چنانچہ اعلیٰ اخلاقی قدریں ذاتی مفادات کے مقابلے میں دب کر رہ گئیں۔ مادیت روحانیت پر غالب آ گئی۔ انسان کی حیثیت اور اس کی قدر و قیمت حیوانات و جمادات کے مقابلے میں کم تر ہو گئی۔ انسانی مسائل کے حل کے سلسلے میں دہرے معیار کی بنیاد پڑ گئی۔ ایسا اخلاقی زوال کے باعث ہوا۔ قوموں اور ملتوں کی زندگی میں یہی فیصلہ کن موڑ ہوتا ہے جب سنت الٰہی کے مطابق دنیا کی قیادت اور سربراہی کی باگ ڈور غلط سربراہوں سے چھین کر کسی اور کے حوالے کر دی جاتی ہے۔

تاریخی شواہد سے اس بات کا واضح اشارہ مل رہا ہے کہ تہذیب وتمدن کی شمع پھر مشرق کے ہاتھوں میں آنے والی ہے۔ کیوں کہ مشرقی دنیا کے پاس اسلام کا ایک ایسا زندہ پیغام ہے جو مغرب کے پیغام سے بالکل مختلف ہے۔ مغرب نے اپنی بے خدا تہذیب کے ذریعہ سے دنیائے انسانیت کو روحانی کرب اور اخلاقی بے راہ روی کے جس دلدل میں پھنسا دیا ہے، صرف اسلام کا روحانی پیغام ہی ہے جس میں یہ طاقت موجود ہے کہ اسے اس دلدل سے نکال سکے۔ مگر شرط یہ ہے کہ مشرقی دنیا کے لوگوں کو اپنی اس حیثیت کا صحیح ادراک ہو اور وہ دنیا کی امامت وقیادت کے منصب پر فائز ہونے کے لیے پوری تیاری اور اپنے اندر اس بار گراں کو اٹھانے کی اہلیت پیدا کریں۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

عَسٰی رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ (الاعراف، ۷:۱۲۹)

''قریب ہے وہ وقت کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے اور تم کو زمین میں خلافت عطا کرے، پھر دیکھے کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو۔''

اسی طرح سورہ ''الانبیاء'' میں ارشاد ہوتا ہے:

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصّٰلِحُوْنَ﴿۱۰۵﴾ (الانبیاء، ۲۱:۱۰۵)

''اور ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا ہے کہ آخر میرے نیک بندے (کامل وفادار بندے) زمین کے وارث ہوں گے''۔

ان آیتوں کی روشنی میں یہ بات واضح ہو کر ہمارے سامنے آتی ہے کہ اگر عالمی قیادت کا پہیا مغرب سے گھوم کر مشرق کی طرف آ جائے تو یہ کوئی تعجب خیز بات نہ ہو گی۔ حالاں کہ مغرب کو اس وقت دنیا کے سارے علوم وفنون کے میدان میں پیش رفت حاصل ہے۔ اس کے پاس اقتدار وقوت بھی ہے۔ اس کے مقابلے میں مشرق بالکل پس ماندہ اور درماندہ ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ اس وقت مغرب کی فکری وعملی زندگی پر مادیت بری طرح چھائی ہوئی ہے۔ مغربی معاشرہ اخلاقی بگاڑ اور بے راہ روی میں سر سے پاؤں تک ڈوبا ہوا ہے۔ جب کہ سنت الٰہی یہ ہے کہ دنیا کی کوئی بھی تہذیب اخلاقی قدرون کو پامال کر کے دیر تک باقی نہیں رہ سکتی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اخلاقی قدروں پر جب تک ایمان وعقیدہ سایہ فگن نہ ہو اس وقت تک نہ ان کی نشوونما ہو سکتی ہے اور نہ ہی وہ انسانی معاشرے میں کوئی مؤثر کردار ادا کر سکتی ہے۔(۱)

ہماری اور سارے عالم کی آنکھیں ابھی چند سال پہلے یہ دیکھ چکی ہیں کہ کس طرح دنیا کی دوسری بڑی طاقت (سویت یونین) بغیر کسی قابل ذکر علامت کے زوال کا شکار ہو گئی۔ جب کہ اس کے پاس بڑے بڑے ایٹمی اسلحہ خانے اور بے پناہ اسٹراٹیجک ہتھیار تھے۔ اسے ہوش ربا فوجی اقتصادی قوت حاصل تھی۔ لیکن ان سب ظاہری قوتوں کے باوجود چونکہ اس کے باطن میں اس کی تباہی کا سامان پیدا ہو چکا تھا اور اس کی مادی تباہی سے قبل اس کی روحانیت پامال ہو چکی تھی۔ اس لیے دنیا کی یہ دوسری بڑی طاقت سنت الٰہی کے اٹل قانون کے زد میں آ گئی اور یہ اپنے آپ کو زوال سے نہ بچا سکی۔

---

(۱) مزید تفصیل کے لیے میری کتاب الاسلام حضارۃ الغد کے صفحہ ۲۷ اور ۱۱۶ کے باب ''آفات الحضارۃ المعاصرۃ'' اور ''عقلاء الغرب یدقون اجراس الانذار'' پر ایک نگاہ ڈال لیں۔ مذکورہ بالا کتاب مصر میں ''مکتبہ وھبہ'' نے شائع کی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تبدیلیٔ احوال کے لیے ضابطۂ الٰہی

اس کائنات میں کارفرما الٰہی سنتوں میں سے جن کو ہم اس وقت مسلمانوں کے حق میں پا رہے ہیں اور جن کو ہم غلبۂ اسلام کی بشارتوں میں شمار کرتے ہیں، ان میں سے ایک قوموں اور افراد کے حالات کی تبدیلی کا الٰہی ضابطہ بھی ہے۔ قرآن کریم نے متعدد آیات میں اس سنت الٰہی کو بیان کیا ہے۔ جب لوگ خیر کو چھوڑ کر شر اختیار کر لیتے ہیں اور استقامت سے انحراف کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ بناؤ کے بجائے بگاڑ کے کام کرنے لگتے ہیں۔ ہدایت کے مقابلے میں گمراہی کو ترجیح دینے لگتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ اپنے ضابطے اور سنت کے مطابق ان کی خوش حالی کو بدحالی سے اور طاقت کو ضعف سے، عزت کو ذلت سے اور ان پر جاری اپنی نوازشوں کو اپنے غضب اور عذاب سے بدل دیتے ہیں۔ قرآن نے سورہ ''الانفال'' میں آل فرعون اور ان سے پہلے کے لوگوں کا انجام بیان کرنے کے بعد اسی سنت الٰہی کا ذکر کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۝ (الانفال، ۸: ۵۳۔۵۴)

''یہ اللہ تعالیٰ کی اس سنت کے مطابق ہوا کہ وہ اس نعمت کو جو اس نے کسی قوم کو عطا کی ہو اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک کہ وہ قوم اپنا طرز عمل خود نہ بدل ڈالے۔ اور بلاشبہ اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔ آل فرعون اور ان سے پہلے کے لوگوں کے ساتھ جو کچھ پیش آیا وہ اسی ضابطہ کے مطابق تھا۔ انہوں نے اپنے رب کی آیات کو جھٹلایا تب ہم نے ان کو ان کے گناہوں کی پاداش میں ہلاک کر دیا، اور ہم نے فرعونیوں کو غرق کر دیا۔ اور یہ سب ظالم لوگ تھے۔''

اب وقت آ گیا ہے کہ اس سنت الٰہی کا نفاذ مغربی تہذیب کے علمبرداروں پر ہو،

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس سرزمین پر قوت واقتدار بخشا۔ اس کی ساری قوتوں کو ان کے لیے مسخر کر دیا۔ انہیں ہر طرح کے پھلوں سے نوازا۔ ان پر سارے علوم وفنون کے دروازے کھول دیئے اور انہیں رزق کی فراوانی سے ہمکنار کیا۔ لیکن جیسا کہ ہم ''تبدیلیٔ اقوام کا الٰہی ضابطہ'' کے ضمن میں ذکر کر چکے ہیں کہ اہل مغرب نے اللہ کی نعمتوں کو پا کر زمین میں سرکشی کی اور اسے بگاڑ وفساد سے بھر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی قیادت وسربراہی کی جو امانت ان کے حوالے کی تھی اس کا حق ادا کرنے کے بجائے اس میں خیانت کی۔ مختصراً یہ کہ جب انہوں نے خیر وصلاح کے بجائے شر وفساد کا راستہ اختیار کر لیا تو اب وہ اس کے سزاوار ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ ان کے معاملہ میں اپنی سنت کو بروئے کار لائے اور ان کی خوشحالی کو بدحالی سے بدل دے اور دنیا کی قیادت کا منصب ان سے چھین کر دوسروں کے حوالے کر دے۔

تبدیلیٔ احوال کے ضابطے یا سنتِ الٰہی کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے جس کے بغیر یہ سنت مکمل نہیں ہوتی۔ اس کا ظہور اس وقت ہوتا ہے جب لوگ اپنے اندر یا اپنے طرزِ عمل میں مثبت تبدیلی لانے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ ان کی اس تبدیلی کا رجحان شر سے خیر، گمراہی سے ہدایت، انحراف سے استقامت، بگاڑ سے بناؤ، کسلمندی سے عمل اور رذائل اخلاق سے فضائل اخلاق کی طرف ہو جاتا ہے تو وہ اس ضابطۂ الٰہی کی رو سے اس بات کے مستحق ہو جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی بدحالی کو خوشحالی سے، ان کی کمزوری کو طاقت وقوت سے، ذلت کو عزت سے، ہزیمت کو فتح ونصرت سے اور حالتِ خوف کو حالتِ امن سے بدل دے۔ جس طرح وہ اپنی بداعمالیوں کے سبب سے اس دنیا میں دوسروں کی نگاہ میں بے حیثیت اور بے وزن ہو گئے۔ اب انہیں اسی دنیا میں اقتدار وتمکنت عطا کرے۔ سورہ ''الرعد'' کی آیت ۱۱ میں اسی پہلو کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ ۗ (الرعد ۱۳:۱۱)

''حقیقت یہ ہے کہ اللہ کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنے طرزِ عمل کو نہیں بدل دیتی۔''

سنتِ الٰہی کا یہی وہ پہلو ہے جس سے ہم مسلمانوں کے دلوں میں یہ امید جاگزیں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتی ہے کہ ہماری حالت بھی ایک دن لازماً بدلے گی اور اس میں بہتری آئے گی۔ یہ ہم سب کا مشاہدہ ہے کہ جب سے اسلامی بیداری کا عمل شروع ہوا ہے، بیشتر مسلمانوں کی زندگیوں میں بنیادی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔ اب اسلام سے اعراض وروگردانی کے بجائے وہ اپنی روزمرہ کی زندگی اسلام کے مطابق گزارنے کی کوشش کررہے ہیں۔ اسلامی احکام سے ناواقفیت پر قانع ہونے کے بجائے ان کے اندر اسلامی فقہ سے واقف ہونے کا رجحان بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ جو لوگ اسلامی تعلیم سے بے پروا ہو کر اس سے فرار کی زندگی گزار رہے تھے، اب وہ اپنی زندگی میں اسلامی ہدایات کی پابندی کررہے ہیں۔ جو کبھی اپنے آپ میں مگن تھے اور امت کے مسائل ومعاملات سے انہیں کوئی دلچسپی نہیں ہوتی تھی وہ آج امت کے غم کا بار اپنے سر پر اٹھائے ہوئے ہیں اور ہمہ وقت اس کے مسائل کو حل کرنے کی مخلصانہ اور مثبت کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔ وہ نوجوان جو دنیوی لذتوں اور خواہشات نفس کے پیچھے دیوانہ وار دوڑ رہے تھے اب وہ دعوتِ اسلامی کے احیاء کے کام میں لگ گئے ہیں۔ انہوں نے دینِ اسلام اور اس کے مقدسات کے دفاع کے لیے جہاد کا راستہ اختیار کرلیا ہے۔ اسی طرح عورتوں میں اپنے جسم کی نمائش اور عریانیت کے بجائے پردے کا اہتمام بڑھ رہا ہے۔ مسجدیں جو کبھی نمازیوں سے خالی ہوتی تھیں، اب وہ نمازیوں اور دروس کے پروگراموں سے بھری نظر آتی ہیں۔

یہی وہ اعمال وآثار ہیں جنہیں دیکھ کر یہ محسوس ہوتا ہے کہ امت مسلمہ کے اندر مجموعی طور پر بڑی حد تک تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔ اس لیے اب اللہ تعالیٰ کے عدل اور اس کی سنت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ امتِ مسلمہ کو یوں ہی بے یارومددگار نہ چھوڑ دے، بلکہ اس کی اس گہری نفسیاتی اور عملی تبدیلی پر اسے اپنے بھرپور صلہ سے نوازے۔ اس کی بدحالی وزبوں حالی کو خوشحالی وسرفرازی سے بدل دے اور اس کے جملہ حالات کو سنوار دے۔

سوچنے کی کچھ ضروری باتیں

قارئین کرام! میرا خیال ہے کہ جس شعاعِ امید سے میرا سینہ روشن ہے اس کی روشنی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب آپ کے دل میں بھی پہنچ گئی ہوگی اور لوگوں کے دلوں پر یاس وقنوطیت کے جو بادل چھائے ہوئے تھے اب چھٹ چکے ہوں گے یا چھٹنے کے قریب ہوں گے۔ اب آپ کے دلوں میں یہ شعور واحساس جاگزیں ہوگیا ہوگا کہ نصرتِ الٰہی ہمہ آن اس کے مومن بندوں سے قریب ہوتی ہے۔ ہر چند کہ مسلمانوں کے خلاف جگہ جگہ کانفرنسیں منعقد کی جارہی ہیں اور ہر چہار جانب سے ان کے گرد سازشوں کا جال بنا جارہا ہے۔ اسلام پر کبھی انتہا پسندی، کبھی دہشت گردی اور اکثر وبیشتر بنیاد پرستی کے نام سے رکیک حملے کیے جارہے ہیں۔

ہاں! یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ اس وقت اسلامی بیداری کی مہم پر سخت دباؤ ہے۔ اسلامی تحریک کو کچلنے کے لیے ہر طرح کے وحشیانہ حربے آزمائے جارہے ہیں اور امتِ مسلمہ کو نیست ونابود کرنے کے لیے ہر طرف خفیہ سازشیں ہورہی ہیں۔ یہ سب کچھ یا تو مسلمانوں کی غفلت کی وجہ سے ہورہا ہے یا خود اپنی قوم کے خلاف دشمنوں کے ساتھ ان کے تعاون سے ہورہا ہے۔ لیکن میں بایں ہمہ وجوہ امتِ مسلمہ کے روشن مستقبل اور اسلامی بیداری اور دعوت اسلامی کی کامیابی کے متعلق بہت پر امید ہوں اور مایوس بالکل نہیں ہوں۔

میں ایک عرصۂ دراز سے اکثر موقعوں پر اپنے خطبوں اور لکچروں میں اور اپنے وعظ و نصیحت کے پروگراموں میں یہ بات بہت صاف لفظوں میں کہتا رہا ہوں کہ اگر انیسویں صدی سرمایہ داری کی صدی تھی اور بیسویں صدی اشتراکیت کی صدی تھی، تو اکیسویں صدی اسلام کی صدی ہوگی۔

بالفاظِ دیگر ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اگر انیسویں صدی مسیحیت کی صدی تھی اور بیسویں صدی یہودیت کی صدی تھی۔ اور اِسی بیسویں صدی میں یہودیت کو بیس سے زائد عرب ملکوں اور چالیس سے زیادہ اسلامی ملکوں پر غلبہ حاصل ہوا ہے، تو اب ان شاء اللہ اکیسویں صدی اسلام کی صدی ہوگی۔

ہم جب بحیثیت دین ومذہب کے دو مشہور مذاہب یہودیت ومسیحیت کے مقابلے میں اسلام پر نگاہ ڈالتے ہیں یا جب بحیثیت ایک نظامِ حیات کے دو عالمی نظاموں، سرمایہ داری اور اشتراکیت کے مقابلہ میں اسلام کا جائزہ لیتے ہیں تو اسلام ہر دو پہلو سے ممتاز اور نمایاں نظر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آتا ہے۔ اسلام اپنے آپ میں ایک ایسا منفرد و یکتا مذہب ہے جس کے مزاج میں زندہ و باقی رہنے کی صلاحیت موجود ہے۔ یہی نہیں بلکہ اسلام کے اندر اپنی ملت کو زندہ رکھنے اور اپنی دعوت کو پھیلانے کی صلاحیت بھی پائی جاتی ہے۔ مزید برآں یہ کہ آج دنیا کو اسلام کی سخت ضرورت بھی ہے۔ کیوں کہ آج پوری دنیا میں عدم توازن کے باعث ہر سطح پر فساد اور بگاڑ پھیلا ہوا ہے۔ اب اگر دنیائے انسانیت کو اس بگاڑ اور فساد سے نجات پانے کے لیے ایک متوازن اور صالح نظام کی ضرورت ہے تو وہ صرف اسلام کے پاس ہے۔

اور اللہ کا شکر ہے کہ جو بات میں نے ایک زمانہ پہلے کہی تھی اس کے لیے میرے ہمنوا بھی آج پیدا ہو گئے ہیں۔ اور وہ بھی کہہ رہے ہیں کہ آنے والی صدی ان شاء اللہ اسلام کی صدی ہوگی۔

ڈاکٹر مراد (Hopeman) نے اپنی مشہور کتاب ''اسلام بیسویں صدی میں'' میں بڑے پُراعتماد لہجے میں یہ بات کہی ہے کہ اب اسلام کے سامنے اس کے پورے مواقع ہیں کہ وہ اکیسویں صدی میں اولین حیثیت کا مذہب بن کر ابھرے۔

امریکی کانگریس میں خارجی امور کی کمیٹی کے ایک ممتاز رکن جیمس میران (James Miran) نے بھی یہی بات کہی ہے۔ اس نے امریکیوں کو اس بات کی دعوت دی ہے کہ وہ لازمی طور پر اسلام کے بارے میں صحیح واقفیت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ کیوں کہ اسلام امن و سلامتی اور رواداری کا دین ہے۔ یہ وہ مذہب ہے جو لوگوں کو محنت، مشقت اور جدوجہد پر ابھارتا ہے اور نظم و ضبط کو پسند کرتا ہے۔ اس کے چشمۂ صافی سے محبت و ہمدردی کے سوتے پھوٹتے ہیں۔ جیمس ذات گرامی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تاریخ کا ایک عظیم ترین انسان تصور کرتا ہے۔ آپؐ کی حیات طیبہ کی عظمت کے تمام تر گوشوں سے واقفیت کو لازمی قرار ہی نہیں دیتا بلکہ اس سے آگے بڑھ کر صحابۂ کرام میں سے بیشتر کی زندگیوں سے بھی واقفیت حاصل کرنے پر زور دیتا ہے۔ اس کے خیال میں دنیا کی ساری اقوام کے لیے ضروری ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیمات سے وہ بخوبی واقف ہوں۔ لیکن افسوس کہ دو سبب سے ایسا نہ ہو سکا۔

۱۔ پہلا سبب یہ ہے کہ غیر مسلموں نے ان تعلیمات کے سلسلہ میں تعصب، تنگ نظری،

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانب داری اور جہالت کا رویہ اختیار کیا۔

۲۔ دوسرا اہم اور بڑا سبب یہ ہے کہ خود مسلمانوں نے بھی دینِ اسلام سے اغیار کو کما حقہ روشناس کرانے کی کوشش نہیں کی۔

جیمس میران نے "المجتمع" (کویت سے عربی زبان میں شائع ہونے والا ایک ہفت روزہ اسلامی رسالہ) کے اڈیٹر کے ساتھ اپنی طویل گفتگو ختم کرتے ہوئے پرزور انداز میں کہا کہ "میں پورے یقین سے کہتا ہوں کہ آئندہ صدی (اکیسویں صدی) اسلام کی صدی ہوگی۔ اس صدی میں اسلامی تہذیب وثقافت کو دنیا بھر میں فروغ حاصل ہوگا۔ یہی وہ وقت ہوگا، جب دنیا کے چپے چپے کو اسلام کے زیر سایہ امن وسلامتی اور خوشحالی وفارغ البالی سے بہرہ ور ہونے کا موقع ملے گا۔"(۱)

دو توجہ طلب امور

یہاں ہم دو اہم باتوں کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں:

(۱) اب تک دنیا میں جتنے بھی مصلحین، مجددین اور داعیان حق گزرے ہیں، ان سب کے دلوں میں امید کی شمعیں روشن تھیں۔ انہیں نصرت خداوندی پر پورا اعتماد تھا۔ وہ لوگ ایک روشن مستقبل کی آس لگائے، اسلام کی طلوع فجر کے منتظر رہتے تھے۔

حق بھی یہی ہے کہ کسی داعیٔ اسلام کے لیے یہ بات ہرگز زیبا نہیں ہے کہ وہ کسی بھی لمحے اپنی دعوت کی کامیابی سے مایوس ہو یا جس پیغام کو لے کر وہ اٹھا ہے اس کی ناکامی کا خیال بھی اس کے دل سے گزرے۔ بلکہ حقیقی معنی میں داعی تو وہی ہے جس کا سینہ امید ورجا سے اس قدر معمور ہو کہ اس میں یاس وقنوطیت اور کسی طرح کا خوف وبے چینی راہ نہ پاسکے۔ اللہ کی معیت پر وہ پوری طرح مطمئن ہو تو وہ ہر وقت اللہ کو اپنے ساتھ پاتا ہے:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝۲ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ

(۱) مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مجلہ "المجتمع" شمارہ: ۱۱۹۰، تاریخ ۵/۳/۱۹۹۶ء، احمد منصور (اس وقت کے ایڈیٹر) کا جیمس میران کے ساتھ انٹرویو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ③ (الطلاق، ۶۵: ۲۔۳)

''اور جو اللہ سے ڈرتا ہے، اللہ اس کے لیے مشکلات سے نکلنے کی کوئی راہ پیدا کردے گا اور اس کو ایسے راستے سے رزق دے گا جدھر اس کا گمان بھی نہ جاتا ہو، اور جو اللہ پر بھروسہ کرے اس کے لیے وہی کافی ہے۔ اللہ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے، اللہ نے ہر چیز کے لیے ایک تقدیر مقرر کر رکھی ہے۔''

حسن البنا اور رجائیت

ہمارے امام حسن البنا شہیدؒ اخوان کے لوگوں میں سب سے زیادہ نصرت الٰہی کے معاملے میں پر امید رہنے والے تھے۔ اپنی اسلامی دعوت کے مستقبل کے سلسلے میں کبھی بھی انھوں نے رجائیت کا دامن نہیں چھوڑا۔ اس کے باوجود کہ وہ خوب جانتے تھے اور انھیں اس کا احساس تھا کہ ان کا راستہ روکنے کے لیے ان کی دعوت کی راہ میں ہزار ہا رکاوٹیں کھڑی کی جارہی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی اس رجائیت اور امید کا اظہار اپنے خطبوں اور تقریروں میں بھی کیا ہے۔ اپنے کتابچوں (جو مجموعی شکل میں رسائل حسن البناء کے نام سے شائع ہوئے ہیں) اور مقالات میں اسے بڑے پرزور انداز میں لکھا ہے۔ روز نامہ اخوان المسلمون میں ''حدیث الجمعۃ'' کے نام سے وہ ایک ہفتہ وار کالم لکھتے تھے اس میں خاص طور سے وہ اپنے اسی موقف کو اجاگر فرماتے تھے۔ بالخصوص ۱۹۴۸ء میں جب کہ نوع بنوع کی آزمائشیں سر اٹھا رہی تھیں اور سازشیں رچنے والے ماہرین کی ایک سے ایک مسموم سازش سے سابقہ پیش آرہا تھا، ان پر خطر حالات میں وہ اپنے بھائیوں اور اخوان کے کارکنوں کو یاس و قنوطیت سے محفوظ رکھنے کے لیے ان کے دلوں میں شمع امید روشن رکھنے کی برابر کوشش کرتے رہے۔

ان کے مقالات میں سے ایک مقالہ وَلو (اگر چہ) کے عنوان سے ہے جس میں انہوں نے خوشخبری دی ہے کہ مصائب و آلام کے بادل خواہ کتنے ہی گہرے ہو جائیں لیکن نصرت الٰہی عنقریب آکر رہے گی۔ ظلمت شب خواہ کتنی ہی طویل ہو جائے مگر فجر طلوع ہو کر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے گی۔ اسی طرح ایک مقالہ اَرْبَعَةُ اَدِلَّةٍ (چار دلائل) کے عنوان سے ہے۔ اس مقالے میں انھوں نے قرآن و حدیث کے دلائل کے ذریعہ سے اور باقاعدہ حساب لگا کر یہ ثابت کیا ہے کہ اللہ کی مدد یقیناً آ کر رہے گی۔

موصوف نے اپنے دعوتی کتابچوں میں بڑے بلیغ اور انتہائی سہل اسلوب میں رجائیت پر زور دیا ہے۔ چنانچہ ''ہماری دعوت ایک مرحلے میں'' کے عنوان سے ایک کتابچے میں روح کی بیداری کو اہمیت دیتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ دراصل قلب کی زندگی ہے۔ دل اگر زندہ ہے تو آدمی کا شعور و وجدان بھی بیدار رہے گا۔ اس کے اندر امنگوں کا ایک ایسا طوفان برپا ہوگا جو اسے مہمیز کرے گا کہ وہ کتنی جلد اپنے بلند مقاصد کو حاصل کرلے اور اپنے آپ کو ایک مثالی انسان بنالے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام کی ایک مثالی جماعت بنانے کے لیے ان کے دلوں میں ایمان، عزت اور امید، شعور اور احساس سے تعلق رکھنے والی یہ تینوں چیزیں بالکل پیوست کردی تھیں یعنی اُن کے دلوں میں اس بات کا پختہ یقین بیٹھ گیا تھا کہ اسلام کا پیغام دنیا کا ایک عظیم پیغام ہے اور اسے اختیار کرکے ہم عزت اور سرفرازی کے بام عروج پر پہنچ گئے ہیں۔ ان کا سینہ اس امید سے بھرا ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اسی پیغام کے ساتھ ہے۔

اسی طرح اپنے ایک کتابچے ''ہم لوگوں کو کس چیز کی طرف بلا رہے ہیں؟'' میں حسن البنا'' ''طویل راستہ'' کے عنوان سے لکھتے ہیں:

''میرے خیال میں اخوان المسلمون کی دعوت سے متعلق مسلسل گفتگو کے ذریعہ سے قارئین کرام پر یہ بات اچھی طرح منکشف ہوگئی ہوگی کہ ان کا نصب العین کیا ہے۔ کسی حد تک ان کے سامنے اس نصب العین کو حاصل کرنے کے طریقۂ کار کی بھی وضاحت ہوگئی ہوگی۔ ہم نے اپنی اس تحریر سے پہلے اسلام کے مجد و شرف کے موضوع پر اپنے غیرت مند بھائیوں کے ساتھ بیٹھ کر ایک طویل گفت و شنید کی تھی جو بعینہ ان کلمات کے مشابہ تھی جن میں قارئین کرام ''ہم لوگوں کو کس چیز کی طرف بلا رہے ہیں؟'' کے عنوان کے تحت دیکھ چکے ہیں۔

میری باتوں کو لوگوں نے جس توجہ سے سنا وہ نہایت قابل قدر ہے۔ ہم سب لوگ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوران گفتگو ایک ایک بات پر غور کرتے اور اسے اچھی طرح سمجھتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ یہاں تک کہ جب ہم بات چیت سے فارغ ہوئے تو سبھی شرکاء مجلس اخوان المسلمون کے نصب العین کی بلندی اور طریقۂ کار کی کامیابی کے بارے میں بالکل مطمئن تھے۔ لوگوں سے گفتگو کے بعد میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب میں نے دیکھا کہ ملک کے اندر پائے جانے والے اسلام دشمن رجحانات کی طاقت کو محسوس کر کے جن کے دلوں میں اس سے پہلے یاس وقنوطیت جنم لے رہی تھی، اب اس گفتگو کے بعد وہ سب کے سب تقریباً اس پر متفق ہو چکے تھے کہ کامیابی کی راہ دراصل یہی ہے جسے اخوان المسلمون نے اختیار کیا ہے۔ انہیں اس بات کا بھی اعتراف تھا یہ راستہ ایک طویل سفر کا متقاضی ہے۔

میں ان باتوں کا ذکر اس لیے کر رہا ہوں تاکہ ہمارے قارئین کرام کے اندر وہ احساس راہ نہ پا سکے جو گفتگو کاروں کے دلوں میں پہلے پایا جاتا تھا۔ اسی غرض سے میں نے بھی اس بات کی پوری کوشش کی ہے کہ میری یہ تحریر آپ کے لیے امید افزا ثابت ہو۔ اس کے ذریعہ سے ان شاء اللہ آپ کا سینہ دعوت اسلامی کی کامیابی کی امید اور یقین سے معمور ہوگا اور سارے معاملات کا آغاز وانجام اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اب میں اس موضوع کا احاطہ کرنے کے لیے آپ کے سامنے دو مثبت نقطۂ نظر پیش کرنا چاہوں گا۔

فلسفۂ عمرانیات کا نقطۂ نظر

سب ماہرین عمرانیات اس بات کے قائل ہیں کہ آج جو چیزیں حقیقت بن کر ہمارے سامنے آ گئی ہیں، ماضی میں ان کی حیثیت محض خواب وخیال کی تھی۔ آج ہم جس چیز کو خواب اور ناممکن سمجھ رہے ہیں وہ بھی مستقبل میں حقائق کا روپ دھار لیں گے۔ یہ ایک ایسا نقطۂ نظر ہے جس کی تائید پیش آمدہ واقعات سے بھی ہوتی ہے اور منطقی دلائل و براہین بھی اسی کے حق میں ہیں۔ بلکہ یہی وہ محور ہے جس کی بنیاد پر انسانیت ترقی کے مراحل طے کرتی ہوئی درجہ بدرجہ منزل کمال کو پہنچتی ہے۔ آج ہمارے سامنے جو ایجادات وانکشافات ہیں، ان کے وجود میں آنے سے چند سال پہلے تک کون یقین کر سکتا تھا کہ سائنس داں یہاں تک پہنچ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائیں گے۔ بلکہ خود اساطین علم وفن بھی اپنے ابتدائی دور میں انہیں ان ہونی خیال کرتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ وقت آ گیا کہ حقائق نے انہیں ثابت کر دکھایا اور دلائل نے ان کی تائید کر دی۔ اس کی مثالیں بے شمار ہیں اور وہ اتنی واضح ہیں کہ ان کے ذکر کی طوالت میں جانے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

تاریخ کا نقطۂ نظر

تاریخ کے اوراق اس بات پر شاہد ہیں کہ جتنی قومیں تعمیر و ترقی کے بام عروج پر پہنچی ہیں سب نے ابتداءً انتہائی ضعف کی حالت میں قدم آگے بڑھایا تھا۔ حتیٰ کہ اس حالت میں انھیں دیکھنے والے کے ذہن اور دل میں یہی خیال آتا کہ ان کا اپنے منتہائے مقصود کو پالینا ایک امر محال ہے۔ مگر اس کے باوجود تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ صبر و ثبات، حکمت اور پیہم جدو جہد نے ان معمولی حیثیت کی اور قلیل وسائل کی حامل قوموں کو کامیابی کی چوٹی پر پہنچا دیا۔ اگر آپ جزیرۃ العرب کا جائزہ لے کر دیکھیں تو کیا کوئی یہ یقین کر سکتا تھا کہ اس خشک اور بے آب و گیاہ سرزمین سے ایک دن نور عرفان کے سوتے پھوٹیں گے اور اسے دنیا کے ایک بڑے حصے پر روحانی و سیاسی غلبہ حاصل ہو جائے گا۔ اس بات کو کون باور کر سکتا تھا کہ حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کی اولاد کا یہ ناتواں گروہ خاندان بنوامیہ کی وسیع و عریض اور طاقت ور مملکت کو ایک قلیل عرصے میں تخت و تاراج کر کے رکھ دے گا۔ وہ بھی ایک ایسا گروہ جو بنوامیہ کے ظلم و ستم اور ان کی جانب سے قتل، ملک بدری اور دھمکیوں کا ہمیشہ شکار رہا ہو۔ کون یہ گمان کر سکتا تھا کہ صلاح الدین ایوبیؒ ایک عرصۂ دراز تک صلیبی یلغار کے سامنے ایک مرد آہن بن کر کھڑا رہے گا۔ اس نے سلاطین یورپ کو ان کی کثرت تعداد اور فوجی کروزر (Cruiser) کے باوجود پسپائی پر مجبور کر دیا اور وہ الٹے پاؤں بھاگ کھڑے ہوئے۔ حالاں کہ پچیس بڑے ملکوں کے سربراہان اس کے خلاف صف آرا تھے۔

مذکورہ بالا مثالوں کا تعلق ہماری قدیم تاریخ سے تھا۔ جدید تاریخ میں ہمارے اس امر کی ایک بڑی روشن اور شاندار مثال سعودی عرب کی ہے۔ شاہ عبدالعزیز آل سعود، جس کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل خاندان کو ملک بدر کر دیا گیا تھا۔اس کے عزیز واقارب کو ملک سے باہر نکال دیا گیا تھا اور اس کی بادشاہت اس سے چھین لی گئی تھی۔کون سوچ سکتا تھا کہ وہ صرف بیس سے کچھ ہی زیادہ آدمیوں کے ذریعہ سے اپنے ملک کو دوبارہ واپس لے لے گا اور دیکھتے دیکھتے وہ عالم اسلام کی عزت اور وقار کی بازیابی اور اس کی وحدت کے احیاء کے لیے سارے عالم اسلام کی امیدوں کا مرکز بن جائے گا۔

کامیابی کا واحد راستہ

اب ہم یہاں دو منفی نقطۂ نظر پیش کر رہے ہیں جن سے بعینہ وہی نتیجہ نکلتا ہے جو مذکورہ دونوں مثبت نقطۂ نظر کے مطالعہ سے ہمارے سامنے آچکا ہے۔ یہ دونوں سلبی نقطۂ نظر بھی ہر غیرت مند دل رکھنے والے مسلمان کو صحیح سمت میں عمل کرنے کی پوری رہنمائی کرتے ہیں۔

اولاً: یہ راستہ خواہ کتنا ہی طویل ہو مگر قوموں اور ملکوں کی تعمیر و ترقی کا یہی واحد راستہ ہے اور تجربہ نے بھی اس نقطۂ نظر کو درست ثابت کر دیا ہے۔

ثانیاً: دعوت الی اللہ کا کام کرنے والوں کے سامنے یہ تصور ہمیشہ واضح رہنا چاہیے کہ یہ کام کر کے دراصل وہ اسلام کے تئیں اپنی ذمہ داری کو ادا کر رہے ہیں۔ پھر دوسرے درجے میں اس عمل کے ذریعہ سے اجر آخرت کا حصول ان کے مطمح نظر ہونا چاہیے۔ان دعوتی سرگرمیوں کے ذریعہ سے حاصل ہونے والے دنیوی فوائد کو تیسرے اور آخری درجے میں رکھنا چاہیے۔اگر انہوں نے اس نقطۂ نظر سے دعوتِ الی اللہ کا کام کیا تو گویا انہوں نے اپنی ذمہ داری ادا کر دی۔ اگر انہوں نے اخلاص وللّٰہیت اور بے نفسی کی مطلوبہ شرائط کے ساتھ اس کارِ عظیم کو انجام دیا تو اس میں شک نہیں کہ وہ اللہ کے یہاں اس کام کے اجر و انعام سے بھی سرفراز ہوں گے اور اس کارِ دعوت کے ممکنہ دنیوی فوائد بھی انہیں حاصل ہوں گے۔ لیکن کون سا فائدہ کب اور کس شکل میں ظاہر ہوگا، اس کا فیصلہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ بسا اوقات کسی مرحلے میں ان کی اس دعوتی جدوجہد کے ایسے عظیم اور بابرکت ثمرات ظاہر ہو سکتے ہیں جن کا انہیں خود بھی پیشگی اندازہ نہ ہو۔ بصورت دیگر اگر وہ اپنی دعوتی ذمہ داریوں سے غافل ہو کر بیٹھے رہتے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں تو کوتاہیٔ عمل کے گناہ کے وہ مرتکب قرار پائیں گے اور دعوتی جدوجہد کے اخروی انعام کو بھی نہ پاسکیں گے اور اس کے دنیوی فائدوں سے بھی یقیناً محروم ہو جائیں گے۔ اب آپ خود یہ فیصلہ کریں کہ ان دونوں میں کس کا مرتبہ و مقام زیادہ بلند و بہتر ہے اور ان میں کون ہے جو حسنِ انجام کا مستحق ہے۔ قرآن کریم نے اسی بات کو سورہ ''الاعراف'' میں بڑے عمدہ اور واضح انداز میں پیش کیا ہے:

وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا ۨ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْۗءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۢ بَىِٕيْسٍۢ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۵﴾ (الاعراف، ۷: ۱۶۴۔۱۶۵)

''اور جب ان میں سے ایک گروہ نے دوسرے گروہ سے کہا کہ تم ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جنہیں اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا سخت سزا دینے والا ہے تو ان نصیحت کرنے والوں نے جواب دیا کہ ہم یہ سب اس لیے کررہے ہیں تاکہ تمہارے رب کے حضور اپنی معذرت پیش کرسکیں۔ اور شاید یہ لوگ اللہ سے ڈریں۔ پھر جب وہ ان تعلیمات کو یکسر بھلا بیٹھے جن کی انہیں یاددہانی کرائی گئی تھی تو ہم نے ان لوگوں کو بچالیا جو برائی سے روکتے تھے۔ اور باقی سب ظالموں کو ان کی نافرمانی کی پاداش میں ہم نے سخت عذاب میں پکڑلیا۔''

بشارتیں عملِ مزید کا تقاضا کرتی ہیں

دوسری بات جس کی طرف میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ میں نے گذشتہ صفحات میں اسلام کے غلبہ و استعلا سے متعلق جن بشارتوں کو آپ کے سامنے پیش کیا ہے، انہیں پڑھ کر آپ ان ہی پر تکیہ نہ کرلیں اور پھر بے فکری سے سو جائیں۔ ہمارے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ ہم ان بشارتوں کو جاننے کے بعد آرام طلبی اور کسل مندی کو اپنا شیوہ بنائیں اور کسی طرح کی جدوجہد اور مجاہدانہ کوشش کے بغیر اس کا انتظار کریں کہ ہمارے اوپر نصرتِ الٰہی کا نزول

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوگا۔ یہ بشارتیں تو پوری زندگی میں ہر پہلو سے انقلابی جدوجہد اور عملِ پیہم کا مطالبہ کرتی ہیں۔ یہ ہم سے مطالبہ کرتی ہیں کہ ہم اپنی زندگی کو ہر قسم کی کج روی سے پاک کریں اور سارے بگاڑ کی اصلاح کرلیں۔ ہماری زندگی کی اعلیٰ قدریں جو منہدم ہوکر رہ گئی ہیں ازسرنو ان کی تعمیر کریں۔ جو قدریں مضمحل اور کمزور ہوگئی ہیں انہیں قوی اور موثر بنانے کی کوشش کریں اور جو ناقص حالت میں ہیں ان کی تکمیل کی فکر کریں۔ اس ساری جدوجہد میں مقلدین کی عقل سے کام لینے کے بجائے ہم کو مجددین و مصلحین امت کے اسوہ کو اپنے لیے مشعل راہ بنانا چاہیے تاکہ ہمارے کاموں میں روحِ تجدید کارفرما ہوسکے۔

اپنے تہذیبی ورثے سے ہمیں بھرپور فائدہ اٹھانا چاہیے اور اسے اپنے لیے رہنما مینار بنانا چاہیے۔ لیکن اسے رسم وروایات کی ایسی زنجیر نہیں بننے دینا ہے جو ہمارے قدموں کو شل کردے اور ہماری پیش رفت کے لیے سدراہ بن کر رہ جائے۔

حکمت ودانائی کی باتیں جہاں کہیں سے بھی حاصل ہوں ان کو بے تکلف لے لیں۔ اس کی فکر ہرگز نہ کریں کہ ان کا مصدر ومنبع کیا ہے۔ ہم اپنے آپ کو کسی ایک اسلامی مکتب فکر کا پابند نہ بنائیں۔ نہ کسی مسلک کی اس طرح پیروی کرنے لگیں کہ اس سے نکلنا ناممکن ہوجائے۔ بلکہ ہم متفق علیہ قواعد وضوابط کی روشنی میں سارے ہی مکاتب فکر اور مسالک ومذاہب سے استفادہ کریں۔ اس سلسلے میں ہمیشہ مشتبہات کے بجائے محکمات، ظنیات کے بجائے قطعیات، جزئیات کے بجائے کلیات اور فروع کے بجائے اصول کو اساس قرار دیں۔

بلکہ ہمیں مغربی افکار ونظریات اور اہلِ مغرب کے تجربات سے بھی نفع بخش چیزیں اخذ کرکے انہیں اپنے معیار، ضروریات اور حالات کے پیش نظر اس طرح ڈھالنا چاہیے کہ وہ ہمارے ماحول سے بالکل ہم آہنگ ہوجائیں اور ہمارے نظامِ حیات کا جزو بن جائیں۔ ایسا کرنے میں ہمارے لیے کوئی حرج بھی نہیں ہے۔ کیوں کہ حکمت مومن کی متاعِ گمشدہ ہے، جہاں کہیں بھی وہ اسے پاتا ہے، لوگوں میں سب سے زیادہ اس کا حق دار وہی ہوتا ہے۔

اب ہمارے لیے ناگزیر ہے کہ ہم پسماندگی کی قید سے آزاد ہوکر تمدن وترقی کی وسعتوں میں قدم رکھیں۔ معاشی ومعاشرتی، مادی وروحانی ہر سطح پر حقیقی معنیٰ میں ترقی کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی ان تمام قوتوں اور صلاحیتوں کو انسان اور زندگی کی ہمہ جہتی ترقی کے لیے وقف کردیں، جن کا بڑا حصہ اب تک ہم ضائع کرتے رہے ہیں یا کم از کم ان کو معطل تو کر ہی رکھا ہے۔ ان قوتوں کو مجتمع کرنے اور انہیں تقویت پہنچانے کے لیے ہمیں خود اسلام کو ایک بڑے محرک کی حیثیت سے اختیار کرنا ہوگا اور صحیح معنوں میں ان طاقتوں اور صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کے لیے عام جد و جہد کے مقابلے میں دس گنا قوت کا استعمال ضروری ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے میدان جہاد کے ضمن میں اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے:

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ۭ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿٦٥﴾ (الانفال،۸:۶۵)

''اے نبی مومنوں کو جنگ پر ابھارو، اگر تم میں سے بیس شخص ثابت قدم رہنے والے ہوں تو دو سو پر غالب ہوں گے اور اگر تم میں سے سو آدمی ہوں تو ایک ہزار کافروں پر غالب ہوں گے۔ کیوں کہ یہ لوگ سمجھ نہیں رکھتے ہیں۔''

قرآن کریم نے اس بات کو نہایت واضح انداز میں بیان کیا ہے کہ نصرت الٰہی کا ظہور ہمیشہ مومن گروہ کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور اسی کے ذریعہ سے اس کا اتمام بھی ہوتا ہے۔ یہ چیز صرف مومنین کے لیے مخصوص ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مخاطب کر کے سورہ ''الانفال'' میں فرمایا ہے:

هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٢﴾ (الانفال،۸:۶۲)

''وہی وہ ذات ہے جس نے اپنی مدد اور مومنوں کے ذریعہ سے تمہاری تائید کی۔''

ہمیں اس بات کی توقع ہرگز نہیں رکھنی چاہیے کہ جو فرشتے آسمان سے غزوۂ بدر، غزوۂ احزاب اور غزوۂ حنین میں اترے تھے آج ایسے لوگوں پر بھی اتریں گے جن کے قلوب ایمانی حرارت سے خالی ہیں اور جن کی زندگیاں اسلامی اخلاق اور مومنانہ اعمال سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ چنانچہ غزوۂ بدر کے موقع پر ارشاد الٰہی ہوتا ہے:

اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّىْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ سَاُلْقِيْ فِيْ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿١٢﴾ (الانفال،٨:١٢)

''اور یاد کرو وہ وقت جب کہ تیرا رب فرشتوں کو اشارہ کر رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، پس تم اہل ایمان کو ثابت قدم رکھو، میں ابھی ان کافروں کے دلوں میں رعب ڈالے دیتا ہوں۔ پس تم ان کی گردنوں پر مارو اور ان کے پور پور پر چوٹ لگاؤ۔''

کسی پیغام یا دعوت کی کامیابی کا انحصار محض اس کی ذاتی خوبیوں پر نہیں ہوا کرتا، بلکہ بڑی حد تک اس کی کامیابی کا انحصار پیروؤں اور متبعین پر ہوتا ہے۔ اسی طرح حق کی سربلندی تنہا حق کے سبب نہیں ہوتی ہے، بلکہ سنت الٰہی یہ ہے کہ داعیانِ حق کی ایک ایسی جماعت اسے بلندیوں پر پہنچاتی ہے جو علم و عمل اور اخلاص کے جوہر سے آراستہ ہوتی ہے۔ جیسا کہ کسی عربی شاعر نے کہا ہے:

وَشِيْمَةُ السَّيْفِ أَنْ يَزْهٰى بِجَوْهَرِهٖ
وَلَيْسَ يَعْمَلُ إِلَّا فِيْ يَدَىْ بَطَلٍ

''اور تلوار کی خوبی یہ ہے کہ وہ جوہر آب دار ہو۔ لیکن اس کا اصل جوہر اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب وہ کسی سورما (بہادر) کے ہاتھ میں ہو۔''

بلاشبہ غلبۂ اسلام کی بشارتوں کے ذریعہ سے ہمارے اندر ایک نئی قوت اور نیا عزم و حوصلہ پیدا ہونا چاہیے تا کہ ہم امت کی ضرورتوں کے مطابق ہر سطح پر مزید جدوجہد اور سرگرم عمل ہونے کا مظاہرہ کر سکیں۔ امت مسلمہ کو ہرگز اس کی توقع نہیں رکھنی چاہیے کہ اس کی موجودہ بدحالی و بداعمالی کے باوجود اللہ تعالیٰ اس پر اپنی نصرت کے ڈونگے برسائے گا۔ بلکہ نصرتِ الٰہی کے حصول کے لیے امت کو اپنی موجودہ حالت بدلنی ہوگی تا کہ اللہ تعالیٰ بھی اس کی ذلت و رسوائی اور نکبت کو عزت و سرفرازی اور نصرت سے بدل دے۔

اگر امت مسلمہ یہ توقع رکھتی ہے کہ وہ اپنی پس ماندگی، انتشار و اضطراب، باہمی عداوت و دشمنی، بے بسی و کسلمندی اور بے پروائی و بربادی کی جس صورت حال سے دوچار ہے،

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اس کے ہوتے ہوئے بھی یہود پر غالب آجائیں گے تو ان کی یہ توقع سراسر باطل ہے۔ www.KitaboSunnat.com

یہ امر محال ہے کہ اللہ تعالیٰ سرگرم عمل لوگوں کے مقابلے میں کاہلوں کی اور متحد و منظم لوگوں کے مقابلے میں پراگندہ حال لوگوں کی اور منصوبہ بند لوگوں کے مقابلے میں الل ٹپ کام کرنے والوں کی مدد کرے یا نظم وضبط کے پابند لوگوں کے مقابلے میں بے پروا لوگوں کا مددگار ہو اور اپنی ملت کے غم میں فکرمند رہنے والوں کو چھوڑ کر وہ ان لوگوں کی مدد کو پہنچے جنہیں اپنی ذاتی مفاد کے سوا کسی دوسری چیز کی فکر دامن گیر نہیں ہوتی۔

اسی طرح وہ قوم کبھی اپنے دشمنوں پر غالب نہیں آسکتی ہے جو خود اپنے شریف عناصر سے برسرپیکار ہو اور اپنے ہی سپوتوں کو نکیل لگانے کے لیے کوشاں ہو۔ یہاں میری مراد اسلامی عناصر سے ہے جن کے ساتھ رہنے والے اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ یہ انتہائی ذہین، انتہائی پاک دل لوگ ہیں۔ ان کے ہاتھ انتہائی صاف وستھرے ہیں۔ یہ عزم وارادے کے سچے اور انتہائی پاکیزہ اخلاق کے حامل ہیں۔ ان کے اعمال میں انتہا درجے کی درستی پائی جاتی ہے اور یہ قومی اور اجتماعی مقاصد کے لیے دوسرے گروہوں کے مقابلے میں سب سے بڑھ کر مالی وجانی قربانیاں دینے والے لوگ ہیں۔

ان اسلام پسند عناصر کا ریکارڈ یہ بتاتا ہے کہ یہ بڑے بڑے جرائم تو کجا چھوٹی چھوٹی بری حرکتوں سے بھی انہیں دور کا تعلق نہیں ہے بلکہ یہ تو شبہات کی چیزوں سے بھی کنارہ کش رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ سگریٹ نوشی سے بھی یہ کلی طور پر اجتناب کرتے ہیں۔ یہ رات کے شب زندہ دار اور دن کے شہ سوار ہوتے ہیں۔ راتیں اگر ان کی عبادت گزاریوں میں بسر ہوتی ہیں تو دن ان کی مجاہدانہ سرگرمیوں کی نذر ہوتے ہیں۔ عوام اگر ان کے کاموں کے ذریعہ سے ان کو جانتے ہیں تو ان کا رب انہیں ان کے اخلاص کے ذریعہ سے پہچانتا ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ پاکیزگی نفس کا حال تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔

ایک ایسی قوم کا اپنے دشمنوں پر غلبہ پانا امرِ محال ہے جس کی دلچسپیوں کا بڑا حصہ کھیل تماشوں کی نذر ہو جاتا ہو۔ جس کے اخبارات کا بڑا اور اہم حصہ اور جس کے ریڈیو اور ٹیلی ویژن کا طویل اور اہم ترین وقت ناچ گانے اور ڈراموں کے لیے مختص ہو۔ جس قوم کا سماجی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
اور اجتماعی مزاج اتنا فاسد ہو گیا ہو کہ اس کے درمیان علما و ادبا اور مفکرین کے بجائے فلمی اداکار، ناچنے گانے اور بجانے والے مردوں یا عورتوں کو مقام شہرت حاصل ہو رہا ہو، بلکہ اس قبیل کے زندہ اور مردہ سبھی لوگوں کو عزت وتوقیر سے نوازا جا رہا ہو تو بھلا ایسی قوم اپنے دشمن کو کیسے زیر کر سکتی ہے؟

آخر اس قوم کو کیسے غلبہ نصیب ہو سکتا ہے جس کے افراد کی روز کی مجموعی کارکردگی کا اوسط فی کس صرف نصف گھنٹہ ہو۔ جب کہ دوسری طرف ترقی یافتہ دنیا میں لوگ دن بھر پسینہ بہا رہے ہیں۔ محنت ومشقت کے بعد شام کو اپنے گھروں کو واپس لوٹتے ہیں اور تھکے ہارے بڑی سرعت سے آرام کے لیے خواب گاہ میں چلے جاتے ہیں تاکہ اگلے روز صبح سویرے اٹھ کر اپنے کام کو جاری رکھ سکیں۔

اب یہ ان مقتدر اشخاص کی ذمہ داری ہے جو ملت اسلامیہ کی قیادت کے منصب پر فائز ہیں اور جن کا امت کے معاملات ومسائل میں ایک مؤثر کردار ہے کہ وہ باہمی تعاون سے ملت کو ہر میدان میں اوپر اٹھانے اور ترقی کی راہوں پر گامزن کرنے کے لیے سعی وجدوجہد کریں۔ بس یہی وہ واحد صورت ہے جس کے ذریعہ سے ملت اسلامیہ نہ صرف یہ کہ ماضی کے نقصانات کی تلافی کر سکتی ہے بلکہ آج اس کے اور اس کی ترقی یافتہ دنیا کے درمیان جو خلیج حائل ہے اسے بآسانی پاٹ سکتی ہے اور جو چیلنج اسے درپیش ہیں وہ ان کا بھی پورے عزم ویقین کے ساتھ مقابلہ کر سکتی ہے۔ لیکن ان سب کاموں کی تکمیل کے لیے ایک مستحکم منصوبہ بندی اور مستقبل پر گہری نظر کی ضرورت ہے۔

اسی طرح خود ملت اسلامیہ کے لیے بھی ناگزیر ہے کہ وہ اپنے دیرینہ امراض کا نہایت سنجیدگی سے جائزہ لے۔ دقتِ نظری کے ساتھ اسباب وعلل کا تجزیہ کرے۔ پھر اس یقین کے ساتھ کہ اللہ نے ہر مرض کی دوا پیدا کی ہے ان کے علاج کی فکر کرے۔ ہم جانتے ہیں کہ کامیاب علاج کے لیے مرض کی تشخیص اور مناسب دوا کا استعمال دونوں ضروری ہیں۔

اسی طرح امت مسلمہ کو معاشی پہلو پر بھی بھرپور توجہ دینے کی ضرورت ہے تاکہ پیداوار میں اضافہ ہو۔ اسی کے ساتھ اشیائے صرف کے استعمال میں اپنے افراد کی مناسب

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
رہنمائی کرے تا کہ اسراف کا سدباب ہو سکے۔ اسی طرح اس کی بھی ضرورت ہے کہ دولت وثروت کی عادلانہ تقسیم کی طرف توجہ دی جائے۔ کیوں کہ اس کے بغیر سرمایہ کی گردش صحیح طریق پر ممکن نہیں۔

ملت اسلامیہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے سماجی اور اجتماعی پہلو پر بھی توجہ دے۔ افراد کے درمیان جذبہ اخوت و محبت کو پروان چڑھائے۔ سماج کے مختلف طبقات کے مابین تعاون کی اور مختلف قوموں کے درمیان اتحاد و یکجہتی کی فضا قائم کرے۔ اغنیا اور فقرا کے درمیان فاصلہ کم کر کے ان میں قربت پیدا کرنے کی کوشش کرے تا کہ باہمی میل جول عام ہو سکے۔ اسی طرح عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کی رعایت کا خیال رکھے۔ خاندانی نظام کو ایسی ٹھوس بنیادوں پر قائم کرے کہ امن وسکون قائم ہو اور محبت و مودت ہمیشہ اس پر سایہ فگن رہے۔

پھر ضرورت ہے کہ ملت اسلامیہ علمی اور ثقافتی پہلو پر بھی توجہ دے۔ امت مسلمہ کو چاہیے کہ جتنی جلد ممکن ہو تعلیم و تربیت اور ثقافت و ذرائع ابلاغ کے میدان میں جس فکری یلغار سے سابقہ ہے اس سے اور ثقافتی و تمدنی استعمار کے آثار سے آزادی حاصل کرے۔ کیوں کہ ان ہی چیزوں کے ذریعہ سے انسانی ذہن کی تربیت ہوتی ہے۔ عام لوگوں کے نفسیاتی اور فکری رجحانات درحقیقت ان ہی کے ذریعہ سے نشوونما پاتے ہیں۔

سیاسی پہلو سے بھی امت مسلمہ کو بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ سیاسی محاذ پر سب سے پہلے استبداد اور سرکشی پر مبنی نظام کا مقابلہ کر کے اس کا خاتمہ کرنا ہوگا۔ پھر اس کی جگہ شورائی نظام کی بنیادوں کو مستحکم کرنا ہوگا۔ انسانی حقوق کے لیے ایک واضح پالیسی مرتب کرنی ہوگی۔ لوگوں کی تربیت کا ایسا جامع نظام وضع کرنا ہوگا جس میں اصلاً باہمی نصح و خیر خواہی اور فریضۂ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی روح کارفرما ہو۔ جو شخص کسی برائی کو ہاتھ سے یعنی بزور قوت دور کر سکتا ہے تو وہ اس کو دور کرے۔ اگر کوئی صرف زبان سے اس پر اظہار نکیر کر سکتا ہے تو اسی حد تک وہ اپنے فرض کو انجام دے۔ عجز اور بے بسی کی صورت میں برائی کو دل سے برا سمجھے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔ اسی طرح ضرورت ہے کہ ایسا واضح دستور وضع کیا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے جس میں حقوق وفرائض تفصیل سے بیان کیے گئے ہوں۔ ہر ایک کی ذمہ داریوں کا ٹھیک ٹھیک تعین ہو۔ ہر ذمہ دار (Authority) کے حدود واضح ہوں تاکہ ادارہ جاتی حکومت کا قیام عمل میں آسکے۔ اس دستور میں ہر انسان کے لیے یکساں طور پر عزت واحترام، آزادی اور ذمہ دارانہ منصب کے حصول کے جواز کی ضمانت دی گئی ہو۔ دستور کی رو سے اگر کسی کے مقابلے میں کسی کو کوئی امتیازی حیثیت حاصل ہو تو وہ محض تقویٰ اور خوف الٰہی کی بنیاد پر حاصل ہو۔

ہم نے اپنی کتاب 'أين الخلل؟' (خرابی کہاں ہے؟) میں بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے کہ امت مسلمہ کے اندر کون کون سی قوتیں معطل ہوگئی ہیں۔ اسی طرح ہم نے اس کی بھی وضاحت کی ہے کہ اسلامی تحریکوں کے اندر بھی بہت سی قوتیں کس طرح سے معطل ہو کر رہ گئی ہیں۔ اگر ہم ایک شاندار اور مثالی مستقبل کو دیکھنے کے آرزومند ہیں تو ہمیں دونوں ہی سطح پر پائی جانے والی خرابیوں کو دور کر کے ان کی اصلاح کرنی ہوگی۔

اب یہ داعیان حق اور مصلحین کرام کی ذمہ داری ہے کہ وہ باہمی تعاون کے جذبے سے سرشار ہو کر امت مسلمہ کو اندر سے بدلنے کی حتی المقدور کوشش کریں۔ اس کی پوشیدہ وپنہاں ذاتی قوتوں کو پھر سے بروئے کار لائیں تاکہ تلافیٔ مافات ہو سکے اور امت مسلمہ ترقی یافتہ دنیا کے قافلہ سے جا ملے۔ ان کی بہترین چیزیں جذب کرے اور اپنی بہترین چیزوں سے انہیں روشناس کرائے۔ بلاشبہ امت مسلمہ کے پاس ترقی یافتہ دنیا کو دینے کے لیے بہت سی عمدہ اور مبارک چیزیں موجود ہیں جو اسے پیغام اسلامی اور اسلامی تہذیب سے ورثے میں ملی ہیں۔

بلاشبہ اسلام جس نے ماضی میں عربوں کو بدل کر رکھ دیا تھا۔ انہیں کفر وشرک کے گھٹاٹوپ اندھیرے سے نکال کر حق کی روشنی میں لایا تھا، جس اسلام نے عرب کے گلہ بانوں کو اقوام عالم کا پاسبان بنایا تھا، اس میں آج بھی انہیں بدل دینے کی صلاحیت وقدرت ہے۔ یہ اللہ کی مرضی کے مطابق انہیں از سر نو خیر امت کے مقام ومنصب پر فائز کر سکتا ہے۔ اسلام آج بھی ان کے اندر صحابۂ کرام جیسے کردار کے حامل لوگ پیدا کر سکتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس لیے اٹھا کھڑا کیا تھا، تاکہ وہ لوگوں کو بندوں کی بندگی سے نکال کر اللہ واحد کی بندگی کی طرف

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لائیں۔ دنیا کی تنگنائے سے نکال کر آخرت کی وسعتوں سے ہم کنار کریں۔ اسی طرح دیگر ادیان و مذاہب اور باطل فلسفوں کے ظلم و جور سے نجات دلا کر اسلام کے عادلانہ نظام اور اسلامی اقدار سے انہیں روشناس کرائیں۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ یقین کامل تھا کہ نصرتِ الٰہی ان کے پابہ رکاب ہوگی اور اللہ کے سپاہی ہی غالب ہوں گے۔ انہیں یقین تھا کہ یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ ہرگز وعدہ خلافی نہیں کرے گا۔ لیکن اس ایمان و یقین نے عملی جدو جہد اور اللہ کے راستے میں سخت جانفشانی سے انہیں باز نہیں رکھا۔ بلکہ جب تک اللہ کا وعدہ پورا نہیں ہو گیا وہ مسلسل جان و مال کی بازی لگاتے رہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے زمین میں صحابۂ کرام کے ذریعہ سے اپنا وعدہ پورا فرمایا اسی طرح آسمان میں بھی ان سے کیے ہوئے وعدے کو (نعمتوں بھری ابدی جنت کی شکل میں) پورا فرمائے گا۔ یہ صحابۂ کرام دراصل وعدۂ الٰہی کی تکمیل کے لیے تقدیر خداوندی کے کل پرزے تھے۔ بلکہ یہی وہ گروہ تھا جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے غلبہ و استعلا کے لیے مقرر فرمایا تھا۔ اس بات کی تائید بعض صحابہ کے قول سے بھی ہوتی ہے۔

روایتوں میں آتا ہے کہ ایرانیوں کے ساتھ کسی اسلامی معرکہ کے موقع پر ایرانی فوج کے کمانڈر نے اسلامی فوج کے کمانڈر سے دریافت کیا: تم کون ہو اور تمہارا مقصد کیا ہے؟ اس پر اسلامی فوج کے کمانڈر نے جواب دیا: ہم تقدیر الٰہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ذریعہ سے تمہاری آزمائش کی ہے اور تمہارے ذریعہ سے ہمیں آزمایا ہے۔ اگر تم بادلوں میں ہوتے تو ہم وہاں بھی تم پر چڑھ کر آتے یا تم خود گر کر ہمارے پاس آ پہنچتے۔

ہمارے لیے لازم ہے کہ ہم اسی امید افزا اور پرعزم روحانی کیفیت کے ساتھ اپنے مسائل و مشکلات پر قابو پانے کی کوشش کریں اور اپنی داخلی و خارجی رکاوٹوں کو دور کریں اور ابتدا اپنی باطنی اصلاح سے کریں۔ کیوں کہ ہمارا باطن ہی ساری مصیبتوں کی اصل اور ہمارے سارے امراض کی جڑ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کی طرف ہمیں ذیل کی آیت میں توجہ دلائی ہے۔ جب غزوہ احد میں مسلمانوں کی عارضی شکست کے بعد انہیں مخاطب کر کے فرمایا:

أَوَلَمَّآ أَصَٰبَتۡكُم مُّصِيبَةٞ قَدۡ أَصَبۡتُم مِّثۡلَيۡهَا قُلۡتُمۡ أَنَّىٰ هَٰذَاۖ قُلۡ هُوَ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنۡ عِنۡدِ اَنۡفُسِكُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۱۶۵﴾ (آل عمران،۳:۱۶۵)

''اور تمہارا کیا حال ہے کہ جب تم پر ایک مصیبت آپڑی تو تم کہنے لگے کہ کہاں سے آئی؟ حالاں کہ (جنگ بدر میں) اس سے دوگنی مصیبت تمہارے ہاتھوں (فریق مخالف پر) پڑ چکی ہے۔ اے نبی! ان سے کہو، یہ مصیبت تمہارے اپنے ہاتھوں لائی ہوئی ہے۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

اب ہمیں اللہ تعالیٰ کی نصرت پر یقین رکھتے ہوئے پورے اخلاص، عزمِ مصمم اور ثباتِ قدمی کے ساتھ اس میدان میں کام کرتے ہوئے آگے بڑھنا ہے۔ اس کام کو ایسے عزم کے ساتھ انجام دینا ہے کہ کسی طرح کی اکتاہٹ وگھبراہٹ آڑے نہ آئے اور اس کام کی کامیابی پر ہمیں اتنا یقین ہو کہ کوئی شک وتردد اسے متزلزل نہ کر سکے۔ یاس وقنوط کی زنجیروں سے آزاد ہو کر اور اپنے ہاتھوں میں امید کی شمع لے کر اگر ہم نے جہدِ مسلسل کے ساتھ اس کام کو جاری رکھا تو کامیابی لازماً ہمارے قدم چومے گی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے:

وَالَّذِيۡنَ جَاهَدُوۡا فِيۡنَا لَنَهۡدِيَنَّهُمۡ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۶۹﴾

(العنکبوت،۲۹:۶۹)

''جو لوگ ہماری خاطر جدوجہد کریں گے، انہیں ہم اپنے راستے دکھائیں گے۔ اور یقیناً اللہ نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض احادیث کے سلسلے میں غلط فہمیوں کا ازالہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث: ''بَدَأَ الْاِسْلَامُ غَرِیْباً''

س: وہ مشہور احادیث جو زبان زد خاص و عام ہیں اور جن کا ذکر تحریر و تقریر میں بڑی کثرت سے ہوتا ہے۔ ان ہی میں سے ہمارے زیر بحث حدیث: ''بَدَأَ الْاِسْلَامُ غَرِیْباً، وَ سَیَعُوْدُ کَمَا بَدَأَ، فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاءِ'' بھی ہے۔ اس کا ترجمہ ہے:

''اسلام ابتدا میں اجنبی تھا، اور اپنے آغاز ہی کی طرح ایک بار پھر اجنبی ہو جائے گا۔ مبارک باد ہو اجنبیوں کے لیے۔''

سوال یہ ہے کہ اس حدیث کا مقام صحت کے لحاظ سے کیا ہے اور اس سے مراد کیا ہے؟ لفظ غریباً (اجنبی) غُربة (اجنبیت) سے بنا ہے یا یہ لفظ غرابة (انوکھا پن اور غیر مانوسیت) سے مشتق ہے۔ میں نے بعض لوگوں کو اس موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے یہ سنا ہے کہ لفظ 'غریباً' غَرَابَة سے مشتق ہے اور اس میں دہشت کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ وہ اس کا انکار کرتے ہیں کہ یہ لفظ غُرْبَة سے نکلا ہے۔

اگر یہ لفظ 'غُرْبَة' سے مشتق ہے جیسا کہ مشہور اور متداول یہی ہے تو کیا اس حدیث میں اسلام کے ضعف اور ستارۂ اسلام کے ماند پڑ جانے کی طرف اشارہ ہے؟

کیا اس کے کچھ آثار و دلائل ہیں جن سے معلوم ہوتا ہو کہ اسلام دوبارہ اسی طرح غالب ہوگا جس طرح وہ قرن اول میں غالب ہو چکا ہے؟

ج: محدثین کرام کے نزدیک یہ حدیث بلا کسی اختلاف کے صحیح ہے اور یہ متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

امام مسلمؒ اور ابن ماجہؒ نے اسے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے اور امام ترمذیؒ اور ابن

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماجہؒ بھی اس کو عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ابن ماجہؒ نے حضرت انسؓ اور طبرانیؒ نے سلمان و سہل ابن سعد اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ یہ حدیث 'الجامع الصغیر' میں بھی منقول ہوئی ہے۔

امام مسلمؒ نے اس حدیث کو عبداللہ بن عمرؓ سے بھی روایت کی ہے مگر اس میں 'فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاءِ' کے الفاظ نہیں ہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ یہ حدیث بالاتفاق صحیح ہے۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ اس کا صحیح معنی و مفہوم کیا ہو سکتا ہے۔

بڑے افسوس کی بات ہے کہ آخری زمانے سے متعلق احادیث جنہیں (اَحَادِیثُ الفِتَنِ) اور (اَشْرَاطُ السَّاعَۃِ) کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، بعض لوگ ان کا ایسا معنیٰ و مفہوم بیان کرتے ہیں جس سے کسی بھی قسم کی اصلاح یا حالات کے بدلنے کی کوششیں لاحاصل نظر آتی ہیں۔ حالاں کہ یہ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو یاس و قنوطیت کی دعوت دیں گے اور اس کی تعلیم دیں گے کہ فساد و بگاڑ سے تعرّض نہ کیا جائے تاکہ وہ لوگوں کے رگ وریشے میں سرایت ہو اور منکرات کو کھلی چھوٹ دے دی جائے کہ وہ معاشرے کو اندر سے بالکل کھوکھلا کر کے چھوڑیں اور لوگ یوں ہی ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں۔ نہ کسی کو فساد اور بگاڑ کو ختم کرنے کی فکر ہو اور نہ کوئی سماج کی کج رویوں کو درست کرنے کے لیے کوشاں ہو۔ بلکہ سبھی لوگ ان کو تقدیر کا لکھا سمجھ کر دم سادھے بیٹھے رہیں۔

آخر اس کا تصور کیسے کیا جاسکتا ہے، جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ زندگی کی آخری سانس تک آپؐ نے زمین کی آبادکاری کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ اس حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے:

''اگر قیامت قائم ہو اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں کھجور کا پودا ہو اور قیامت کے پوری طرح قائم ہونے سے پہلے وہ اسے لگا سکتا ہے تو اسے چاہیے کہ اس پودے کو لگا دے۔''(۱)

(۱) اس حدیث کو امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی 'مسند' میں اور امام بخاریؒ نے اپنی کتاب 'الادب المفرد' میں حضرت انسؓ سے روایت کی ہے اور اسی طرح امام طیالسیؒ اور بزارؒ نے بھی روایت کی ہے۔ حافظ ہیثمیؒ نے اس کے راویوں کو ثقہ قرار دیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظاہر ہے کہ کھجور کے اس پودے کا پھل نہ تو وہ خود کبھی کھا سکے گا اور نہ اس کے بعد کے لوگ ہی کھا سکیں گے۔ کیوں کہ قیامت قائم ہو چکی ہے یا قائم ہونے کے بالکل قریب ہے۔

جب دنیوی معاملے میں امر مطلوب یہ ہے تو دینی معاملے کی اہمیت تو اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اس کے لیے تو آخری رمقِ حیات تک کام کرنے کی ضرورت ہے۔

جہاں تک لفظ 'غریباً' کا تعلق ہے تو ذہن میں پہلی بات جو آتی ہے وہ یہ ہے کہ اسے غُرْبَة سے مشتق ہونا چاہیے نا کہ 'غَرَابَة' سے۔ اس کی دلیل حدیث کا آخری جزو (فَطُوْبیٰ لِلْغُرَبَاءِ) ہے۔ کیوں کہ لفظ 'غرباء، غریب' کی جمع ہے اور غریب وہ ہے جو غربت سے متصف ہو نہ کہ غرابت سے۔ قرون اول کے مسلمانوں کی غربت و اجنبیت اسلام کی وجہ سے تھی جس پر وہ ایمان لائے تھے اور جس کی دعوت وہ دوسروں کو دے رہے تھے۔ اس کے علاوہ اکثر احادیث میں لفظ 'غریب' اجنبی ہی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ مثال کے طور پر حدیث ''کُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ'' میں لفظ غریب اجنبی ہی کے معنی میں ہے۔ (اس حدیث کے راوی امام بخاریؒ ہیں۔)

اسی طرح جتنی احادیث و روایات بھی لفظ 'غُرباء' کے اضافے کے ساتھ وارد ہوئی ہیں اُن سب میں اس کا مقصود اسلام کی غرابت نہیں بلکہ غربت اور اجنبیت ظاہر کرنا ہے۔

اگر ہم جائزہ لیں تو ماضی میں بھی اور آج کے اس موجودہ دور میں بھی اسلام خود اپنے دیار میں اپنے ماننے والوں کے درمیان اجنبی رہا ہے۔ یہاں تک کہ حقیقی اسلام کی دعوت دینے والے ہر دور میں ہمیشہ ظلم و ستم کا نشانہ بنتے رہے ہیں۔ انہیں تختۂ دار پر بھی چڑھایا گیا ہے اور وہ قتل بھی ہوتے رہے ہیں۔

یہ سوال کہ کیا اسلام اور اسلام پسندوں کی یہ اجنبیت عمومی و دائمی ہے یا جزوی اور عارضی ہے؟ تو جواب اس کا یہ ہے کہ بہت ممکن ہے کہ یہ اجنبیت کسی خاص ملک کے لحاظ سے ہو اور دوسرے تمام ممالک کے لحاظ سے نہ ہو یا کسی خاص زمانے میں ہو، ہر ایک زمانے میں نہ ہو یا کسی خاص قوم میں تو وہ اجنبی ہو لیکن دوسری قوموں کے درمیان وہ اجنبی نہ ہو۔ علامہ ابن

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیمؒ نے اس کی وضاحت اسی طرح کی ہے۔

میرا خیال یہ ہے کہ زیر بحث حدیث یہ بتاتی ہے کہ یہ کچھ گردشیں یا لہریں اور موجیں ہوں گی جو وقفے وقفے سے آتی اور جاتی رہیں گی۔ اسلام پر بھی دوسرے ادیان و مذاہب کی طرح بارہا ضعف بھی طاری ہوسکتا ہے اور وہ قوی اور طاقت ور بھی ہوسکتا ہے۔ کبھی وہ محض اشاعت پذیر ہونے کی پوزیشن میں ہوگا اور کبھی ٹھہر جائے گا۔ اسی طرح وہ ترقی اور اضمحلال دونوں ہی کیفیتوں سے دوچار ہوگا۔ یہ سب کچھ اس سنت الٰہی کے تحت ہوگا جو کبھی اور کسی کے لیے تبدیل نہیں ہوتی ہے۔ اسلام بھی انہیں نوامیس الٰہی (قوانین خداوندی) کا پابند ہے جن کا معاملہ لوگوں کے ساتھ دو رخا ہرگز نہیں ہوا کرتا اور نہ ایسا ہے کہ لوگوں کے لیے اس کے پاس ناپ تول کے دو پیمانے ہوں۔ اس لیے جو کچھ دوسرے ادیان و مذاہب کے ساتھ ہوتا رہا ہے اسلام کے ساتھ بھی ہوگا اور جو معاملہ دوسری امتوں کے ساتھ رہا ہے وہی امت مسلمہ کے ساتھ بھی ہوگا۔

چنانچہ یہ حدیث بتاتی ہے کہ اسلام پر ایک ایسا وقت آئے گا جب وہ کمزور ہوگا اور اس پر اضمحلال طاری ہو جائے گا۔ مگر اس ٹھوکر کے بعد وہ جلد ہی اٹھ کھڑا ہوگا اور اس کی نشاۃِ ثانیہ کے دور کا آغاز ہوگا۔ جیسا کہ اسلامی تاریخ کے ابتدائی دور میں ہو چکا ہے۔

یقیناً اسلام کا آغاز اجنبیت کی حالت میں ہوا تھا لیکن وہ زیادہ دیر تک اجنبی نہیں رہا۔ اسلام اپنے ابتدائی ایام میں ضعیف اور کمزور بھی رہا لیکن ضعف کی یہ حالت دیر تک باقی نہیں رہی۔ بلکہ وہ غیر محسوس طور پر طاقتور ہوتا رہا حتیٰ کہ غالب ہوگیا۔ اسلام کا دائرہ اپنے ابتدائی زمانے میں انتہائی محدود تھا مگر بعد کے ادوار میں وہ پھیلتا چلا گیا۔ یقیناً اسلام اپنے دورِ آغاز میں مظلومیت کی حالت میں تھا مگر زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ وہ غالب پوزیشن میں آگیا۔

ایک بار اپنے آغاز ہی کی طرح اسلام پھر اجنبی اور کمزور ہوگا تاکہ وہ دوبارہ طاقتور ہوکر دنیا کے نقشے پر ابھر سکے۔ آغاز ہی کی طرح ایک بار پھر اس کا تعاقب کیا جائے گا کہ وہ گوشۂ گمنامی میں چلا جائے۔ لیکن انجام کار وہ اور نمایاں ہوکر ابھرے گا اور پھر اسے سارے ہی باطل نظریات و مذاہب پر غلبہ حاصل ہوگا۔ اسلام اور اس کے پیروؤں کا اس قدر تعاقب کیا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے گا اوران کے ساتھ اتنے بڑے پیمانے پر ظلم وستم روا رکھا جائے گا کہ اس کے نتیجے میں سارے عالم میں اسلام کی اشاعت ہوگی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ دنیا کا ایک غالب مذہب بن کر رہے گا۔

اگر ہم مذکورہ حدیث کا صحیح طریقے سے مطالعہ کریں اوراس کا صحیح فہم حاصل کریں تو اس میں مستقبل سے مایوس ہونے کی کوئی دلیل نہیں ملے گی۔

اس حدیث سے حالات کے سامنے سپر انداز ہونے یا مستقبل سے مایوس ہونے کا قطعی کوئی عندیہ نہیں ملتا ہے اور نہ کسی حال میں ایسا کرنے کی اس حدیث میں تعلیم ہی دی گئی ہے۔ بلکہ بعض دوسری روایات میں 'غُرَبَاء' کی وضاحت کے لیے جو وصف بیان کیا گیا ہے ان میں اس بات کا ذکر موجود ہے کہ وہ سنت میں بگاڑ کے وقت اس کی اصلاح کریں گے اور جب لوگ سنتوں کا گلا گھونٹ رہے ہوں گے تو وہ احیائے سنت کا کام کریں گے۔

یہ غرباء درحقیقت مثبت کردار کے حامل، تعمیر پیشہ اور مصلح ہوتے ہیں۔ یہ ہر معاملے میں صرف سلبی پہلوؤں پر نظر رکھنے والے گوشہ نشین ہرگز نہیں ہوتے۔ یہ ان کی طرح نہیں ہوتے جو خود بھی تقدیر پر قانع ہو کر بیٹھ رہتے ہیں اور دوسروں کو بھی اسی بات کی تلقین کرتے ہیں۔ یہ نہ خود کسی طرح متحرک نظر آتے ہیں اور نہ کسی غافل انسان سے اس کی غفلت دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مفید رہے گا کہ یہاں ہم اس حدیث سے متعلق ابن قیمؒ کے خیالات کو نقل کریں جو انہوں نے اپنے استاد شیخ ہرویؒ کے کلام کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے۔ جو ان کی کتاب 'مَنَازِلُ السَّائِرِينَ' میں بَابُ الْغُرْبَةِ کے عنوان کے تحت مقامات اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِينُ کے ضمن میں درج ہے۔ ابن قیمؒ نے اپنے شیخ کے کلام کو اپنی کتاب 'مَدَارِجُ السَّالِكِينَ' میں ذکر کیا ہے۔

شیخ الاسلام ہرویؒ نے "بَابُ الْغُرْبَةِ" میں اللہ تعالیٰ کا قول نقل کیا ہے:

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِيهِ وَكَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿۱۱۶﴾ (هود، ۱۱:۱۱۶)

"پھر کیوں نہ ان قوموں میں سے جو تم سے پہلے گزر چکی ہیں ایسے اہل خیر ہوئے جو لوگوں کو زمین میں فساد برپا کرنے سے روکتے؟ ایسے لوگ نکلے بھی تو بہت کم، جن کو ہم نے ان قوموں میں سے بچالیا، ورنہ ظالم لوگ تو انہی مزوں کے پیچھے پڑے رہے جن کے سامان انہیں فراوانی کے ساتھ دیے گئے تھے۔ اور وہ مجرم بن کر رہے۔"

اس کے بعد ابن قیمؒ اپنے تبصرہ اور شرح میں فرماتے ہیں کہ اس باب میں شیخ کا اس آیت کریمہ سے استشہاد کرنا علم و معرفت میں ان کے رسوخ اور فہم قرآن کی دلیل ہے۔ کیوں کہ دنیا میں یقیناً وہی لوگ غرباء (اجنبی) ہیں جن کا ذکر مذکورہ آیت میں ہوا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کی طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد "بَدَأَ الْإِسلَامُ غَرِيباً، وَ سَيَعُودُ كَمَا بَدَأَ، فَطُوبىٰ لِلْغُرَبَاءِ" میں اشارہ فرمایا ہے۔

صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ یہ غرباء (اجنبی) کون لوگ ہیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: "یہ وہ لوگ ہوں گے جو لوگوں میں فساد پھوٹ پڑنے کے وقت اصلاح کا کام کریں گے۔"(۱)

امام احمدؒ نے فرمایا: عبدالرحمن بن مہدی نے زہیر کے واسطے سے اور انہوں نے عمرو بن ابی عمرو (جو مطلب بن حنطب کے غلام تھے) سے اور خود عمرو نے مطلب بن حنطب سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: "**فطوبی للغرباء**" (قابلِ مبارک باد ہیں اجنبی لوگ)۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ اجنبی لوگ

(۱) حافظ ہیثمیؒ نے "مجمع الزوائد" میں اسی طور پر سہل بن سعد الساعدی سے روایت کی ہے اور کہا ہے: طبرانی نے اس حدیث کو اپنی تینوں کتابوں میں روایت کیا ہے اور اس کے سارے راوی معتبر ہیں، سوائے بکر بن سلیم کے، حالانکہ وہ بھی ثقہ ہیں۔ (۷/۲۷۸) اسی طرح ہیثمیؒ نے جابرؓ کی حدیث روایت کی ہے اور کہا ہے: طبرانی نے اس حدیث کو "الاوسط" میں روایت کیا ہے۔ اس میں ایک راوی عبداللہ بن صالح ضعیف ہیں۔ بعض لوگوں نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔" (۷/۲۷۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کون ہیں؟ اس پر آپ نے فرمایا: ''اَلَّذِیْنَ یَزِیْدُوْنَ إِذَا نَقَصَ النَّاسُ۔''(۱)

اگر یہ حدیث اس لفظ کے ساتھ محفوظ ہے اور راوی کو اس کے الفاظ کے سلسلے میں کوئی سہو نہیں ہوا تو اس کے معنی یہی ہیں کہ یہ لوگ نیکی، ایمان اور تقویٰ کے اعتبار سے اس وقت بڑھے ہوئے ہوں گے جب کہ عام لوگوں کے اندر یہ تینوں چیزیں بہت کم مقدار میں ہوں گی۔ ویسے سیاق حدیث اس بات کا متقاضی ہے کہ اس حدیث کے الفاظ یوں ہوں: ''اَلَّذِیْنَ یَنْقُصُوْنَ إِذَا زَادَ النَّاسُ'' واللہ اعلم۔ اس طرح حدیث کے معنی یہ ہوں گے کہ ''جب بے دین لوگوں کی تعداد زیادہ ہوگی تو ان حقیقی اسلام پر عمل کرنے والوں کی تعداد تھوڑی ہوگی۔''

اعمش نے ابوالاحوص سے اور انہوں نے عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسلام اپنے آغاز میں اجنبی تھا اور عنقریب آغاز ہی کی طرح پھر اجنبی ہو جائے گا تو مبارک باد ہو اجنبیوں کے لیے۔ دریافت کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ اجنبی لوگ کون ہیں؟ آپؐ نے فرمایا ''اَلنُّزَّاعُ مِنَ الْقَبَائِلِ'' یعنی ''وہ لوگ جنہیں ان کے قبیلوں سے الگ تھلگ کر دیا گیا ہو۔''(۲)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''قابل مبارک باد ہیں اجنبی لوگ'' آپ سے دریافت کیا گیا یہ اجنبی لوگ کون ہیں؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگوں کی

---

(۱) یہ حدیث تلاشِ بسیار کے بعد بھی مجھے ''مسند احمد'' میں نہیں ملی اور نہ حافظ ہیثمیؒ کی ''مجمع الزوائد'' میں مل سکی۔ صحاح ستہ سمیت ۹ کتابوں کی احادیث پر مشتمل انڈکس میں بھی اس حدیث کی طرف کوئی اشارہ نہیں ملا ہے۔ ''مسند احمد'' کی شیخ البانیؒ کی فہرست میں صحابہ میں سے جن رواۃ کا ذکر ہے ان میں مطلب بن حنطب کا نام نہیں ہے۔ اب دو ہی وجہیں ہمارے سامنے ہیں یا تو ان کا نام طباعت سے ساقط ہوگیا ہو یا احمدؒ نے اس حدیث کو خارج از ''مسند'' روایت کیا ہو۔

(۲) یہ حدیث سنن الدارمی میں ہے اور اس کا نمبر ۲۷۵۷ ہے ابن ماجہ میں اس کا نمبر ۳۹۸۸ ترمذی میں اس کا نمبر ۲۶۳۱ ہے۔ لیکن اس میں سوال مذکور نہیں ہے۔ امام ترمذیؒ نے اس کو حسن غریب صحیح بتایا ہے۔ امام بیہقیؒ نے ''کتاب الزھد'' میں اس حدیث کو بیان کیا ہے جس کا نمبر ۲۰۸ ہے، امام بغویؒ نے اس کو اپنی ''شرح السنۃ'' میں ذکر کیا اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔ (۱/۱۱۸) حدیث نمبر ۶۴، مطبوعۃ المکتب الاسلامی بیروت، لبنان

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک بڑی تعداد میں یہ کچھ تھوڑے سے صالح لوگ ہوں گے۔ ان کی بات ماننے والوں کے مقابلے میں ان کی بات نہ ماننے والوں کی تعداد زیادہ ہوگی۔"(۱)

امام احمد نے اپنی مسند میں عبداللہ بن عمروؓ کے واسطے سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے قریب سب سے زیادہ غرباء یعنی اجنبی لوگ ہیں۔" صحابہؓ نے دریافت کیا کہ یہ غرباء کون ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: "یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے دین کی حفاظت کی خاطر آبادیوں سے دور چلے جائیں گے اور قیامت کے دن عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے پاس جمع ہوں گے۔"(۲)

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے: "اسلام اپنے آغاز میں اجنبی تھا اور پھر دوبارہ اپنے آغاز ہی کی طرح اجنبی ہوجائے گا، تو مبارک باد ہو اجنبیوں کے لیے" دریافت کیا گیا: یارسول اللہ یہ اجنبی لوگ کون ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: "یہ وہ لوگ ہیں جو میری سنت کو زندہ کریں گے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیں گے۔"(۳)

حضرت نافعؒ نے امام مالکؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمرؓ مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ معاذ ابن جبلؓ حجرۂ مبارک سے لگ کر بیٹھے رو رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ

(۱) اس حدیث کو مسند امام احمدؒ کے محقق شیخ شاکر نے صحیح قرار دیا ہے اور ہیثمیؒ نے اس حدیث کو انہیں الفاظ میں بیان کیا ہے۔ (۲۷۸/۷) اور کہا ہے کہ امام احمد اور طبرانی نے "الاوسط" میں اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اس میں ابن لھیعة نام کے ایک راوی ہیں جو ضعفِ حفظ کا شکار ہیں۔ ایک دوسری جگہ بھی اس حدیث کے ایک جز کو امام ہیثمیؒ نے بیان کرکے کہا ہے کہ طبرانی نے اس کو "الکبیر" میں بیان کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ یہ حدیث مختلف سندوں سے ملتی ہے اور ان دونوں میں سے ایک کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ (۲۵۶/۱۰)

(۲) امام احمد نے کتاب الزھد صفحہ ۷۷ پر نقل کیا ہے۔ یہ حدیث "المسند" میں اس طرح نہیں ہے جس طرح امام بیہقیؒ نے "کتاب الزھد" میں روایت کی ہے۔ حدیث کا نمبر ۲۰۶ ہے۔

(۳) امام بیہقی نے "کتاب الزھد" میں اس حدیث کو کثیر بن عبداللہ بن عوف کے واسطے سے روایت کیا ہے اور وہ اپنے والد اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، لیکن وہ بہت ضعیف ہیں۔ حدیث کا نمبر ۲۰۷ ہے۔ امام ترمذی نے بھی اسی سند سے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اس کا نمبر ۲۶۳۲ ہے۔ انہوں نے اسے حسن قرار دیا ہے اور بعض نسخوں میں حسن صحیح بھی لکھا ہے۔ مگر اس کے الفاظ یہ ہیں: "مبارک باد ہو اجنبیوں کے لیے، یہ وہ لوگ ہوں گے جو میری ان سنتوں کی اصلاح کریں گے جن میں میرے بعد لوگوں نے بگاڑ پیدا کردیا ہوگا" اسی عبارت پر نقاد حدیث نے گرفت کی ہے۔ شاید کہ امام ترمذی نے کثرت شواہد کی بنا پر اسے حسن یا صحیح قرار دیا ہو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے پوچھا: اے ابوعبدالرحمن کیوں رو رہے ہو، کیا تمہارا بھائی مر گیا ہے؟ اس پر حضرت معاذؓ نے کہا: نہیں بلکہ ایک حدیث جس کو میرے محبوبؐ نے مجھ سے بیان کیا تھا اور میں اس وقت مسجد میں تھا، وہی اس وقت یاد آ گئی۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ اس پر حضرت معاذؓ نے کہا: آپؐ کا ارشاد ہے کہ "اللہ تعالیٰ گمنام، متقی اور نیک لوگوں کو پسند کرتا ہے۔ جو اگر غائب ہو جائیں تو ان کی گم شدگی کا احساس نہ ہو اور اگر سامنے ہوں تو انہیں کوئی جاننے والا نہ ہو۔ ان کے دل ہدایت کے چراغ ہیں۔ وہ ہر طرح کی آزمائشوں سے بآسانی نکل جاتے ہیں۔"(۱)

یہی وہ غرباء (اجنبی لوگ) ہیں جن کی احادیث میں تعریف کی گئی ہے اور جو اس لائق ہیں کہ ان پر رشک کیا جائے۔ انہیں غرباء کے نام سے اس لیے موسوم کیا گیا ہے کہ لوگوں کے درمیان ان کی تعداد بہت تھوڑی ہوگی۔ ان کی جو صفات احادیث میں بیان کی گئی ہیں، لوگوں کی اکثریت ان صفات سے خالی ہوگی۔ اس طرح سچے اہل ایمان عام مسلمانوں کے درمیان غرباء (اجنبی) ہوں گے اور سچے اہل ایمان کے درمیان اہل علم اجنبی ہوں گے۔ اسی طرح سنت پر کاربند لوگ جو بدعت اور خرافات کو سنت سے چھانٹ کر الگ کر رہے ہوں گے وہ عام اہل علم کے درمیان اپنی قلتِ تعداد کے باعث اجنبی ہوں گے۔ لوگوں کو سنت کی پابندی کی دعوت دینے والے اور اس راہ میں مخالفین کی طرف سے پیش آنے والی اذیتوں کو برداشت کرنے والے ان سب لوگوں میں سب سے زیادہ اجنبی ہوں گے۔ لیکن یہی لوگ درحقیقت اہل اللہ اور اس کے خاص بندے ہوں گے۔ یہ لوگ حقیقی معنی میں اجنبی نہیں ہوں گے، بلکہ لوگوں کی اکثریت میں اپنی تعداد کم ہونے کے سبب وہ اجنبی لگیں گے۔ اللہ

(۲) اس حدیث کو ان الفاظ میں ابن ماجہ نے نقل کیا ہے (۳۹۸۶) اور "مجمع الزوائد" میں اسے ابن لہیعۃ کی وجہ سے ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ حاکم نے اس کو ایک دوسری سند سے روایت کر کے کہا ہے کہ یہ صحیح ہے اور زید ابن اسلم کی ثقاہت پر کوئی کلام نہیں ہے۔ (۱/ ۴) امام ذہبیؒ نے اس کی موافقت کی ہے۔ ہماری کتاب "المنتقی من الترغیب والترھیب" میں یہ حدیث ۹۱ نمبر پر موجود ہے۔ بیہقی نے اس کو "کتاب الزھد" میں ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے جس کا نمبر ۱۹۷ ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ نے انہیں لوگوں کے بارے میں فرمایا ہے:

وَإِنْ تُطِعْ أَكْثَرَ مَنْ فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ (الانعام،۶:۱۱۶)

''اے نبی! اگر تم زمین میں بسنے والوں کی اکثریت کے کہنے پر چلو تو وہ تمہیں اللہ کے راستے سے بھٹکا دیں گے۔''

یعنی یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول اور دین اسلام سے تعلق کی بنا پر اجنبی ہوں گے۔ ان کی یہ غربت واجنبیت ایک وحشت ناک غربت واجنبیت ہوگی۔ اگرچہ وہ اپنے دیار میں معروف ومشہور ہوں گے۔ جیسا کہ کسی عربی شاعر نے کہا ہے:

فَلَيْسَ غَرِيبًا مَنْ تَنَاءَتْ دِيَارُهُ
وَلٰكِنْ مَنْ تَنَاءَيْنَ عَنْهُ غَرِيبْ!

''اجنبی وہ نہیں ہے جو اپنے دیار سے دور ہو، بلکہ اجنبی وہ ہے جس سے اہل دیار دور ہیں۔''

جب موسیٰ علیہ السلام قوم فرعون سے بھاگ نکلے اور اس حال میں مدائن پہنچے کہ وہ بالکل یکا وتنہا تھے، خوفزدہ، بھوکے اور اجنبی تھے۔ اس حال میں انہوں نے جس کیفیت کے ساتھ اللہ کو یاد کیا ہے وہ ایک اجنبی کے دل کی بہترین ترجمان ہے۔ انہوں نے کہا: ''اے میرے پروردگار! میں یکا وتنہا ہوں، بیمار ہوں، اجنبی ہوں'' پس ندا آئی: ''اے موسیٰ! یکا وتنہا تو وہ ہے جس کے لیے میرے جیسا انیس وہمدرد نہ ہو اور مریض تو حقیقت میں وہ ہے جس کے لیے میرے جیسا طبیب نہ ہو۔ بھلا وہ آدمی اجنبی کیسے ہوگا جس سے میرا خصوصی ربط وتعلق ہے۔''

غربت واجنبیت کی تین قسمیں ہیں: ایک تو اللہ والوں اور رسول اللہ کی سنت کی پیروی کرنے والوں کی غربت سارے انسانوں کے درمیان ہے۔ یہی وہ غربت ہے جس کے حاملین کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعریف فرمائی ہے۔ جس دین کو آپؐ لے کر آئے تھے اس کے بارے میں آپ نے خبر دی ہے کہ ''وہ اپنے آغاز میں بھی اجنبی تھا اور عنقریب دوبارہ اجنبی ہو جائے گا اور اس وقت اس دین کو ماننے والے اجنبی ہو جائیں گے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کے علمبرداروں کی یہ غربت واجنبیت ضروری نہیں ہے کہ ہر جگہ اور ہر وقت اور ہر دور میں یکساں نوعیت کی ہو، بلکہ بسا اوقات یہ الگ الگ ملکوں اور الگ الگ وقتوں میں بالکل مختلف ہوسکتی ہے۔ ہاں! اتنا ضرور ہے کہ ہر زمانے اور ہر ملک میں اس غربت سے متصف لوگ حقیقی معنی میں اہل اللہ ہوں گے۔ انہوں نے کبھی کسی غیر اللہ کی جبہ سائی نہیں کی ہوگی اور نہ رسول اللہ کے علاوہ کسی اور کی پیشوائی ورہنمائی قبول کی ہوگی۔ نہ اسلام کے علاوہ کبھی کسی اور نظریہ ومذہب کی طرف لوگوں کو دعوت دی ہوگی۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس وقت اپنے آپ کو لوگوں سے الگ تھلگ کرلیا جب انہیں ان کی زیادہ ضرورت تھی۔ جب قیامت میں لوگ اپنے اپنے معبودوں کے ساتھ چلیں گے تو یہ لوگ اپنی جگہ کھڑے رہیں گے۔ جب ان سے کہا جائے گا "آخر تم لوگ ادھر کیوں نہیں جاتے جدھر اور لوگ گئے؟" تو وہ جواب دیں گے کہ "ہم نے اس وقت ان لوگوں کا ساتھ چھوڑ دیا تھا جب کہ ہم ان کے آج کے مقابلے میں زیادہ ضرورت مند تھے اور آج تو ہم اپنے اس رب کے دیدار کے منتظر ہیں جس کی ہم دنیا میں عبادت وبندگی کررہے تھے۔"

دین اسلام کے واسطے سے پیش آنے والی یہ غربت واجنبیت ان لوگوں کے لیے باعث وحشت نہیں ہوگی جو اس دین پر پوری طرح گامزن ہوں گے۔ بلکہ جب لوگ ان سے وحشت محسوس کرتے ہوں گے تو وہ اپنے آپ میں ایک پرکیف اُنس محسوس کرتے ہوں گے۔ ان کو اس وقت شدید وحشت محسوس ہوگی جب لوگ ان سے بہت زیادہ اظہار انس کریں گے۔ چونکہ ان کے ولی ودوست اللہ واس کا رسول اور مومنین ہوں گے۔ اس لیے اگر لوگوں کی اکثریت ان کی دشمن ہوجائے اور ان کے ساتھ جفاکشی کا معاملہ کرے تو انہیں اس کی رتی برابر پروانہ ہوگی۔

حضرت قاسم نے ابوامامہؓ سے روایت کی ہے اور ابوامامہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کا قول نقل کرتے ہوئے کہا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "میرے نزدیک میرا سب سے زیادہ قابل رشک ولی ودوست وہ بندۂ مومن ہے جو دنیوی مال ومتاع کے اعتبار سے ہلکا پھلکا ہو، نماز کا دلدادہ ہو، اپنے رب کی بندگی نہایت عمدگی سے بجالاتا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو، اس کا رزق اس کی ضرورت کے مطابق ہو اور لوگوں کے درمیان وہ ایسا غیر معروف ہو کہ اس کی طرف کوئی اشارہ بھی نہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی ملاقات تک اسی حالت پر صبر کرتا رہے۔ پھر موت اس کو اس حال میں آئے کہ اس کا ترکہ انتہائی معمولی ہو اور اس کی موت پر آنسو بہانے والے کم ہوں۔ (۱)

ان غرباء (اجنبی لوگوں) میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جن کا حضرت انسؓ نے اپنی حدیث میں ذکر کیا ہے۔ وہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کتنے ہی پراگندہ اور پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس ایسے لوگ ہیں جن کی طرف عام طور پر لوگ التفات نہیں کرتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ سے اس کی قربت کا یہ عالم ہے کہ اگر وہ اللہ کے حوالے سے کوئی قسم کھا بیٹھیں تو اللہ ان کی قسم کو پوری کر دیتا ہے۔''(۲)

ابوادریس خولانی کی حدیث میں ہے جسے انہوں نے معاذ بن جبلؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں تمہیں اہل جنت کے بادشاہوں کے بارے میں نہ

---

(۱) اس حدیث کی روایت امام ترمذیؒ نے بھی کی۔ اس کے الفاظ یہ ہیں: آپؐ نے اپنے ہاتھ کو جھاڑا اور فرمایا: ''اس کی موت جلدی آ گئی۔''

ترمذیؒ نے اس حدیث کی روایت ''الزھد'' میں عبید اللہ بن زحر کے واسطے سے کی ہے، وہ علی بن زید، اور وہ قاسم سے روایت کرتے ہیں، مگر یہ سند ضعیف ہے، اگرچہ ترمذیؒ نے اسے حسن قرار دیا۔ حدیث کا نمبر ۲۳۴۸ ہے۔ ابن ماجہؒ نے ایک دوسری سند سے اسی طرح سے روایت کی ہے جس کا نمبر ۴۱۱۷ ہے۔ اس میں دو راوی ضعیف ہیں جیسا کہ بوصیری کی ''الزوائد'' میں ہے۔

(۲) ہیثمیؒ نے اسی طور سے ''مجمع الزوائد'' میں نقل کیا ہے: ۱۰/ ۲۶۴ اور کہا ہے کہ طبرانی نے اس کو ''الاوسط'' میں روایت کیا ہے، اس میں ایک راوی عبداللہ بن موسیٰ التیمی ہیں جو ثقہ ہیں۔ اس کے باقی راوی صحیح بن حبان کے ہیں۔ یہ حدیث جابر ابن ہرم سے بھی مروی ہے اور ابن حبان نے ان کے ضعف کے باوجود انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔ اسی طور سے ابن مسعودؓ کی حدیث سے نقل کیا ہے جس کی سند بہت اچھی ہے۔ صحیح مسلم میں بھی ابن مسعودؓ کے واسطے سے ہے اور اس کی سند بھی بہت اچھی ہے۔ ''صحیح مسلم'' میں ابوہریرہؓ کے واسطے سے بھی ہے مگر الفاظ یہ ہیں: کتنے ہی پراگندہ سر، دروازوں پر دھکا کھانے والے لوگ ایسے ہیں کہ اگر اللہ پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری کر دے۔ حدیث نمبر ۶۲۶۲ ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتاؤں؟''لوگوں نے عرض کیا، کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! آپ ؐ نے فرمایا: ''ہر کمزور، غبار آلود اور بوسیدہ کپڑوں میں ملبوس جس کی طرف کوئی توجہ نہ دے۔ اگر وہ اللہ کے واسطے سے قسم کھالے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو پوری کر دیتا ہے۔''(۱)

حسن بصریؒ نے کہا: مومن اس دنیا میں ایک اجنبی کے مانند زندگی گزارتا ہے۔ یہاں کی ناکامیوں اور رسوائیوں پر کسی طرح کی بے چینی اور افسوس کا اظہار نہیں کرتا ہے۔ نہ اس دنیا کے عزوجاہ کے لیے کسی سے مقابلہ آرائی کرتا ہے۔ اس کا حال لوگوں کے احوال سے بالکل مختلف ہوتا ہے۔ لوگ اس کی جانب سے راحت و آرام محسوس کرتے ہیں اور وہ خود اپنے آپ میں بے چین و مضطرب ہوتا ہے۔

ان غرباء کی صفات (جنہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قابل رشک بتایا ہے) میں سے ایک صفت یہ ہوگی کہ جب لوگ سنت رسول ؐ سے بے رغبتی اختیار کریں گے تو اس وقت یہ لوگ سنت کو حرزِ جان بنائے ہوئے ہوں گے۔ لوگوں کی گھڑی ہوئی بدعات وخرافات سے مکمل اجتناب کریں گے۔ گرچہ یہی منکرات لوگوں کے نزدیک معروف ہوں گی۔ وہ لوگ توحید کو ہر شائبۂ شرک سے چھانٹ کر الگ کریں گے جب کہ لوگوں کی اکثریت ان کے اس کام پر اظہار نکیر کرے گی۔ وہ لوگ اپنے آپ کو اللہ اور اس کے رسول ؐ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب نہیں کریں گے، چاہے وہ کوئی شیخ طریقت ہو یا کوئی مذہب ومسلک ہو یا کوئی خاص گروہ ہو۔ بلکہ یہ غرباء عبادت کے معاملے میں صرف اللہ کی طرف رجوع کریں گے۔ اور رسول ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کے اتباع کے ذریعہ سے اس سے اپنی نسبت قائم کریں گے۔ دراصل یہی وہ لوگ ہوں گے جو انگارے کو اپنے ہاتھ میں لینے والے ہوں گے۔ لوگوں کی اکثریت بلکہ سارے ہی لوگ انہیں ہدف ملامت بنائیں گے۔ دنیائے انسانیت میں ان کی غربت و اجنبیت کے باعث اہل بدعت اور بے راہ رو لوگ ان سے دشمنی کریں گے اور سوادِ اعظم سے انہیں بالکل الگ تھلگ کر دینے کی کوشش کریں گے۔

---

(۱) اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے جس کا نمبر ۴۱۱۵ ہے۔ اس میں ایک راوی سوید بن عبدالعزیز ہے جسے لوگوں نے ضعیف قرار دیا ہے اور بعض شواہد کی بنا پر اسے حسن قرار دیا ہے۔ دیکھئے ''فیض القدیر'' حدیث نمبر ۲۸۵۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول: "هُمُ النُّزَّاعُ مِنَ الْقَبَائِلِ"۔ "یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنے قبیلوں سے الگ تھلگ ہو گئے ہوں گے۔" اس کا مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ مقبول کو اس دنیا میں انسانوں کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا تو اس وقت اس زمین پر بسنے والے لوگ مختلف ادیان سے وابستہ تھے۔ کوئی بتوں کا پجاری تھا تو کوئی آتش پرست تھا اور کچھ لوگ خیالی تصویروں اور صلیب کے پرستار تھے۔ کچھ لوگ یہود، صابئہ اور فلاسفہ کے گروہوں میں بٹے ہوئے تھے۔ چنانچہ جب اسلام کا ظہور ہوا تو ابتداءً وہ ان سب کے لیے اجنبی تھا۔ اس وقت جس کسی نے اسلام قبول کیا اور اللہ اور اس کے رسول کی دعوت پر لبیک کہا، وہ اپنے اہل خاندان، قبیلہ رشتہ داروں اور محلے میں اجنبی بن کر رہ گیا۔

اس طرح اسلام کی دعوت پر لبیک کہنے والے اپنے قبیلوں سے الگ ہو کے رہ گئے بلکہ وہ بالکل اکیلے ہو گئے۔ وہ اپنے ہی خاندان اور عزیز و اقارب کے لیے اجنبی بن گئے۔ یہ لوگ انتہائی کسمپرسی کی حالت میں اسلام میں داخل ہوئے اور اسلام کے غالب آنے تک حقیقی معنوں میں یہ اجنبی رہے۔ جب اسلام کی دعوت ہر طرف پھیل گئی اور لوگ کثرت سے حلقہ بگوشِ اسلام ہونے لگے تو اسلام اور مسلمانوں کی غربت و اجنبیت کا دور ختم ہو گیا۔ پھر حالات آہستہ آہستہ بدلنا شروع ہوئے یہاں تک کہ وہ وقت آیا جب کہ اسلام اپنے آغاز کی طرح دوبارہ اجنبی بن گیا۔ بلکہ حقیقی اسلام جس پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ قائم تھے وہ اپنے ظہور کے ابتدائی ایام کے مقابلے میں آج زیادہ اجنبی ہے۔ اگرچہ اس کی علامتیں اور اس کے خطوط انتہائی معروف اور واضح ہیں جس طرح حقیقی اسلام آج لوگوں کے لیے بالکل اجنبی بن گیا ہے۔ اسی طرح اس کے علمبردار لوگوں کے درمیان انتہا درجے کے اجنبی ہیں۔

آخر ایسا کیوں نہ ہو جب کہ بہتر فرقے گمراہی پر ہوں گے اور صرف ایک فرقہ ہدایت پر ہوگا۔ یہ بات ظاہر ہے کہ اس ایک فرقے کی تعداد ان کے درمیان بہت تھوڑی ہوگی۔ اس ایک فرقہ کے علاوہ سارے فرقوں کا مطمح نظر عوام الناس کی بھیڑ اکٹھا کرنا اور ولایت و سربراہی اور گدی کا حصول ہوگا۔ ان کا بازار اسی صورت میں چمکے گا جب کہ وہ رسول اللہ صلی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی مخالفت کریں گے۔ کیوں کہ آپؐ کی لائی ہوئی شریعت کی روح ان کی خواہشات اور لذتِ نفس سے بالکل واضح طور پر متصادم ہوگی۔ شکوک وشبہات اور بدعات وخرافات کی پیروی ہی ان کے عمل اور ان کی فضیلت و بزرگی کی معراج ہوگی اور ان کے عزم وارادے اور ان کے مقاصد کی انتہا شہوت پرستی ہوگی۔

آخر ان اہواء پرستوں، شیخ کی بات ماننے والوں اور اپنی ہی بات چلانے والوں کے درمیان ایک بندۂ مومن جو صرف اللہ اور اس کے رسولؐ کے بتائے ہوئے راستے پر چل رہا ہو، اجنبی کیوں کر نہ ہوگا؟ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''تم لوگ بھلائی کا حکم دو اور برائی سے روکو یہاں تک کہ جب تم دیکھو کہ لوگ متاعِ دنیا کے حریص ہو گئے ہیں، خواہش نفس کے پیچھے بے دھڑک بھاگ رہے ہیں، آخرت کو بھلا کر دنیا پر ریجھ رہے ہیں، ہر شخص کو اپنی ہی رائے بھلی معلوم ہو رہی ہے اور اس وقت تمھیں ایسا لگے کہ اب معاملہ تمہارے قابو سے باہر ہو گیا ہے تو ایسی صورت میں تم کو خاص طور پر اپنی فکر کرنی چاہیے اور اپنے آپ کو عوام کے فتنوں سے دور رکھو۔ کیوں کہ تمہارے بعد ایک ایسا دور آنے والا ہے جس میں دین اسلام پر مضبوطی سے قائم رہنا ہاتھ میں انگارا لینے کے مترادف ہوگا۔'' اسی لیے ایسے صبر آزما وقت میں دین داری اختیار کرنے والے سچے مسلمان کو پچاس صحابہؓ کا اجر ملے گا۔ (۱)

سنن ابوداؤد اور ترمذی میں ابوثعلبہ خشنی سے ایک حدیث مروی ہے جس میں انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آیت:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۭ (المائدۃ ۵:۱۰۵)

(۱) اس بات سے حافظ ابن عبدالبر کے اس قول کی تائید ہوتی ہے کہ صحابہ کرامؓ کے دور کی فضیلت ان کی مجموعی حیثیت کے سبب سے ہے نہ کہ ایک ایک فرد کی فضیلت ہے۔ انصار اور مہاجرین میں سابقون الاولون، اہل بدر، اہل بیعت رضوان اور صحابہؓ میں سے جس کسی کو کوئی خاص فضیلت ہے وہ سب لوگ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ مذکورہ بالا اجر کی بشارت دراصل آئندہ نسلوں کے لیے امید کا دروازہ کھولتی ہے اور اس بات کی تائید ترمذی کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے: ''میری امت کی مثال بارش جیسی ہے جس کے بارے میں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس کا پہلا حصہ بہتر ہے یا آخری۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے ایمان لانے والو! اپنی فکر کرو، کسی کی گمراہی سے تمہارا کچھ نہیں بگڑتا اگر تم خود راہ راست پر ہو۔"

سے متعلق دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا: "تم لوگوں کو بھلائی کا حکم دو اور برائی سے روکو۔ جب تم دیکھو کہ لوگ شحِ نفس کی پیروی کر رہے ہیں، خواہشات کے پیچھے بھاگ رہے ہیں، دنیا پر ریجھ رہے ہیں اور ہر شخص کو اپنی ہی رائے بھلی معلوم ہو رہی ہے تو اس وقت تم خاص طور پر اپنی فکر کرو اور عوام سے اپنا پیچھا چھڑا لو۔ کیوں کہ تمہارے بعد بہت صبر آزما دور آنے والا ہے جس میں دین اسلام پر جمنا ہاتھ میں انگارا لینے کے مترادف ہوگا۔ اس وقت اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا رہنے والے کو ان پچاس آدمیوں کے برابر اجر ملے گا جو اسی جیسا عمل کریں گے۔" راوی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ پچاس آدمی ان میں کے ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا: "تمہارے پچاس آدمیوں کے برابر اجر ہوگا۔" یہ عظیم اجر لوگوں کے درمیان اس کی اجنبیت کے باعث ہوگا۔ اس لیے کہ جب لوگ خود پرستی اور اپنی خواہشاتِ نفس کی تاریکیوں میں ڈوبے ہوں گے تو اس وقت وہ سنت نبویؐ کو اپنے سینے سے لگائے ہوگا۔

اس لیے بندۂ مومن جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی بصیرت، سنت رسول کا شعور اور اپنی کتاب کا فہم عطا فرمایا ہے۔ اس کے سامنے لوگوں کی نفس پرستی، بدعات و گمراہیوں کو واضح کر دیا ہے اور اس کے سامنے یہ بات بالکل عیاں ہوگئی ہے کہ لوگ اس صراط مستقیم سے ہٹے ہوئے ہیں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب تھے، تو ایسی صورت حال میں اگر وہ صراط مستقیم پر گامزن رہنا چاہتا ہے تو اسے ہر وقت اس بات کے لیے اپنے آپ کو آمادہ رکھنا ہوگا کہ جاہلوں اور اہل بدعت کی طرف سے اس پر جو تنقید، طعن و تشنیع اور طنز و تعریض ہوگی اسے وہ بخوبی گوارا کرے گا۔ یہ لوگ اتنے ہی پر اکتفا نہیں کریں گے بلکہ ان کے کافر اسلاف نے جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا یہ بھی اس بندۂ مومن سے لوگوں کو نفرت دلائیں گے اور انہیں اس سے ہوشیار رہنے کا درس دیں گے۔ (1) اگر وہ ان کو صراط مستقیم کی دعوت دے گا یا ان کے جاہلی طور طریقوں پر تنقید کرے گا تو پھر یہ لوگ اس کے خلاف قیامت برپا کر دیں گے۔ اس کے لیے آلام و مصائب کا ایک طوفان کھڑا کر دیا جائے گا۔ اس کے لیے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھانسی کے تختے نصب ہوں گے اور ہر طرف سے اس کے خلاف لشکر کشی کر کے اسے روند ڈالنے کی کوشش کی جائے گی۔

وہ بندۂ مومن عام لوگوں کے ادیان میں فساد کے باعث اپنے دین ومذہب کے اعتبار سے اجنبی ہوگا، کیوں کہ ہر طرف خرافات وبدعات کا چلن ہوگا اس لیے وہ سنت نبوی ﷺ کو اختیار کرنے کی وجہ سے اجنبی ہوگا۔ وہ عقیدۂ توحید کو اختیار کر کے اجنبی ہوگا، اس لیے کہ لوگوں کے عقائد فاسد ہو چکے ہوں گے۔ وہ اپنی نماز میں اجنبی ہوگا، اس لیے کہ دوسروں کی نمازوں میں بے شمار خرابیاں پیدا ہوگئی ہوں گی۔ وہ اپنے طور طریقوں میں اجنبی ہوگا، اس لیے کہ دوسروں کے طور طریقوں میں فساد پیدا ہو گیا ہوگا۔ وہ اپنے انتساب میں اجنبی ہوگا اس لیے کہ اس کا یہ انتساب لوگوں کی نسبتوں کے بالکل مخالف سمت میں ہوگا۔ وہ عام لوگوں کے ساتھ اپنے رویے اور معاشرت میں اجنبی ہوگا، کیوں کہ ان کے ساتھ اس کا رہن سہن ان کی خواہشات نفس کے خلاف ہوگا۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ دنیا وآخرت کے سارے معاملات میں وہ اجنبی ہوگا، اس لیے وہ عامة الناس میں اپنا کوئی معاون ومددگار نہیں پائے گا۔ وہ جاہلوں کے درمیان اکیلا عالم ہوگا۔ اہل بدعت کے درمیان تنہا سنت پر عامل ہوگا۔ جب لوگ بدعات وخرافات کی طرف دعوت دے رہے ہوں گے تو وہ یکا وتنہا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لوگوں کو بلا رہا ہوگا۔ وہ ایک ایسی قوم میں بھلائیوں کا حکم کر رہا ہوگا اور برائیوں سے روک رہا ہوگا جس کے نزدیک بھلائی برائی اور برائی بھلائی ہو چکی ہوگی۔ (۲)

---

(۱) ہمارے اس دور میں ایسا عنصر داخل ہو گیا ہے جس نے دعوت الی اللہ کا کام کرنے والی اور کتاب وسنت کی طرف لوگوں کو بلانے والی مومن جماعت کو مزید غربت واجنبیت سے دوچار کر دیا ہے۔ یہ دراصل ملک کی حکمران طاقتوں کا ان پر ظلم وستم اور ہمہ آن ان کا تعاقب ہے۔ یہ حکومتیں اپنے ملکوں کی داعی جماعت کو ایذا پہنچانے اور اس کے افراد پر عرصۂ حیات تنگ کرنے کے لیے طاقت کے تمام ممکنہ ذرائع ووسائل کو کام میں لاتی ہیں۔ مزید برآں اسلام دشمن قوتوں کی ناپاک سازشیں اور ریشہ دوانیاں ہیں جو ان کی حکومتوں کے مقابلے میں عددی لحاظ سے بھی زیادہ ہیں اور ہتھیار کے اعتبار سے انتہائی قوی ہیں اور ان کی چالیں بڑی شدید ہیں۔

(۲) "مدارج السالکین شرح منازل السائرین" (ج ۱/ ۱۹۴) اس کتاب کے مصنف ابن قیمؒ ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ازسرنو اسلام کے غالب آنے کی قرآنی بشارتیں

رہا سائل کا یہ سوال کہ کیا مستقبل میں غلبۂ اسلام کے دلائل اور بشارتیں موجود ہیں، تو قرآن وسنت میں اس بات کے دلائل اور بشارتیں بڑی کثرت سے موجود ہیں۔ اگرچہ ہمارے بہت سے خطبا اور واعظین ان سے غافل ہیں یا وہ جان بوجھ کر غفلت برتتے ہیں اور اپنے خطبوں اور وعظ میں ایسی باتیں کرتے ہیں جن سے بظاہر مستقبل میں غلبۂ اسلام سے متعلق مایوسی جھلکتی ہے۔ ہم قرآن وسنت میں موجود بشارتوں کو اس سے پہلے تفصیل سے بیان کر چکے ہیں اس لیے مناسب ہوگا کہ ان پر دوبارہ نظر ڈال لی جائے۔

ان میں سے بعض بشارتیں

۱- ان بشارتوں میں سے ایک نہایت اہم اور نمایاں بشارت عالمی سطح پر اسلامی بیداری کا ظہور ہے۔ اسی اسلامی بیداری کا نتیجہ ہے کہ امت مسلمہ کے اندر اسلام کے غلبے و استعلا کے متعلق دوبارہ اعتماد بحال ہو گیا ہے اور اسلام کے روشن مستقبل کے تئیں اس کے سینے میں امید کروٹیں لینے لگی ہے۔ اس بیداری نے جہاں اسلام پسندوں کو رجا و امید سے ہمکنار کیا ہے وہیں اندر اور باہر کے اسلام دشمنوں کو بے چین کر کے رکھ دیا ہے۔ اس اسلامی بیداری کے اندر امت مسلمہ کو نصرت الٰہی سے ہمکنار کرنے کی بھرپور صلاحیت موجود ہے، بشرطیکہ اللہ اس کی زمام کار ایسے راست رو قائدین کے سپرد کر دے جو صاحب قوت و سطوت ہوں اور صاحب بصیرت ہوں۔ مزید برآں اللہ تعالیٰ نے انہیں سنن الٰہیہ کا شعور اور دین الٰہی میں تفقہ بھی عطا کیا ہو۔ ان کی نظر حکیمانہ ہو اور ان کا ہر عمل حکمت سے بھرپور ہو۔

وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ؕ (البقرة ۲:۲۶۹)

”اور جسے حکمت سے نوازا گیا تو اسے بڑی دولت سے نواز دیا گیا۔“

۲- دوسری اہم بشارت کلیت پسندانہ نظام (Totalitarianism) کا خاتمہ ہے، جس میں سرفہرست کمیونزم ہے۔ جس کا زعم تھا کہ وہ ایک دن سارے عالم کو اپنے زیر نگیں کرلے گا اور سارے ادیان و مذاہب کو قصۂ ماضی بنا دے گا اور دوسرے سارے فلسفۂ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حیات اس کے سامنے سرنگوں ہوجائیں گے مگر اس اشتراکی نظام کو اپنے تمام تر دعووں کے باوجود نہتے مجاہدین افغانستان کے ہاتھوں شرمناک شکست سے دوچار ہونا پڑا اور یہ افغانی مجاہدین اپنے روایتی ہتھیاروں کے ذریعے سے تاریخ کی ایک انتہائی سرکش ملحد مملکت پر غالب آ گئے۔

www.KitaboSunnat.com

آخر کار کمیونزم کے سارے قلعے یکے بعد دیگرے گرتے چلے گئے جس کا آغاز سویت یونین اور مشرقی یورپ سے ہوا اور انتہا البانیہ پر ہوئی۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث: ''تمہارے اوپر جو زمانہ بھی آئے گا، اس کے بعد والا اس سے برا ہوگا''

س: میں ایک دینی کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا کہ اس میں یکا یک ایک ایسی حدیث میرے سامنے سے گزری، جسے پڑھ کر میں کانپ گیا۔ اول وہلہ میں تو میرے دل نے اسے باور نہیں کیا۔ اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''تمہارے اوپر جو زمانہ بھی آئے گا اس کے بعد آنے والا اس سے برا ہوگا۔''

جب میں نے اس حدیث سے متعلق ان علماء کرام سے دریافت کیا جنہیں حدیث کے میدان میں درک حاصل ہے تو انہوں نے بتایا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور یہ بخاری شریف کی روایت ہے۔ یہ سن کر میرے ہاتھ کے طوطے اڑ گئے اور میں کچھ بول نہ سکا۔ کیوں کہ یہ حدیث صحیح بخاری کی ہے جو کتاب اللہ کے بعد اسلام میں سب سے صحیح کتاب ہے۔

تو کیا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ہم ہمیشہ انحطاط اور مسلسل گراوٹ کی زد میں رہیں گے اور ہم بھلے سے برے اور بد سے بدتر اور بدتر سے بدترین زمانہ کی طرف منتقل ہوتے رہیں گے، تا آنکہ قیامت آجائے؟

لیکن اس کے باوجود کچھ لوگوں کا خیال اس کے بالکل برعکس ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ انسانی زندگی ترقی کی راہوں پر گامزن ہے۔ اس دنیا میں نت نئی تبدیلیاں ہو رہی ہیں۔ انسان کے چاروں طرف پھیلے ہوئے عالم سے متعلق آئے دن اس کی معلومات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یہاں تک کہ وہ چاند پر بھی کمندیں ڈال چکا ہے۔

لیکن جب ہم مذکورہ بالا حدیث پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ہماری ساری امیدیں سرد پڑ جاتی ہیں اور ہر طرف اندھیرا چھا جاتا ہے۔ ایسا گمان گزرتا ہے کہ ہم اس وقت جس بدحالی کا شکار ہیں اس سے نجات کی اب کوئی سبیل نہیں ہے۔ ہم دن بدن کھڈ میں گرتے چلے جائیں گے اور یہ اللہ کی لکھی تقدیر ہے جو کبھی ٹل نہیں سکتی ہے۔ اس لیے اسے نوشتۂ تقدیر سمجھ کر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبول کر لینا چاہیے۔ اس لیے کہ ہم نے یہی کچھ علماء کرام سے سنا ہے۔

ہمارے بعض دوست جو آپ کی تحریریں برابر پڑھتے رہتے ہیں ان سے معلوم ہوا کہ آپ نے اس حدیث کی تاویل کی ہے جو آپ کی کسی کتاب میں درج ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ مجھے اس کتاب کا نام بتادیں۔ شاید کہ اسے پڑھ کر میری بے چینی اور میرے دل کی حیرانی و پریشانی دور ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو علم اور اسلام کی خدمت پر جزائے خیر سے نوازے۔

والسلام

م۔ک۔ع

الرباط۔المغرب

ج: حدیثِ مذکور کو امام بخاریؒ نے اپنی صحیح جامع میں حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کیا ہے اور سند کے اعتبار سے یہ حدیث صحیح ہے۔ لیکن یہاں مصیبت یہ ہے کہ اس حدیث کا ایک ایسا مفہوم متعین کیا جاتا ہے جو سنن الٰہیہ، علمی حقائق اور واقعاتی دلائل کے بالکل منافی ہے۔ دین اسلام کے اندر کوئی ایسی چیز ہو جو ان کے مخالف ہو یہ غیر ممکن ہے۔ اس لیے کہ دین اسلام ایک مبنی برحقیقت دین ہے اور مذکورہ بالا اشیا بھی برحق ہیں اور حق کے درمیان کوئی تناقض نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ تو ممکن ہے کہ ان حقائق کی تعبیر و تشریح اس کے برعکس ہو جو ہم نے سمجھا ہے یا اس حدیث کی کوئی ایسی تاویل ممکن ہو جو اس کے ظاہری اور متبادر مفہوم کے خلاف ہو۔

فتنوں کے دور اور آخری زمانہ سے متعلق یا قیامت کی علامتوں سے متعلق احادیث کے سلسلے میں لوگوں کو بہت زیادہ غلط فہمی ہوئی ہے۔ اس لیے ان کے معنی و مفاہیم متعین کرنے کے لیے طویل غور و خوض کی ضرورت ہے تاکہ ایسا نہ ہو کہ لوگ ان احادیث کی بنا پر شجرِ امید کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکیں اور حالات کی اصلاح و تبدیلی کی ساری کوششوں پر پانی پھیر دیں۔

حدیث مذکور اس نوع کی احادیث کا ایک نمونہ ہے اور میں نے اپنی کتاب ''كَيْفَ نَتَعَامَلُ مَعَ السُّنَّةِ النَّبَوِيَّةِ'' میں اس حدیث کے معنی و مفہوم سے متعلق گفتگو کی ہے اور اس کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گرد پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کو حتی الامکان دور کرنے کی کوشش کی ہے۔اس سلسلہ میں میری گفتگو کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

کیا ہر زمانہ اپنے ماقبل سے بدتر ہوگا؟

امام بخاریؒ نے زبیر بن عدیؒ سے روایت کی ہے، انہوں نے کہا: ہم انس بن مالکؓ کے پاس گئے اور ان سے حجاج کے ظلم وزیادتی کی شکایت کی تو انہوں نے کہا: ''صبر کرو، کیوں کہ تمہارے اوپر جو وقت بھی گزرے گا، اس کے بعد آنے والا وقت اس سے بھی برا ہوگا۔'' یہ بات میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنی ہے۔

بعض لوگوں کو اس حدیث کے سہارے عملی جدوجہد سے بے پروا ہو کر بیٹھ رہنے اور اصلاح وتغیر کی ہر کوشش سے ہاتھ کھینچ لینے کا ایک بہانہ مل گیا۔ان کا دعویٰ ہے کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حالات میں ہمیشہ گراوٹ آتی جائے گی اور سقوط کا یہ عمل مسلسل جاری رہے گا۔لوگ ایک گہرائی سے دوسری اس سے نچلی گہرائی میں پیہم گرتے چلے جائیں گے اور حالات ہمیشہ بد سے بدتر اور بدتر سے بدترین کی طرف منتقل ہوں گے۔ یہاں تک کہ برے لوگوں پر قیامت قائم ہو جائے گی اور لوگ اپنے رب سے جا ملیں گے۔

کچھ دوسرے لوگوں نے سرے سے اس حدیث ہی کو قبول کرنے میں توقف سے کام لیا ہے اور بعض حضرات نے تو بڑی عجلت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔اس لیے کہ ان کے خیال میں یہ حدیث:

۱- یاس وقنوط کی دعوت دیتی ہے۔

۲- یہ حدیث بے راہ رو حکمرانوں اور سرکش حکام سے مقابلہ آرائی کے بجائے گریز پائی کی تعلیم دیتی ہے۔

۳- یہ حدیث اس کائنات اور انسانی زندگی کے نظام کی ارتقائی فکر سے بھی متعارض ہے۔

۴- یہ حدیث مسلمانوں کی واقعاتی تاریخ کے بھی منافی ہے۔

۵- یہ حدیث ان جملہ احادیث سے متعارض ہے جن میں ایک ایسے خلیفہ کی آمد کی بشارت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دی گئی ہے جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا اور وہ مہدی کے نام سے معروف ہے۔ اسی طرح یہ حدیث نزول عیسیٰ ابن مریم سے متعلق وارد احادیث سے بھی متصادم ہے۔ حالاں کہ ان کے بارے میں احادیث میں آیا ہے کہ وہ دنیا میں اسلامی حکومت قائم کریں گے اور پوری دنیا میں ان کے ذریعہ سے اسلام کا بول بالا ہوگا۔

یہ ایک حقیقت ہے جس کو بیان کرنا ہمارا فرض ہے کہ ہمارے علمائے سابقین نے بھی اس حدیث کو مطلق قرار دیا ہے۔ مطلق سے ان کی مراد حدیث کا ظاہری مفہوم ہے، یعنی یہ کہ ہر زمانہ اپنے ماقبل سے زیادہ برا ہوگا۔ حالاں کہ بعض زمانے کم شر والے ہو سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر عمر بن عبدالعزیزؒ کا زمانہ، خواہ وہ مختصر تھا لیکن ان کا زمانہ حجاج کے بعد کا ہے جس کے زمانے میں اس کے ظلم وستم کی شکایت ہر طرف عام تھی۔ اس کے برعکس عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانے میں ہر طرف خیر ہی خیر پھیل گیا۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ ان کا دور اپنے ماقبل حجاج کے دور سے زیادہ برا ہونے کے بجائے ان کا دور شر کی قوتوں کے اضمحلال کا دور تھا تو یہ بات حقیقت سے بعید نہ ہوگی۔

اس حدیث سے متعلق لوگوں نے متعدد جواب دیے ہیں

(الف) امام حسن بصریؒ نے اس حدیث کو عموم پر محمول کیا ہے، یعنی عام صورت حال ویسی ہی ہوگی جیسا کہ حدیث کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ مگر جب ان سے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا: لوگوں کو گاہے گاہے سانس لینے کا موقع ملنا چاہیے۔

(ب) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا اس سلسلے میں یہ قول منقول ہے: ''تمہارے اوپر کوئی ایسا زمانہ نہ آئے گا مگر یہ کہ وہ اپنے ماقبل سے زیادہ برا ہوگا کا مطلب میرے نزدیک یہ نہیں ہے کہ کوئی امیر گزرے ہوئے امیر سے بہتر نہیں ہوگا اور نہ یہ ہے کہ آنے والا سال گزرے ہوئے سال سے بہتر نہیں ہوگا، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے علماء و فقہا دنیا سے چلے جائیں گے اور تم ان کا کوئی جانشین نہ پاؤ گے اور ان کی جگہ ایسے لوگ آئیں گے جو حدیث

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقرآن سے بے نیاز ہو کر اپنی رائے سے فتویٰ دیں گے۔" ان سے یہ قول بھی منسوب ہے:
"وہ لوگ اسلام کی عمارت میں کاٹ چھانٹ کریں گے یہاں تک کہ اسے ڈھا دیں گے۔"
حافظ ابن حجرؒ نے "فتح الباری" میں اس حدیث میں خیر وشر کے مفہوم سے متعلق حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی تشریح کو قابل ترجیح قرار دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہی مفہوم قابل اتباع ہے۔

لیکن فی الواقع بنیادی طور پر مذکورہ حدیث کی مشتبہ حیثیت کی نفی نہیں کی جا سکتی ہے۔ کیوں کہ ایسے نصوص موجود ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ مستقبل میں اسلام کا شاندار دور آنے والا ہے جس میں اس کا جھنڈا بلند ہوگا اور اس کے کلمے کا بول بالا ہوگا۔ خواہ ایسا صرف آخری زمانے میں امام مہدی اور عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے وقت ہی میں ہو تو بھی ہمارے لیے یہ کافی دلیل ہے کہ آئندہ ادوار میں اسلام کے روشن مستقبل کی توقع ہے۔

تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ جب بھی عالم اسلام میں جمود وتعطل کا دور آیا تو اس کے معاً بعد اصلاح وتجدید کی تحریک شروع ہوئی ہے۔ یہاں ہم بطور مثال ان علما اور مجددین کو پیش کر سکتے ہیں جو آٹھویں صدی میں رونما ہوئے۔ ان کا ظہور ایک ایسے وقت میں ہوا جب بغداد میں اسلامی خلافت کا سقوط ہو چکا تھا اور ساتویں صدی میں حالات انتہائی ابتر ہو چکے تھے۔ ان ہی شر انگیز اور پرفتن حالات میں شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اور ان کے شاگرد رشید علامہ ابن قیمؒ اور ان کے سارے شاگرد بلاد شام میں خیر (اسلام) کے علمبردار بن کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اندلس میں امام شاطبیؒ نے اور ابن خلدونؒ نے مراکش میں اصلاح وتجدید کے کام کا آغاز کیا۔ ان کے علاوہ اور دوسرے علما بھی ہیں جن کا تذکرہ حافظ ابن حجرؒ نے اپنی کتاب "الدُّرَرُ الكَامِنَةُ فِي أَعْيَانِ الْمِائَةِ الثَّامِنَةِ" میں کیا ہے۔

آٹھویں صدی کے بعد کے ادوار میں ہمیں مصر میں حافظ ابن حجرؒ اور جلال الدین سیوطیؒ اور یمن میں ابن الوزیرؒ، امام شوکانیؒ اور صنعانیؒ اور ہندوستان میں شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور نجد میں محمد بن عبدالوہابؒ اور ان کے علاوہ دوسرے جلیل القدر علمائے مجتہدین اور ائمہ مجددین نظر آتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی وجہ ہے کہ امام ابن حبانؒ نے اپنی "صحیح" میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ حضرت انس بن مالکؓ کی حدیث عموم پر دلالت نہیں کرتی اور انہوں نے اس سلسلے میں ان احادیث سے استدلال کیا ہے جو امام مہدی کی آمد سے متعلق وارد ہوئی ہیں۔ ان سب میں یہ بات مذکور ہے کہ وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔ حالاں کہ ان کی آمد ایک ایسے وقت میں ہوگی جب زمین میں ہر طرف ظلم وجور کا دور دورہ ہوگا۔(۱) مگر ان کی اصلاح وتجدید کی کوششوں سے حالات یکسر بدل جائیں گے۔

(ج) یہی وجہ ہے کہ اس حدیث سے متعلق میرے نزدیک وہ توضیح زیادہ قابل قبول ہے جس کا ذکر حافظ ابن حجرؒ نے "فتح الباری" میں کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں: "اس بات کا قوی احتمال ہے کہ حدیث میں مذکور زمانے سے مراد صحابہ کرامؓ کا زمانہ ہو، اس بنا پر کہ وہی اس حدیث کے مخاطب تھے اور ان ہی کے لیے یہ مخصوص تھی۔ رہے ان کے بعد کے لوگ تو وہ اس حدیث مذکور میں مقصود نہیں ہیں۔ لیکن صحابی جلیل حضرت انس بن مالکؓ نے اس کا عمومی مفہوم لیا ہے۔ اسی لیے جن لوگوں نے ان سے حجاج بن یوسف کے ظلم کی شکایت کی تو انہوں نے اس حدیث کو سنا کر انہیں صبر کی تلقین کی۔ یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سب لوگ یا ان میں سے بیشتر لوگ تابعین میں سے تھے۔(۲)

عبداللہ بن مسعودؓ کی تشریح کا بھی یہی مفہوم ہے کہ یہ حدیث ان صحابہ وتابعین کے زمانے کے لیے خاص ہے جو براہ راست اس حدیث کے مخاطب تھے۔ ان کا انتقال حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں ہوا۔

رہے وہ لوگ جن کا خیال یہ ہے کہ مذکورہ حدیث ظلم وزیادتی پر سکوت اختیار کرنے اور ظالم حکمرانوں کے جبروت وتسلط پر صبر کرنے، نیز منکر وفساد پر اظہار ناراضی کے بجائے دم سادھنے کی دعوت دیتی ہے اور مزید برآں اس سے سرکش اور جابر حکمرانوں سے مقابلہ کرنے کے بجائے گوشۂ عافیت اختیار کرنے کی تائید ہوتی ہے، تو متعدد وجوہ کی بنا پر ان کا یہ خیال

---

(۱) فتح الباری: ج۱۶، صفحہ ۲۲۸، مطبع الحلبی

(۲) فتح الباری: ج۱۶، صفحہ ۲۲۸، مطبع الحلبی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناقابلِ قبول ہے۔

۱۔صبر کی تلقین دراصل صحابی رسولؐ حضرت انسؓ کا قول ہے، حدیث مرفوع کا حصہ نہیں ہے، بلکہ انہوں نے اس حدیث سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے اور قاعدۂ کلیہ یہ ہے کہ نبی معصوم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ ہر ایک کے کلام میں اخذ وترک کی گنجائش ہے۔

۲۔حضرت انسؓ نے انہیں ظلم وفساد پر راضی رہنے کا حکم نہیں دیا تھا، بلکہ انہوں نے صبر کا حکم دیا تھا۔صبر اور رضا میں بڑا فرق ہے۔اس لیے کہ کفر پر راضی رہنا بجائے خود کفر ہے اور منکر کو بسر وچشم قبول کرلینا یہ خود ایک عظیم منکر ہے۔رہا صبر تو اس سے کم ہی لوگ بے نیاز ہوسکتے ہیں۔بسا اوقات آدمی کسی چیز پر صبر کرلیتا ہے مگر دل سے اس سے نفرت کرتا ہے اور ہمہ آن اسے بدل دینے کے لیے کوشاں رہتا ہے۔

۳۔بلاشبہ جس کے اندر ظلم وجبروت کے خلاف مقابلہ آرائی کی طاقت نہیں ہے اس کے لیے تو صبر وتحمل کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے۔لیکن اسے اپنی اس حالت پر قانع نہیں ہونا ہے بلکہ اسے ہتھیار تیار کرنے اور ممکن ذرائع ووسائل مہیا کرنے کی کوشش کرنی ہوگی۔اپنے ہم فکر وخیال لوگوں کو ساتھ لے کر سازگار موقع کی تلاش میں رہنا ہوگا تا کہ موقع ملتے ہی حق کی قوت کو باطل قوت سے اور عدل وانصاف کے حامیوں کو ظلم وبربریت کے حمایتیوں سے اور اللہ کے سپاہیوں کو وقت کے طاغوت سے ٹکرا دے۔

یہ تاریخ کی ایک زندہ حقیقت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں مکمل ۱۳ سال تک بتوں اور ان کے پرستاروں کے معاملے میں صبر سے کام لیا۔آپؐ نے مسجد حرام میں نمازیں پڑھیں اور خانہ کعبہ کا طواف کیا، درآں حالیکہ اس میں اور اس کے اردگرد ۳۶۰ بت موجود تھے۔ بلکہ ۷ھ میں آپؐ نے اپنے اصحاب کے ساتھ عمرہ کی قضا کی اس حال میں کہ آپؐ بتوں کو دیکھ رہے تھے مگر ان کو ہاتھ نہیں لگا رہے تھے۔یہاں تک کہ جب مناسب وقت آیا تو فتح مکہ کے دن آپؐ نے ان سارے بتوں کو چکنا چور کردیا۔

لہٰذا ہمارے علما نے یہ قاعدہ مقرر کردیا ہے کہ اگر منکر کے ازالے میں کسی اس سے بڑے منکر کے سر اٹھانے کا اندیشہ ہو تو حالات کی تبدیلی تک اس پر خاموشی اختیار کرنی واجب ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بنیاد پر صبر کی وصیت کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ظلم وطغیان کے سامنے سپر ڈال دی جائے، بلکہ اللہ کے فیصلے تک انتظار کرنا ہے اور ہر دم چوکنا رہنا ہے۔ یہ یقین دل میں جاگزیں رہے کہ اللہ تعالیٰ بہترین فیصلہ فرمانے والا ہے۔

۴۔صبر کلمۂ حق کہنے اور سرکش حکمرانوں کے سامنے جو بزعم خویش معبود بنے بیٹھے ہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنے سے نہیں روکتا۔ البتہ ایسا کرنا ان لوگوں پر واجب نہیں ہے جنہیں اپنی ذات، اپنے اہل وعیال اور اپنے گرد وپیش کے لیے کوئی خطرہ محسوس ہو۔ حدیث میں آیا ہے: ''ظالم حکمراں کے سامنے کلمۂ حق کہنا افضل جہاد ہے۔'' سید الشہداء حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب کا قول ہے: ''ایک آدمی ایک ظالم بادشاہ کے پاس گیا اور اسے نیکی کرنے اور برائی سے بچنے کی تلقین کی تو اس نے اسے قتل کر دیا۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث: ''بہترین دور میرا دور ہے پھر ان لوگوں کا جو اس دور کے لوگوں سے قریب رہے ہوں۔''

بعض موجودہ دور کے محققین نے حدیث ''خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ'' (میرا زمانہ سب سے زیادہ بہتر ہے، پھر اس کے قریب کے لوگوں یعنی صحابہؓ کا دور پھر صحابہ کے قریب کے لوگوں یعنی تابعین و تبع تابعین کا دور ہوگا۔) سے ایک عجیب وغریب نتیجہ نکالا ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ انسانیت جس کی تربیت اسلام نے کی تھی وہ دن بدن بدترین صورت حال کی طرف مسلسل پیش قدمی کر رہی ہے نہ کہ بہتر صورت حال کی طرف۔ یہ حدیث اور اس جیسی دوسری احادیث کے مطابق برے حالات کی طرف پیش قدمی ایک ایسا حتمی امر ہے جس کو ٹالنا ممکن نہیں۔

لہٰذا انہوں نے اسی میں عافیت سمجھی کہ اس طرح کی احادیث کو موضوع اور گھڑی ہوئی قرار دے دیں۔ اب اگر فرض کر لیں کہ وہ واضعین حدیث عملاً مسلمان تھے تو انہوں نے ایسا اس لیے کیا ہوگا تاکہ پیش آمدہ واقعات کو سند جواز مل جائے یا اگر یہ مان لیں کہ یہ واضعین حدیث منافق تھے تو انہوں نے یہ کام اس لیے کیا ہوگا تاکہ قافلہ اسلام کو مایوسی کے راستے پر ڈال دیں۔ (۱)

حقیقت یہ ہے کہ یہ حدیث بالکل صحیح ہے اور اس کی صحت سے متعلق علمائے اسلام میں مکمل اتفاق پایا جاتا ہے۔ میرے علم کی حد تک کسی سنی یا معتزلی عالم نے اس حدیث پر کوئی کلام نہیں کیا ہے، نہ اس کی سند میں اور نہ اس کے متن میں۔ بلکہ حافظ ابن حجرؒ اور امام سیوطیؒ اور ان دونوں کے علاوہ دوسرے محدثین نے اس حدیث کو حدیث متواتر کا نام دیا ہے۔ (۲)

(۱) ڈاکٹر فہیم جدعان کی کتاب ''اسس التقدم عند مفكري الاسلامي في العالم العربي الحديث'' کے صفحہ نمبر ۲۱ اور اس کے بعد کے صفحات پر ایک نگاہ ڈال لیں۔

(۲) کتانی کی کتاب ''نظم المتاثر في الحديث المتواتر'' پر نگاہ ڈالیں۔ دارالکتب العلمیہ۔ بیروت، حدیث نمبر ۲۴۱

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کو موضوع ٹھہرانے کا مطلب پوری امت مسلمہ پر جہالت اور غباوت کا الزام لگانا ہے۔ نیز یہ کہ امت نے ایک عرصے تک باطل کی ترویج کی ہے اور ایک طویل زمانے تک ضلالت وگمراہی پر اس کا اتفاق رہا ہے۔ یہ دراصل پورے دین اسلام کو ملیا میٹ کرنے کی کوشش کی ہے۔

جہاں تک اس حدیث سے متعلق فاضل محقق نے جو کچھ سمجھا اور اس سے جو نتیجہ اخذ کیا ہے تو وہ سب نا قابل قبول ہے۔ اس لیے کہ حدیث مذکور میں اس نسل کی فضیلت بیان کی گئی ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست علم حاصل کیا تھا اور گہوارۂ نبوت میں جس نے پرورش پائی تھی۔ اس نے معجزۂ الٰہی اور اسوۂ رسول کا جس طرح کھلی آنکھوں سے مشاہدہ کیا وہ ان کے علاوہ کسی اور کو نصیب نہیں ہوا۔ اسی طرح انہوں نے جس قدر مہمات سر کیں، ان کے علاوہ کسی اور کو وہ نصیب نہیں ہوئیں۔ یہی وہ نسل ہے جس نے امت مسلمہ کے لیے قرآن نقل کیا اور اس کے لیے احادیث کی روایت کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس نسل کے ہاتھوں ملکوں کو فتح کیا اور اس کے ذریعہ سے اپنے بندوں کی ہدایت کا سامان کیا۔ پھر اس کے بعد اس نسل کا نمبر آتا ہے جس نے صحابہ کرام کی شاگردی اختیار کی اور ان کے منارۂ نور سے روشنی حاصل کی اور ان کے نقش قدم کی پیروی کی۔ تیسری نسل وہ ہے جو اپنے اگلوں کے راستے پر چلی اور بڑی حسن وخوبی سے ان کا اتباع کیا۔ چنانچہ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔

ہر انصاف پسند محقق یہی کہے گا کہ عہدِ نبوت سے قریب کی نسلوں کو جو روحانی شعاعیں ملیں وہ انتہائی قوی، عمیق اور وسیع تھیں۔ اس لیے دوسری نسل ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ نسل اول کی یہ فضیلت اجمالی ہے، تفصیلی نہیں ہے۔ یہ فضیلت صرف دین وتقویٰ کے معاملے میں ہے نہ کہ زندگی کے عام معاملے، سائنس اور عمرانیات کے باب میں۔ کیوں کہ ان امور میں آنے والی نسلیں بہت ممکن ہے ان نسلوں سے فائق ہوں جن کی دینی پابندی کے سلسلے میں فضیلت بیان کی گئی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لوگوں کو بشارت دی ہے کہ عنقریب

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ لوگ قیصر و کسریٰ کے خزانوں کے مالک ہوں گے اور ان کے خزانوں کو اللہ کے راستے میں خرچ کریں گے۔ ایک دن ایسا آئے گا جب مشرق و مغرب ان کے زیر نگیں ہوگا۔ یہ وہ وقت ہوگا جب خوشحالی اس درجہ عام ہو جائے گی کہ مال دار اپنے مال کی زکوٰۃ لے کر ادھر ادھر پھرے گا مگر اسے قبول کرنے والا کوئی نہیں ملے گا۔ اس وقت ہر چہار جانب امن و امان کی ایک ایسی فضا قائم ہوگی کہ ایک بڑھیا تن تنہا حیرہ (عراق میں ہے) سے مکہ بیت اللہ کے طواف کے لیے آئے گی اور راستے میں اسے اللہ کے علاوہ کسی اور کا ڈر نہ ہوگا۔ سرزمین عرب ایک دن انتہائی سرسبز و شاداب ہو جائے گی۔ اب آپ ہی بتائیں کہ کیا یہ اتنی ساری بشارتیں اس بات کی علامت ہیں کہ بدترین حالات کی طرف پیش قدمی امت مسلمہ کا مقدر ہے؟

بلاشبہ تاریخ کا ایک غیر جانب دار اور منصف مزاج مطالعہ کرنے والا اس بات کا لازماً اعتراف کرے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفائے راشدین نے زندگی کے روزمرہ کے امور کو بہت زیادہ ترقی دی۔ انہیں عمدہ طریقے سے انجام دینے کے سلسلے میں ایسے مفید اضافے کیے جو دور نبویؐ میں نہیں تھے۔ ہمیں انہیں کی سنت کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔ اس لیے ہمیں ان کی سنت کو مضبوطی سے پکڑ لینا چاہیے، کیوں کہ ان کی سنت دراصل نبیؐ کی سنت مطہرہ ہی کا ایک تسلسل ہے۔

خلفائے راشدین کے دور کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ عہد اُموی اور عہد عباسی میں مسلمانوں نے بیش بہا ایجادیں کیں۔ حیات انسانی کی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے ایسی چیزوں کا اضافہ کیا جو دور نبویؐ اور خلفائے راشدین کے زمانے میں نہیں تھیں۔ اس وقت کے علماء امت نے ان کی کاوشوں کی نہ صرف توثیق کی بلکہ بالاتفاق انہیں عین مطابق شریعت قرار دیا۔ یہی وہ زریں دور تھا جب علوم دینی اور علم لغت کی ہر طرف کثرت سے تعلیم ہونے لگی، اسی دور میں ان علوم کی باقاعدہ تدوین و تاسیس کا کام ہوا اور مختلف علوم و آداب کے فکری اور علمی مدارس وجود میں آئے۔ پھر اسی دور میں ترجمہ کے ذریعہ سے دوسری ترقی یافتہ اقوام کے علوم وفنون کی خوشہ چینی کا کام بھی ہوا۔ اس کے بعد ان علوم وفنون کی تحقیق و تہذیب کا کام شروع ہوا تاکہ ان میں کاٹ چھانٹ، حذف و اضافہ اور ضروری تبدیلی اور تقدیم و تاخیر کے ذریعہ سے ان کو امت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمہ کے عمومی مزاج سے ہم آہنگ کیا جا سکے۔ انہی کاوشوں کے نتیجے میں یہ سارے علوم و فنون دین اسلام اور اس کی اقدار و ثقافت کے سانچے میں بالکل ڈھل گئے اور انہیں ملت اسلامیہ کی عقلی و وجدانی اور اجتماعی زندگی میں ایک اہم مقام حاصل ہو گیا۔ پھر اسی دور میں بعض ایسے جدید علوم کی ایجاد بھی ہوئی جن سے پہلے کے لوگ واقف نہ تھے۔ یہی وہ دور تھا جب اسلامی تہذیب کو خوب پھلنے پھولنے کا موقع ملا۔ اس کی جڑیں زمین میں پیوست ہو گئیں اور اس کی شاخیں چار دانگ عالم میں پھیل گئیں۔ اس کا سایہ انسانی زندگی کے تمام گوشوں تک دراز ہو گیا اور پوری دنیا اس تہذیب کے میٹھے اور مبارک پھلوں سے شاد کام ہوئی۔

مسلمان اسی اسلامی تہذیب کو اس کے مختلف میدانوں اور شعبوں میں مسلسل ترقی دیتے رہے اور اسے آگے بڑھانے کے لیے مسلسل کوشاں رہے۔ مگر ان احادیث نے جن کا مفہوم یہ سمجھا گیا کہ بدترین حالات کی طرف پیش قدمی امت مسلمہ کا ایک حتمی مقدر ہے، نہ ان کے ہاتھوں کو باندھ کر رکھا اور نہ ان کے قدموں کو پابہ زنجیر کیا اور نہ ان کی فکر کو شل ہونے دیا۔

یہ بات اپنی جگہ بالکل درست ہے کہ جن لوگوں نے اس بلند و بالا تہذیب کو وجود بخشا اور اسے سنوارا وہ ایمانی و روحانی لحاظ سے صحابہؓ اور تابعینؒ کے درجے کے لوگ نہیں تھے۔ اس بات کا اعتراف سبھی لوگوں کو ہے۔ مگر یہ چیز ان کے علمی تفوق اور تہذیبی پیش قدمی اور اخلاقی جہاد کی راہ میں روڑا بن کر حائل نہیں ہوئی بلکہ اس مثالی نسل کی اخلاقیات کو انہوں نے ہمیشہ اپنا نصب العین بنایا۔ کیوں کہ وہ اخلاقیات کا اعلیٰ انسانی نمونہ تھے۔ اس طرح انہوں نے اپنے اندر دو خوبیوں کو جمع کر لیا تھا یا کم از کم اس کے لیے کوشاں رہے، یعنی تہذیبی و مادی ندرت کی خوبی، روحانی بلندی اور ایمانی و اخلاقی ترقی کی خوبی۔

مزید برآں کچھ احادیث ایسی بھی ہیں جن میں آنے والی نسلوں کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ ایسے پرفتن اور بحرانی دور میں جب کہ اہل ایمان کو آزمائش میں ڈالا جائے گا ان کی شانِ صبر و ثبات میں اضافہ کیا گیا ہے۔ ان احادیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ اس دور میں دین پر مضبوطی سے قائم رہنا ہاتھ میں انگارا لینے کے مترادف ہے۔ ایک جگہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دور میں عمل صالح اختیار کرنے والے کا اجر پچاس صحابہ کے برابر ہوگا۔ (۱)

اسی طرح بہت سی صحیح احادیث میں اسلام اور دعوت اسلامی کے روشن مستقبل کا ذکر موجود ہے۔ وہ اس بات کا ثبوت ہیں کہ ایک دن اسلامی مملکت دنیا کے وسیع رقبے پر قائم ہوگی۔

اسی طرح حدیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اللہ ہر ۱۰۰ سال پر ایک مجدد اٹھا کھڑا کرے گا جو دین اسلام کو امت مسلمہ کے سامنے ازسرنو پیش کرے گا۔ اسی کے ذریعہ سے امت مسلمہ کی امیدیں بحال ہوں گی اور اس کے اندر دوبارہ رجائیت پیدا ہوگی۔ وہی مجدد امت کے بگاڑ وفساد کی اصلاح کرے گا۔ اس کی کوششوں سے دین کی قوت میں اضافہ ہوگا اور وہ مسلمانوں کے اندر پائی جانے والی کج رویوں کو دور کرے گا۔

امت مسلمہ کی تمام نسلوں میں خیر کا سلسلہ باقی رہے گا

قرن اول یا قرون اولیٰ کی افضلیت پر مسلمانوں کے ایمان کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اب دوسری ساری صدیوں کے لیے اللہ کی رحمت اور اس کے فضل کا دروازہ قیامت تک کے لیے بند ہوگیا ہے اور آنے والی نسلیں نیکیوں میں مسابقت کے عمل سے اس لیے محروم ہوگئی ہیں کہ گزشتہ صدیوں کے لوگ سب نیکیاں سمیٹ لے گئے اور آنے والی صدیوں کے لوگوں کے سامنے اگر کچھ بچا ہے تو صرف چورا بچا ہے۔

لیکن حق بات یہ ہے کہ اللہ کا دروازہ قیامت تک آنے والی ساری نسلوں کے لیے کھلا ہوا ہے اور اس میں کسی ادنیٰ شک کی گنجائش نہیں ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں بحیثیت مجموعی پوری امت کو نیکیوں کے کاموں میں ہر زمانے میں مسابقت و مقابلہ کی دعوت دی گئی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا (المائدۃ ۵:۴۸)

"پس تم سب لوگ نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرو، تم سب کا پلٹنا

---

(۱) اس طرح کی حدیث سنن ابوداؤد میں کتاب الملاحم میں نمبر ۴۳۴۱ پر مروی ہے اور ترمذی میں کتاب التفسیر میں نمبر ۳۰۶۰ پر مروی ہے۔ اور ترمذی نے اسے حسن غریب کہا ہے۔ اور ابن ماجہؒ میں کتاب الفتن میں نمبر ۴۰۱۴ ہے اور ان سب کے راوی ابوثعلبہ خشنیؓ ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ہی کی طرف ہے۔"

حدیث سے بھی اس امر کی تائید ہوتی ہے جس میں آپؐ نے فرمایا ہے: "میری امت کی مثال بالکل بارش جیسی ہے، جس میں کسی کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس کا اگلا حصہ بہتر ہے یا آخری حصہ۔"[1] اگلوں نے اپنے بعد آنے والوں کے لیے کیا کچھ چھوڑا ہے اس کو جاننے کی ضرورت ہے۔ ماضی میں جو کچھ ہو چکا ہے ابھی اس میں بہت کچھ اضافہ کی گنجائش باقی ہے۔

شارحین حدیث بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ جس طرح بارش کے متعلق یہ فیصلہ نہیں کیا جا سکتا ہے کہ اس کا کون سا حصہ زیادہ نفع بخش ہے اسی طرح امت مسلمہ کی مختلف نسلوں اور افراد کے بارے میں بوجوہ تمام یہ حکم نہیں لگایا جا سکتا کہ کس میں زیادہ خیر تھا اور کس میں کم ہے۔ اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ اللہ کا دروازہ ہمہ آن کھلا ہوا ہے۔ اس کے فضل کی طلب کے لیے کسی بھی وقت اس کی جناب میں بازیابی ممکن ہے۔ اسی طرح امت کے ہر طبقے اور ہر نسل کی اپنی اپنی الگ خصوصیت اور فضیلت ہے۔ اسی بنیاد پر ہر ایک کے اندر خیر کے معیار کا پتا چلتا ہے، اس لیے خیر کو کسی ایک یا دو نسل میں محصور کرنا درست نہیں ہے۔ جس طرح بارش کے پانی کا ہر قطرہ پودوں کی نشوونما میں معاون و مددگار ہوتا ہے اور اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کی ہر نسل اور ہر دور میں خیر رکھا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ قرن اول کے لوگ معجزات دیکھ کر ایمان لائے اور دعوت رسولؐ کو خود زبان رسالت سے سن کر قبول کیا اور اس پر ایمان لائے۔ مگر بعد کے لوگوں کا فضل یہ ہے کہ وہ سراسر غیب میں رہتے ہوئے ایمان لائے اور رسول کی دعوت کو تواتر کی بنیاد پر قبول

(۱) اس حدیث کو امام ترمذیؒ نے حضرت انسؓ سے ابواب الامثال میں روایت کیا ہے۔ حدیث کا نمبر ۲۸۷۳ ہے۔ انہوں نے اس کو حسن غریب قرار دیا ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ اور بزارؒ اور طبرانیؒ نے اس کو عمار بن یاسرؓ سے روایت کیا ہے۔ ہیثمیؒ نے "مجمع الزوائد" میں کہا: بزار کے رواۃ صحیح کے رواۃ ہیں سوائے حسن بن قزعہ اور عبید بن سلیمان الاغر کے، حالانکہ وہ دونوں ثقہ ہیں۔ عبید کے سلسلے میں کلام ہے لیکن حدیث پر اس کا اثر نہیں پڑتا ہے۔ بزار اور طبرانی نے "الاوسط" میں عمران بن ثقلین سے روایت کی ہے۔ بزارؒ کا کہنا ہے کہ اس حدیث کی اس سے عمدہ کوئی اور سند نہیں ہے۔ (۱۰/۶۸) اس حدیث کو ابن حبانؒ نے اپنی "صحیح" میں سلمان فارسی سے روایت کیا ہے۔ اس کے محقق نے شواہد کی بنیاد پر اسے حسن قرار دیا ہے۔ (ج ۱۶، حدیث ۷۲۲۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا۔ اپنے پیش روؤں کی عمدہ طریقے سے پیروی کی۔ اگر متقدمین نے دینی علوم کی تمہید وتاسیس کے لیے جدوجہد کی تو بعد کے لوگوں نے ان علوم کے بقاوتحفظ اوران کی تحقیق وتنقیح کے کام میں اپنی ساری صلاحیتیں صرف کردیں۔ ان شاء اللہ ان سب لوگوں کے گناہ معاف ہوں گے اور سب کی کاوشیں بارگاہ ایزدی میں قابل قدر قرار پائیں گی اوران سب کے لیے اجرِ فـراواں ہوگا۔

لوگوں کا کہنا ہے کہ یہاں امت کے سابق، لاحق، اول اورآخر سب کو خیر کی صفت سے متصف کرنا مقصود ہے۔ کیوں کہ یہ سب باہم دگر شیر وشکر ہیں اور بنیان مرصوص کی طرح ایک دوسرے سے پیوست ہیں۔ اُس چھلے کے مانند سانچے میں ڈھلے ہیں جس کے سروں کا پتا نہ ہو۔ (۱)

مسلمان ہر دور میں حدیث نبویؐ کے طور پر اس قول کو دوہراتے رہے ہیں: ''خیر میرے اندر ہے اور میری امت میں قیامت تک باقی رہے گا'' اس کا مفہوم صحیح ہے، اگرچہ کتب حدیث میں یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ وارد نہیں ہوئی ہے۔

اس طرح کی جتنی بھی احادیث متعدد صحابہؓ سے منقول ہوکر صحیح سندوں سے ہم تک پہنچی ہیں ان سب میں بہت موکد انداز میں یہ بات کہی گئی: ''اس امت کا ایک گروہ برابر دین حق پر قائم رہے گا، یہاں تک کہ اللہ کا فیصلہ (قیامت) آجائے۔'' (۲) یہ بات اس قرآنی آیت کے عین مطابق ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿١٨١﴾ (الاعراف،۷:۱۸۱)

''اور ہماری مخلوق میں ایک گروہ ایسا بھی ہے جو حق کے مطابق ٹھیک ہدایت کرتا ہے اور حق ہی کے مطابق عدل وانصاف کرتا ہے۔''

اسی طرح وہ احادیث بھی صحیح سندوں کے ساتھ ہم تک پہنچی ہیں جس میں اسلام کے روشن مستقبل کی بشارت دی گئی ہے کہ اس دور میں اس کا کلمہ بلند ہوگا اور اس کی دعوت کا ہر طرف چرچا ہوگا اور اسلام دنیا کے ایک وسیع رقبے پر غالب آجائے گا۔ (۳)

(۱) صفحہ نمبر 145 کا حاشیہ (۱) ملاحظہ فرمائیں۔
(۲) صحیح مسلم، کتاب الامارۃ ۵۳۔ صحیح البخاری ۶۱، کتاب ''المناقب'' ۲۸، باب: ۶/ ۶۳۲
(۳) اس کی روایت امام مسلم نے کتاب الفتن واشراط الساعۃ میں کی ہے، حدیث نمبر ۱۹ اور سنن ابوداؤد میں حدیث نمبر ۴۲۵۲ ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابدی الٰہی ضابطے

امت مسلمہ کی تمام نسلوں کے سامنے زمانۂ دراز سے یہ بات واضح رہی ہے کہ اس دنیا میں کچھ ٹھوس اصولوں، اٹل ضابطوں اور سنن الٰہی کی کارفرمائی ہے۔ ان ہی کے مطابق اس پوری کائنات کا نظام چل رہا ہے۔ ان ہی کے ذریعہ سے لوگ اپنے معاملات طے کرتے ہیں۔ یہ سب اصول وضابطے قرآن کی محکم آیتوں اور سنت نبویؐ میں بیان ہوئے ہیں۔ ان میں سے بعض کا یہاں ہم ذکر کریں گے۔

۱- ہر کام کا ایک نتیجہ ہوتا ہے اور ہر محنت کا کچھ صلہ ملتا ہے۔ یہ سب کچھ آخرت سے پہلے ہماری اسی دنیا میں ہوگا اور ہو رہا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا ﴿٣٠﴾ (الکہف،۱۸:۳۰)

''یقیناً ہم نیکوکار لوگوں کا اجر ضائع نہیں کیا کرتے۔''

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

وَالَّذِينَ يُمَسِّكُونَ بِالْكِتَابِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُصْلِحِينَ ﴿١٧٠﴾ (الاعراف،۷:۱۷۰)

''جو لوگ کتاب کی پابندی کرتے ہیں اور جنہوں نے نماز قائم کر رکھی ہے۔ یقیناً ایسے نیک کردار لوگوں کا اجر ہم ضائع نہیں کریں گے۔''

۲- اسی طرح جہاد خواہ روحانی ہو یا مادی، اللہ تعالیٰ اس کو ہرگز رائگاں نہیں جانے دے گا۔ اس کا ارشاد ہے:

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٦٩﴾ (العنکبوت،۲۹:۶۹)

''جو لوگ ہماری خاطر مجاہدہ کریں گے، انہیں ہم اپنے راستے ضرور دکھائیں گے۔ اور یقیناً اللہ نیکوکاروں ہی کے ساتھ ہے۔''

۳- یہ بھی قاعدہ کلیہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی مدد کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی مدد کے لیے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر آن تیار رہے گا۔ زمین میں اسے غلبہ و اقتدار عطا فرمائے گا۔ اللہ کی مدد کرنے کا مطلب اس کے دین کی مدد ہے۔ یہ مدد ایمان اور اعمال صالحہ کے ذریعہ سے ممکن ہوگی۔ وہ سارے اعمال اس ضمن میں آتے ہیں جن کے ذریعہ سے انسانی زندگی کا روحانی اور مادی نظام درست ہو سکے اور جو انفرادی و اجتماعی سطح پر انسان کے لیے مفید ہوں۔ جیسا کہ سورۃ ''الحج'' میں ارشاد ربانی ہے:

وَلَيَنۡصُرَنَّ اللّٰهُ مَنۡ يَّنۡصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِىٌّ عَزِيۡزٌ ۞ اَلَّذِيۡنَ اِنۡ مَّكَّنّٰهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوۡا بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَنَهَوۡا عَنِ الۡمُنۡكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الۡاُمُوۡرِ ۞ (الحج،۲۲: ۴۰۔۴۱)

''اللہ ضرور ان لوگوں کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کریں گے۔ اللہ بڑا طاقتور اور زبردست ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے۔ اور تمام معاملات کا انجام کار اللہ کے ہاتھ میں ہے۔''

اسی طرح سورہ ''النور'' میں ارشاد ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ كَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمۡ دِيۡنَهُمُ الَّذِى ارۡتَضٰى لَهُمۡ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِهِمۡ اَمۡنًا ؕ يَعۡبُدُوۡنَنِىۡ لَا يُشۡرِكُوۡنَ بِىۡ شَيۡـئًا ؕ (النور،۲۴: ۵۵)

''اللہ نے وعدہ فرمایا ہے تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں کہ وہ ان کو زمین میں اسی طرح خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو بنا چکا ہے۔ اور ان کے لیے ان کے اس دین کو مضبوط بنیادوں پر قائم کر دے گا جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں پسند کیا ہے اور ان کی (موجودہ) حالتِ خوف کو امن سے بدل دے گا۔ بس وہ میری بندگی کریں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔''

تمّت بالخیر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

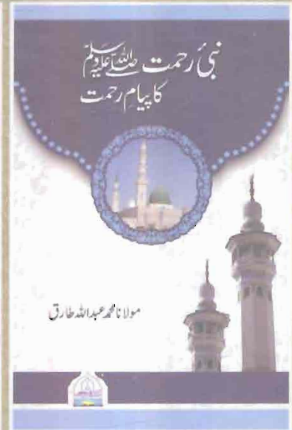

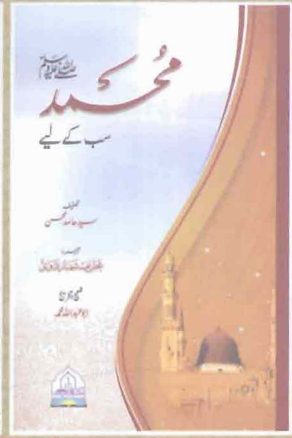

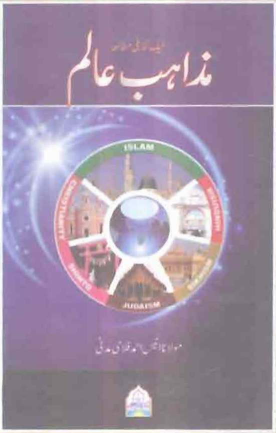

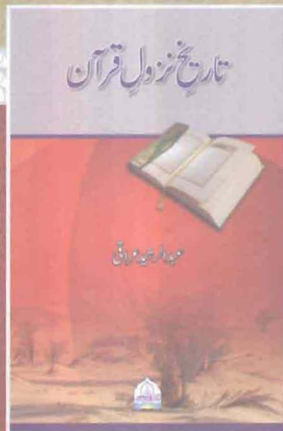

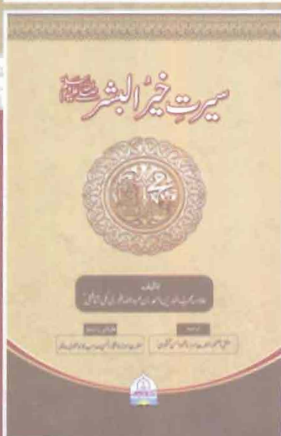

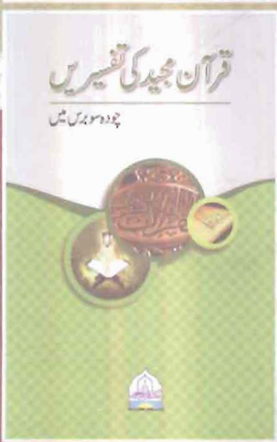

رحمان مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ ○ اردو بازار ○ لاہور ○ پاکستان
Ph: 042-37231119 , 0321-4021415
qasimulaloom@gmail.com